قال النبی ﷺ
الطھور نصف الایمان



تالیف

مولانا مفتی ریاض محمد بگرامی
فاضل جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد
متخصص جامعہ دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴
رئیس دارالافتاء تعلیم القرآن راولپنڈی



نام کتاب .... طہارت اور اس کے جدید مسائل

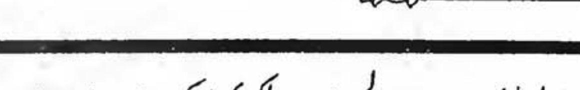
مصنف .... مولانا مفتی ریاض محمد بٹگرامی

سرورق .... وسیم گرافکس، اردو بازار لاہور

ناشر .... الخلیل پبلشنگ ہاؤس، راولپنڈی

قیمت ....

ملنے کے پتے



- کتب خانہ رشیدیہ، مدینہ مارکیٹ راجہ بازار، راولپنڈی
- احمد بک کارپوریشن، اقبال روڈ، راولپنڈی
- دارالاشاعت، کراچی
- زم زم پبلشرز، اردو بازار، کراچی
- مکتبہ معارف القرآن، احاطہ دارالعلوم کورنگی، کراچی
- اسلامی کتب خانہ، بنوری ٹاؤن، کراچی
- کتب خانہ اشرفیہ، قاسم سینٹر، کراچی
- مکتبہ رحمانیہ، غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور
- مکتبہ سید احمد شہید، الکریم مارکیٹ اردو بازار، لاہور
- المیزان، الکریم مارکیٹ اردو بازار، لاہور
- مکتبہ حقانیہ، ملتان
- مکتبۃ العارفی، فیصل آباد
- مکتبہ سید احمد شہید، اکوڑہ خٹک
- مکتبہ معارف، محلہ جنگی، پشاور
- وحیدی کتب خانہ، قصہ خوانی بازار، پشاور
- بیت القرآن، حیدرآباد، سندھ
- مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ، کوئٹہ

فہرست مضامین

الباب الاول فی مایمنع الغسل والوضوء ومالایمنع

(ان چیزوں کا بیان جو غسل ووضو سے مانع ہیں اور جو مانع نہیں)

(غسل کے جدید احکام ومسائل)

الباب الثالث فی الوضو.......۴۶

(وضو کے جدید احکام ومسائل)

الباب الرابع فی الاستنجاء..........۵۹

(استنجاء کے جدید احکام ومسائل)

الباب الخامس فی السواک........۷۱

(مسواک کے جدید احکام ومسائل)

الباب السادس فی التیمم......۷۴

(تیمم کے جدید احکام ومسائل)

الباب السابع فی المسح..... ۷۸

(مسح کے جدید احکام ومسائل)

الباب الثامن فی مایتعلق بنفس الطهارة....۸۷

(نفس طہارت کے جدید مسائل)

الباب التاسع فی طرق التطہیر......۱۵۱

(پاکی کے طریقوں کا بیان)

الباب العاشر فی الاوھام والاخطاء.......۱۶۳

(اوہام اوراغلاط کا بیان)

(۳)شرعی معذوراوراس کے احکام ومسائل ۲۰۱

الباب الاول فی مایمنع الغسل والوضوء ومالایمنع

(وضواور غسل کے موانع اوراس کے جدید مسائل)

عورتوں کے بناؤ سنگھاراورزیب وزینت کی اہم شرائط

اس باب کے غالب مسائل کاتعلق زیب وزینت اوربناؤسنگھار سے ہے، عموماً جب شرعی حدود سے نکل کرزیب وزینت اختیارکیاجاتا ہے تووہ غسل یاوضومیں رکاوٹ بنتاہے،اس لئے بناؤسنگھاراورزیب وزینت کی شرعی حیثیت اوراس کی حدودوشرائط کاپہچاننا ضروری ہے،مردوخواتین کے بناؤسنگھاراورزیب وزینت سے متعلقہ تفصیلی احکام فقہی کتابوں میں نہیں ملتے،لیکن قرآن وسنت کے مجموعی دلائل سے یہ معلوم ہوتاہے کہ چند شرائط کے ساتھ ہرقسم کابناؤسنگھاراورزیب وزینت عورت کے لئے جائزہے۔

(۱) نامحرم کے لئے نہ ہو۔

ظاہرہے کہ جب نامحرم کے سامنے جاناممنوع ہے تو نامحرم کے لئے زیب وزینت اختیارکرناکیوں ممنوع نہ ہوگا؟ نیزآں حضرت ﷺ کاارشاد ہے ''والمرأة اذااستعطرت فمرت بالمجلس فھی کذاوکذایعنی زانیة ''سنن الترمذی (۲ / ۱۲۰)باب ماجاء فی کراھیة خروج المرأة متعطرة ،ابواب الاستیذان والآداب یعنی ایک عورت جب خوشبولگاکرمردوں کی مجلس کے پاس سے گزرتی ہے تووہ ایسے ایسے ہے یعنی گویاوہ بدکارہے۔

(۲)تغیرخلق اللہ نہ ہو،یعنی ایسی زینت اور بناؤسنگھارنہ ہوجواصل حلیہ بگاڑکررکھ دے۔چانچہ عبداللہ بن مسعودؓفرماتے ہیں:ان النبی ﷺلعن الواشمات والمستوشمات والمتنمصات مبتغیات للحسن متغیرات خلق اللہ، ترمذی

(۲ / ۱۲۰)باب ماجاء فی الواصلة والمستوصلة الخ یعنی نبی علیہ السلام نے گودنے والیوں اور گدوانے والیوں اور حسن وجمال کیلئے چہرے سے بال نوچنے کا حکم دینے والیوں، اللہ کی خلقت میں تبدیلی کرنے والیوں پر لعنت فرمائی ہے۔

(۳)تشبہ بالکفار نہ ہو، چنانچہ آں حضرت ﷺ کا ارشاد ہے " لیس منامن تشبه بغیرنالاتشبهوابالیهودولابالنصاری"الحدیث اخرجه الترمذی(۲ / ۱۱۱) باب ماجاء فی کراهیة اشارة الیدفی السلام.

(۴)تشبہ بالرجال نہ ہو، چنانچہ حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے " لعن رسول اللہ ﷺ المتشبهات بالرجال من النساء والمتشبهین بالنساء من الرجال، ترمذی (۲/۱۲۰) باب ماجافی المتشبهات بالرجال الخ.

(۵) بے جا اسراف نہ ہو، ارشاد باری تعالیٰ ہے" ولاتسرفوا انه لایحب المسرفین"سورۃ انعام آیت (۱۴۱) پ۸۔

(۶)فخر ومباہات کے لئے نہ ہو، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے "من لبس ثوب شهرة (ثوب تکبروتفاخر)فی الدنیاالبسه اللہ ثوب مذلة یوم القیامة ثم الهب فیه ناراً"من روية ابن عمر، سنن ابن ماجة ، کتاب اللباس، باب من لبس شهرة من الثیاب. نیز آپ ﷺ کا ارشاد ہے"کلوا واشربوا وتصدقوا والبسوامالم یخالطه اسراف اومخیلة " حوالہ بالا، باب البس ماشئت الخ.

(۷)زیب وزینت حلال مال سے ہو، حرام سے نہ ہو، وهو ظاهر.

(۸)کسی اور جہت سے اس میں ممانعت نہ ہو، مثلاً بجنے والا زیور نہ ہو، کمافی روایة ابی داؤد(۲ / ۵۸۱)کتاب الخاتم، باب ماجاء فی الجلاجل، اور مثلاً لوہے کا زیور نہ ہو کمافی روایة بریدةؓ للترمذی(۱ / ۲۴۸)ابواب اللبا س باب بلاترجمة.

مأخذہ: درس ترمذی (۵۱۲/۳) مع حاشیہ

(۹)کسی دینی فریضہ کی صحت سے مانع نہ ہو، لہذا ہر وہ تزیین اور زیب وزینت

حرام ہے جس کے ساتھ وضو یا غسل نہ ہو سکتا ہو۔ احسن الفتاوی (۲۶/۲)

ناخن پالش (nail polish) کی حالت میں وضو اور غسل کا حکم

اگر ناخن پالش (nail polish) اتنی موٹی ہو کہ وہ ناخنوں پر جم جاتی ہو اور اس پر تہہ پیدا ہو جاتی ہو، تو اس میں یقیناً پانی نیچے تک نہیں پہنچ پاتا، اسلئے اس حالت میں نہ وضو صحیح ہے اور نہ ہی غسل درست ہے۔ ایسی عورتیں ہمیشہ ناپاک ہی ناپاک رہتی ہیں، نہ ان کی نماز ہوتی ہے اور نہ تلاوت بلکہ اس حالت میں قرآن اٹھانا، پڑھنا اور خدا کے سامنے مصلی پر کھڑا ہونا گناہ ہے۔ اس سے بچنے کا یہی طریقہ ہے کہ وضو اور غسل کے وقت ایسی نیل پالش یا ناخن پالش صاف کردی جائے۔

ناخن پالش کے بارے اچھی خاصی دین دار خواتین بھی پروپیگنڈوں کی شکار ہیں ،کوئی کہتی ہے کہ یہ زیب وزینت ہے ،لہذا اس میں کوئی حرج نہیں ہے ،کوئی کہتی ہے کہ اس کے ساتھ وضو ہو جاتا ہے ،اتارنے اور صاف کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، یہ باتیں غلط ہیں ،زیب وزینت کی اہم شرائط کا ذکر پہلے آچکا ہے اور مزید چند امور آئندہ سطور میں آرہے ہیں۔

آپ کے مسائل (۲/۴۷) میں ہے۔

حق تعالی شانہ نے عورت کے اعضاء میں فطری حسن رکھا ہے ،ناخن پالش کا مصنوعی لبادہ محض غیر فطری چیز ہے پھر اس میں ناپاک چیزوں کی آمیزش بھی ہوتی ہے ،وہی ناپاک ہاتھ کھانے وغیرہ میں استعمال کرنا طبعی کراہت کی چیز ہے، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ناخن پالش کی تہہ جم جاتی ہے ،اور جب تک اس کو صاف نہ کردیا جائے پانی نیچے نہیں پہنچ سکتا، پس نہ وضو ہوتا ہے نہ غسل ،آدمی ناپاک کا ناپاک رہتا ہے، جو تعلیم یافتہ لڑکیاں اور معزز نمازی عورتیں یہ کہتی ہیں کہ ناخن پالش کو صاف کئے بغیر ہی وضو ہو جاتا ہے وہ غلط فہمی میں مبتلا ہیں، اس کو صاف کئے بغیر آدمی پاک نہیں ہوتا، نہ نماز ہوگی، نہ تلاوت

جائز ہوگی۔

احسن الفتاویٰ (۲/۲۶) میں ہے۔

سوال: علماء کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ اس دور میں عورتیں جو ناخن پالش لگاتی ہیں، جب ان سے کہا جائے کہ ناخن پالش لگانا ناجائز ہے، اس کے ہوتے ہوئے وضو نہیں ہوتا جو کہ نماز کے لئے شرط ہے اور نماز ارکان اسلام میں سے ہے جب وضو ہی نہ ہوا تو نماز جو اس پر مرتب ہوتی ہے وہ کیسے صحیح ہوگی؟ تو جواباً کہتی ہیں کہ یہ تزیین کیلئے لگائی جاتی ہے جو کہ عورت کے لئے ضروری ہے، فقہاء کرام بھی فرماتے ہیں کہ عورت کو خاوند کے لئے ہر وقت تیار اور مزین ہونا چاہئے، پھر کیونکر نہ لگائی جائے، کیا اس کا لگانا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب باسم ملهم الصواب: ایسی تزیین حرام ہے جو شرعی فرائض کی صحت سے مانع ہو، جو چیز بدن تک پانی پہنچنے سے مانع ہو اس کی موجودگی میں وضو اور غسل صحیح نہیں ہوتا، اگر بال برابر بھی جگہ خشک رہ گئی تو وضو اور غسل نہ ہوگا، حضرات فقہاء رحمہم اللہ تعالی نے گندھے ہوئے خشک آٹے کو صحت وضو سے مانع قرار دیا ہے حالانکہ وہ ناخن پالش جتنا سخت نہیں ہوتا اور اس کی ضرورت بھی ہے تو ناخن پالش کی اجازت کیسے ہو سکتی ہے؟ جتنی بھی نمازیں ناخن پالش لگا کر پڑھی ہیں وہ واجب الاعادہ ہیں اور ساتھ ساتھ توبہ واستغفار بھی کرے۔

آپ کے مسائل (۲/۷۵) میں ہے۔

سوال: اگر کہیں موت آگئی تو ناخن پالش لگی ہوئی عورت کی میت کا غسل صحیح ہو جائے گا؟

جواب: اس کا غسل صحیح نہ ہوگا، اس لئے ناخن پالش صاف کر کے غسل دیا جائے

فی الدر(۱/۱۵۴) کتاب الطهارة، مطلب ابحاث الغسل. ولا یمنع الطهارة ونیم بخلاف نحو عجین، وفی الشامیّة (قوله وبخلاف نحو عجین) ای کعلک وشمع وقشر سمک وخبز ممضوغ متلبدواستظهرالمنع لان فیه لزوجة وصلابة تمنع نفوذ الماء (وفی مراقی الفلاح: ص۵۵) ولابدمن زوال

مایمنع وصول الماء للجسد کشمع وعجین.

وکذافی (خیر الفتاویٰ (۲/۴۹))، (آپ کے مسائل ۲/۴۷)

ناخن پالش (nail polish) چھڑائے بغیر غسل اور نماز جنازہ صحیح نہیں

احسن الفتاوی (۴/۲۴۷) میں ہے۔

سوال: فرض کریں کسی بہن کو ناخن پالش لگانے کی عادت تھی، اور اس کا انتقال ہوگیا، جب عورتوں نے اسے غسل دیا تو اس کا خیال نہ کیا اور نہلانے کے بعد پتہ چلا کہ ناخن پالش رہ گئی، تو دوبارہ غسل دینا چاہئے یا نہیں؟ ایک جگہ کسی کا انتقال ہوگیا، غسل دیتے وقت کسی نے توجہ نہ دی، بعد میں دیکھا گیا تو بتایا گیا کہ اب اسی طرح رہے گی، اب کچھ نہیں ہوسکتا، لہذا اسی طرح دفنایا گیا، تو شریعت کی رو سے کیا کیا جائے؟

الجواب باسم ملہم الصواب: پالش چھڑا کر صرف ناخن دھولینا کافی ہے، پورے غسل کے اعادہ کی ضرورت نہیں، پالش چھڑا کر ناخن دھونا فرض تھا، بدوں چھڑائے غسل صحیح نہیں ہوا، اس لئے نماز جنازہ بھی نہ ہوئی، جس جاہل نے یہ مسئلہ بتایا کہ اب دھونے کی ضرورت نہیں، وہ سخت مجرم ہے، اس پر توبہ فرض ہے۔

ناخن پالش کو موزوں پر قیاس کرنا صحیح نہیں

آپ کے مسائل (۲/۷۵) میں ہے۔

سوال: جس طرح وضو کر کے موزہ پہن لیا جائے تو دوسرے وضو کے وقت پاؤں دھونے کی ضرورت نہیں ہوتی، صرف جراب کے اوپر مسح کرلیا جاتا ہے، اسی طرح وضو کر کے ناخن پالش لگالیا جائے تو دوسرا وضو کرتے وقت اسے چھڑانے کی ضرورت تو نہیں ہے؟

جواب: چمڑے کے موزوں پر تو مسح بالاتفاق جائز ہے، جرابوں پر مسح امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جائز نہیں، اور ناخن پالش کو موزوں پر قیاس کرنا صحیح نہیں، اس لئے اگر ناخن

پالش لگی ہوتو وضو اور غسل نہیں ہوگا۔

نیل پالش،لپ سٹک اور نیت کی صفائی

بعض خواتین نیل پالش اورلپ سٹک وغیرہ اتارے بغیر وضوکر کے نماز پڑھتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ہماری نیت ٹھیک اورصاف ہے اور چونکہ اللہ تعالی نیت اوردلوں کو دیکھتا ہے ،اس لئے نماز ہو جاتی ہے،یہ بات بالکل غلط اورلغو ہے۔

آپ کے مسائل (۷۵/۲) میں ہے۔

خداتعالی صرف نیت کونہیں دیکھتا بلکہ یہ بھی دیکھتا ہے کہ جوکام کیا گیا،وہ اس کی شریعت کے مطابق بھی ہے یانہیں؟ مثلاً کوئی شخص بے وضونماز پڑھے اور یہ کہے کہ خدانیت کودیکھتا ہے تو اس کا یہ کہنا خدااوررسول کا مذاق اڑانے کے ہم معنی ہوگا، اورایسے شخص کی عبادت ،عبادت ہی نہیں رہتی ،اس لئے فیشن ایبل خواتین کا یہ استدلال بالکل مہمل ہے کہ خدانیت کودیکھتا ہے ،ناخن پالش اورلپ سٹک اگر بدن تک پانی کوپہنچنے نہ دے تو وضو نہیں ہوگا اور جب وضو نہ ہوا تو نماز بھی نہ ہوئی۔

لپ سٹک(lip stick) سرخی، کریم ،لالی اور چمکی کے ساتھ وضو اور غسل کا حکم

لپ اسٹک(lip stick) اورلبوں کی سرخی بھی، اگرلبوں پرتہہ جمادے اور پانی بدن تک نہ پہنچنے دے تو اس کا حکم بھی ناخن پالش والا ہے۔جس کی تفصیل ابھی آ چکی ہے ،اوراگراس کی تہہ نہ جمے تو وہ وضو اور غسل سے مانع نہیں ہے،اس کے ساتھ وضوہو جائے گا،کریم ،لالی اور چمکی لگانے سے تہہ نہیں جمتی ،اس لئے اس کے ساتھ وضوو غسل بہرصورت درست ہے۔

فتاوی حقانیہ (۵۱۱/۲) میں ہے۔

سوال:لپ سٹک ،کریم اور پاؤڈر کے ہوتے ہوئے وضوکرنا کیسا ہے؟

الجواب: مروجہ سرخی، کریم وغیرہ تیل کے مانند ہے اور پاؤڈر گردوغبار کے مانند، جس کی وجہ سے اعضاء پر تہہ نہیں جمتی، اس لئے ان کے ہوتے ہوئے بھی وضو درست ہے، لیکن وضو کرتے وقت اولاً ان کو گیلا کرے پھر دھوئے، البتہ اگر سرخی یا کریم ایسی ہو جس سے ناخن پالش کی طرح تہہ جمتی ہو تو پھر وضو یا غسل جائز نہیں۔

آپ کے مسائل (۷۶/۲) میں ہے۔

سوال: جیسے کہ ناخن پالش لگانے سے وضو نہیں ہوتا ہے، اگر کبھی ہونٹوں پر ہلکی سی لالی لگی ہو تو کیا وضو ہو جاتا ہے یا اگر وضو کے بعد لگائی جائے تو اس سے نماز درست ہے؟

جواب: ناخن پالش لگانے سے وضو اور غسل اسلئے نہیں ہوتا کہ ناخن پالش پانی کو بدن تک پہنچنے نہیں دیتی، لبوں کی سرخی میں بھی اگر یہی بات پائی جاتی ہے کہ وہ پانی کے جلد تک پہنچنے میں رکاوٹ ہو تو اس کو اتارے بغیر غسل اور وضو نہیں ہوگا، اور اگر وہ پانی پہنچنے سے مانع نہیں تو وضو اور غسل ہو جائے گا، ہاں اگر وضو کے بعد ناخن پالش یا سرخی لگا کر نماز پڑھے تو نماز ہو جائے گی لیکن اس سے بچنا بہتر ہے۔

فی بدائع الصنائع(۱ /۳)کتاب الطهارة،عن خلف بن ايوبؒ انه قال ينبغي للمتوضیء فی الشتاء ان يبل اعضاء ه شبه الدهن ثم يسيل الماء عليهالان الماء يتجافى عن الاعضاء فی الشتاء .

وكذا فی الهندية(۱/ ۹)باب الوضوء ،الفصل الثالث فی المستحبات.

فی الدر(۱/ ۱۵۴)كتاب الطهارة،مطلب ابحاث الغسل. ولا يمنع الطهارة ونيم......بخلاف نحو عجين ، وفی الشامیّة (قوله وبخلاف نحو عجين) ای كعلک وشمع وقشرسمک وخبزممضوغ متلبد...... واستظهرالمنع لان فيه لزوجة وصلابة تمنع نفوذ الماء ......(وفی مراقی الفلاح :ص۵۵) ولابدمن زوال مايمنع وصول الماء للجسد كشمع وعجين.

ہاتھ پر بندھی گھڑی کے ساتھ وضو

گھڑی باندھ کر وضو کرنے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر گھڑی کشادہ ہے، اس کے نیچے پانی بآسانی پہنچتا ہے، تو درست ہے ۔اسے صرف ہلا دینا چاہئے اور اگر گھڑی اس قدر تنگ ہے کہ اس کے نیچے والے حصہ (جسم) پر پانی نہیں پہنچتا تو اس کے ساتھ وضو نہ ہوگا ، اسے کشادہ کرکے پہننا ضروری ہے یا اسے اتار کر وضو کیا جائے ۔یہی حکم غسل کا ہے۔

فی الدر (۱/۱۵۵)مطلب فی ابحاث الغسل ، ولو کان خاتمه ضيقا نزعه او حركه وجوبا كقرط......الخ

جسم پر کوئی تصویر گدی ہوئی ہوتو وضو اور غسل کا حکم

جسم گوندنا اور گوندوانا اگرچہ ناجائز اور حرام ہے، لیکن یہ غسل اور وضوء سے مانع نہیں، کیونکہ اس میں سوئی وغیرہ سے جو رنگ بھرا جاتا ہے، اول تو وہ باریک ہوتا ہے ،اگر ظاہری جسم پر ہوتو بھی پانی پہنچنے سے مانع نہیں ۔دوسرے وہ جسم کے اندر چلا جاتا ہے ،اور غسل ووضو کا تعلق ظاہر بدن سے ہے۔

فی الدر(۱/۱۵۴) ولا يمنع ماعلى ظفر صباغ الخ وكذا فی خير الفتاوی (۱/۷۸)

فی الدرالمختار(۱/۳۳۰) يستفادممامرحكم الوشم فی نحواليدوهوانه كالاختضاب اوالصبغ بالمتنجس ،لانه اذاغرزت اليداوالشفة مثلاابابرة ثم حشی محلهابكحل .اونيلة ليخضرتنجس الكل بالدم فاذاجمدالدم والتأم الجرح بقی محله اخضرفاذاغسل طهرلانه اثريشق زواله لانه لايزول الابسلخ الجلداوجرحه.

بازوؤں پر مسالہ سے نام لکھ دیا تو

مذکورہ حکم بازوؤں اور دیگر اعضاء پر مسالہ کے ذریعہ نام لکھنے کا بھی ہے، اسی طرح بعض لوگ آپریشن کر کے ہاتھ وغیرہ پر اپنا نام لکھ دیتے ہیں، یہ بھی وضو اور غسل سے مانع نہیں ہے۔

فی الدرالمختار (۱/۳۳۰) یستفادممامر حکم الوشم فی نحو الیدو انه کالاختضاب او الصبغ بالمتنجس ،لانه اذاغرزت الیداو الشفة مثلاباٍبرة ثم حشی محلھابکحل اونیلة لیخضرتنجس الکل بالدم فاذاجمدالدم والتأم الجرح بقی محله اخضرفاذاغسل طھرلانه اثریشق زواله لانه لایزول الابسلخ الجلداوجرحه.

کان میں عطر کا پھایہ ہو تو وضو اور غسل کا حکم

بسااوقات عطر کا پھایہ کانوں میں رکھدیا جاتا ہے، تو کیا وضو اور غسل کے وقت اسے نکالنا ضروری ہے یا نہیں؟ غسل میں چونکہ پورے بدن پر پانی بہانا ضروری ہے، جس میں کان بھی داخل ہے، اسلئے فرض غسل کرتے وقت اسے نکالنا ضروری ہے، اس کے ساتھ غسل نہیں ہوتا۔ ہاں! اگر پھایہ بہت کم اور باریک ہو کہ اس سے پانی نکل کر نیچے پہنچ جائے تو درست ہے۔ لیکن پھر بھی نکال لینا بہتر ہے اور وضو میں مسح کرتے وقت پھایہ نکالنے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر پھایہ کان کے نرمہ میں رکھا ہو تو مسح کے وقت اس کا نکالنا سنت ہے اور اگر سوراخ میں رکھا ہو تو اس کا نکالنا مستحب ہے۔ وضو کے بارے یہ تفصیل امداد الفتاویٰ (۲/۱) میں موجود ہے۔

فی الهندیة (۱/۱٦) کتاب الطهارة ، الباب الثانی فی الغسل،الفصل الاول فی فرائضه وهی ثلاثة المضمضة والاستنشاق وغسل جمیع البدن علی مافی المتون.

وفی الدر(۱۲۱/۱)من سنن الوضوء،ومسح کل رأسه مرة و اذنیه معاوفی الشامیة: (قوله واذینه) ای باطنهماباطن السبابتین وظاهرهماباطن الابهامین.

وفیه(۱۲۵/۱)من مندوبات الوضو وادخال خنصره المبلولة صماخ اذنیه عندمسحهما اھ.

ناخن میں جمی میل اور کیچڑ وضو اور غسل سے مانع نہیں

ہاتھ اور پاؤں کے ناخنوں میں بسااوقات مٹی، کیچڑ وغیرہ پڑ جاتی ہیں اور میل کچیل جمع ہوجاتی ہے، اسے جلدی اتارنے کی کوشش کرنا چاہئے ۔لیکن یہ وضو اور غسل کی صحت سے مانع نہیں، اس کے ساتھ وضو اور غسل ہو جاتا ہے، کیونکہ اس سے بچنامتعذر ہے۔

فی الدر(۱۵۳/۱)باب الغسل ،ولا یمنع الطهارة ونیم وحناء ولوجرمه ودرن ووسخ وتراب وطین اھ.

پاؤں کے شگاف میں دوائی لگادی تو وضو غسل کا حکم

سردی کے موسم میں عموماًہاتھ پاؤں کے اندرشگاف اورشقوق پڑجاتے ہیں۔اورعلاج ومعالجہ کی صورت میں ان میں دوائی بھردی جاتی ہے ۔ایسی صورت میں وضواورغسل کاحکم یہ کہ شگاف اورزخم کے اندر پانی پہنچانے سے نقصان کااندیشہ ہویادوائی نکلنے کاخطرہ ہوتوپانی اندرپہنچاناضروری نہیں،جلد پر بہادینا کافی ہے۔

فی الکبیری (ص۵۷)اذاکان برجله شقاق فجعل فیه الشحم اوالمرهم اوکان یضره ایصال الماء لایجوزغسله ووضوئه وان کان لایضره یجوزاذامرالماء علیٰ ظاهره ذلک.

وفی الشامیة(۱۰۲/۱)فرائض الوضوء ،ولو کان فی رجله فجعل فیه الدواء یکفیه امرار الماء فوقه ولایکفیه المسح اھ

دانتوں میں چھالیہ اٹک جائے تو غسل کا حکم

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند(۱۵۴/۱)میں ہے:

سوال:ڈاڑھ کے درمیانے سوراخ میں اگر چھالی اٹک جاوے تو بغیر نکالے غسلِ جنابت درست ہوگا یا نہیں؟

الجواب: صحیح ہے،اگر آسانی سے نکل سکتا ہو تو نکال دینا چاہئے۔

فی الهندیة(۱۳/۱)ولو کان سنه مجوفاًفبقی فیه اوبین اسنانه طعام اودرن رطب فی انفه تم غسله علی الاصح کذافی الزاهدی والاحتیاط ان یخرج الطعام عن تجویفه ویجری الماء علیه هکذافی فتح القدیر.

غسل میں دانتوں کی میخوں کا حکم

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند(۵۵/۱)میں ہے۔

سوال :جو شخص اپنے دانتوں میں چاندی یا سونے کی میخیں جڑوا لیتے ہیں ،آیا غسل کے وقت وھاں پانی نہ پہنچنے کی وجہ سے ان کا غسل صحیح ہوجائے گا یا جنابت باقی رہے گی؟

الجواب:اگر پانی اندر پہنچ جائے تو صحیح ہے اور اگر پانی اندر نہ پہنچے تو شارح منیہ کی تحقیق یہ ہے کہ غسل صحیح نہ ہوگا،لہذا بلاضرورت میخیں نہیں لگانی چاہئیں۔

فی الدرالمختار(۱۴۳/۱)کتاب الطهارة ، ابحاث الغسل وقیل ان صلباًمنع وهوالاصح .

خضاب کے ساتھ وضواور غسل کا حکم

سیاہ خضاب لگانا نا جائزاورحرام ہے۔البتہ سرخ خضاب یامہندی لگانادرست ہے۔اب مسئلہ یہ ہے کہ کسی نے سرکے بالوں یاداڑھی پرخضاب لگالیاتو کیا اس کے ساتھ وضواورغسل ہوجائے گا؟اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگروہ پانی کی طرح پتلا ہو،اس کی تہہ نہ جمتی ہواورخشک ہونے کے بعدبالوں تک پانی پہنچنے کیلئے رکاوٹ نہ بنتاہوتواس صورت میں وضواورغسل ہوجائے گاعموماًخضاب اسی طرح کاہوتاہے اوراگرگاڑھاہواس کی تہ جم جاتی ہو اورخشک ہونے کے بعدبالوں تک پانی پہنچنے میں رکاوٹ بنتاہوتواس صورت میں وضواورغسل پراثر پڑے گا،وضواورغسل نہ ہوں گے۔فتاویٰ رحیمیہ (۱۴۶/۷)۔

فتاوی حقانیہ(۵۰۲/۲)میں ہے۔

سوال:بالوں پرخضاب لگاتے سے حقیقت میں بالوں کی اپنی حقیقت غائب ہوکران پرایک باریک ساپردہ آجاتاہے،کیااس سے وضوپراثرپڑتاہے؟

الجواب: بالوں پرخضاب لگانے سے کوئی تہہ نہیں بنتی،اس لئے ایسے رنگ کی موجودگی میں وضواورغسل پرکوئی فرق نہیں پڑتا،جیساکہ رنگریزکے ہاتھوں پرکپڑے کورنگ دیتے وقت رنگ کالگ جانامانع وضواورغسل نہیں ،البتہ اگربدن کے کسی ایسے حصے پرجس کادھوناضروری ہواسے لکڑی والارنگ (پینٹ) لگ گیاہوتواس سے تہہ بن جانے کی وجہ سے پانی کاپہنچناممکن نہیں ،اس لئے اس کاہٹاناضروری ہے اوراس کی موجودگی میں وضوبھی درست نہیں ۔

فی الدرالمختار(۱۵۴/۱)ابحاث الغسل،ولایمنع ماعلی ظفرصباغ ولاطعام بین اسنانه اوفی سنه المجفوف به یفتی وهوالاصح .

وفی مراقی الفلاح (ص ۵۰)فصل فی تمام اقسام الوضوولاماعلی ظفرالصباغ من صبغ للضرورة وعلیه الفتوی.وکذافی منیة المصلی (ص ۲۳)

بالوں میں فیشنی رنگ لگایا ہو تو وضو اور غسل کا حکم

اس زمانے میں بالوں کو مختلف رنگوں سے رنگنے کا فیشن ہے، یہ فیشن اگرچہ قابل ترک ہے، لیکن اگر کوئی استعمال کرلیتا ہے تو اس کا وضو اور غسل پر اثر پڑے گا؟ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر یہ رنگ مہندی کی طرح رقیق اور باریک ہو، بالوں پر تہہ نہ جمتی ہو تو اس کے ساتھ وضو اور غسل ہو جائے گا، آج کل عموماً اسی قسم کا رنگ دستیاب ہے۔

فی الدرالمختار(۱/۱۴۵)ولایمنع الطهارة ونیم ای خرء ذباب وبرغوث لم یصل الماء تحته وحناء ولوجرمه ،به یفتیٰ ودرن ووسخ اھ

وفی الشامیة:قال المقدسی: وفی الفتاوی دهن رجلیه ثم توضأوامرالماء علی رجلیه ولم یقبل الماء للدسومة جازلوجود غسر لرجلین اھ

قلت:والخضاب المذکورالمعتاد لیس له دسومةفلایمنع وصول الماء الی الشعر.

بالوں کو بلیچ کردیا گیا تو وضو اور غسل کا حکم

اگر سر وغیرہ کے بالوں کو مروجہ طریقہ سے بلیچ کردیا گیا تو اس کا بھی مذکورہ حکم ہے، یعنی اس کے ساتھ وضو اور غسل صحیح ہے۔

مصنوعی اعضاء کا وضو اور غسل پر اثر: ایک اصول

مصنوعی اعضاء تین قسم کے ہیں:

(۱) وہ اعضاء جو مستقل طور پر لگادیئے جاتے ہیں، ان کی وضع اور بناوٹ اس طرح ہوتی ہے کہ آپریشن اور سخت تکلیف کے بغیر انہیں علیحدہ نہیں کیا جاسکتا، مثلاً وہ مصنوعی

دانت جواصل دانتوں کی جگہ تاروں کے ذریعہ کس کر باندھ دیے جاتے ہیں یا وہ مصنوعی بال جوجدید سرجری کی مدد سے سرمیں پیوست کردیے جاتے ہیں ،وہ اصل بالوں کی طرح لگ جاتے ہیں اورسائنس اتنی ترقی کرچکی ہے کہ وہ اصل بالوں کی طرح بڑھتے ہیں ،وضواورغسل میں ان اعضاء کاحکم اصل اعضاء والا ہے،چنانچہ غسل میں ایسے بالوں اوردانتوں تک پانی پہنچاناضروری ہے ،انہیں نکالنااوران کے نیچے تہہ تک پانی پہنچاناضروری نہیں،اوروضومیں ایسے دانتوں تک پانی پہنچانامسنون ہے اوراگرایسے بالوں کے ایک چوتھائی حصہ پرمسح کرلیاتوفرض اداہوجائے گا۔

(۲)وہ اعضاء جوبوقت ضرورت لگائے جاتے ہیں یاعارضی طور پرلگے رہتے ہیں ،انہیں بوقت ضرورت آسانی سے علیحدہ کیاجاسکتاہے ،ایسے اعضاء کی حیثیت ایک زائدچیزکی ہے ،ان کاوضواورغسل پراثرپڑتاہے،اس لئے وضواورغسل کے وقت انہیں اتارناضروری ہے ،اگرصرف انہی تک پانی پہنچایاتوغسل ادانہ ہوگااوروضومیں اگرنہ اتارے توکلی کی سنت ادانہ ہوگی۔

(۳)وہ مصنوعی اعضاء جن کے نیچے انسانی جسم نہیں ہوتاجیسے ناسورکی وجہ سے ٹانگ کاٹ لی گئی اوراس کی جگہ مصنوعی ٹانگ لگادی گئی تواگروہ مستقل طورپرلگائی ہے تواس کاوہی حکم ہے جوپہلی قسم کاہے اوراگرعارضی طورپرلگائی گئی ہے توغسل میں اس کادھوناضروری نہیں لیکن اسے اتارناضروری ہے تاکہ پورے جسم تک پانی پہنچ جائے ،اوروضوکرتے ہوئے اس کودھونے میں یہ تفصیل ہے کہ اگراس کے ساتھ نمازپڑھنی ہوتوصرف پاؤں کاحصہ دھوناضروری ہے خوداسے دھوناضروری نہیں ،البتہ اس کاپاک ہوناضروری ہے اوراگراس کے ساتھ نمازنہ پڑھنی ہوتوکسی حصے کادھوناضروری نہیں ،نہ اس کاپاک ہوناضروری ہے۔

دانتوں کے خلاء کی بھرائی وضوغسل سے مانع ہے یانہیں؟

بسااوقات دانت کھوکھلا ہوجاتا ہے، اندر سے اس کی بھرائی کردی جاتی ہے،اسی طرح بعض امراض کے نتیجے میں دانتوں کے درمیان فاصلہ زیادہ ہو جاتا ہے ،بعض لوگ

مسالوں سے اسے بھردیتے ہیں اور یہ مسالہ مسوڑوں کی طرح جم جاتا ہے۔ دانت کی بھرائی اور مسالہ کے ازالہ میں حرج ہے، اس کا حکم اصل دانت اور مسوڑوں کا ہے، اسلئے ان تک وضو اور غسل میں پانی پہنچا دینا کافی ہے، ان کے نیچے پہنچانا ضروری نہیں ہے۔ امداد الفتاویٰ (۱۹/۱)

یہی حکم دانتوں میں سیمنٹ بھرنے، سیسہ ڈالنے اورسونے کا خول چڑھانے کا بھی ہے کہ ان کے ساتھ وضواورغسل درست ہے،

فی الدر(۱۰۴/۱) باب الغسل ولا یمنع ماعلی ظفر صباغ ولا طعام بین اسنانه اوفی سنه المجوف، به یفتیٰ اھ.

نتھ، آئرنگ اورانگوٹھی وغیرہ کے ساتھ وضواورغسل

نتھ، آئرنگ، انگوٹھی وغیرہ اگر اس قدر تنگ ہوں کہ ان کی وجہ سے پانی جسم تک نہ پہنچتا ہوتو یہ وضواورغسل پراثرانداز ہوسکتے ہیں، اس لئے ان کوحرکت دینا یا نکال کر جسم تک پانی پہنچاناضروری ہے اوراگر اس قدر ڈھیلی ہوں کہ ان کے ساتھ بھی پانی جسم تک پہنچ جاتا ہے تو ان کے ساتھ وضواورغسل درست ہیں،ان کونکالنا ضروری نہیں البتہ حرکت پھربھی دے دینا چاہئے کہ حرکت دینے میں کوئی تکلیف نہیں۔

فی الهندیة، کتاب الطهارة ،الباب الثانی ، الفصل الاول ،وجب تحریک القرط والخاتم الضیقین ولولم یکن قرط فدخل الماء الثقب عندمروره اجزاه والاادخله اه

کنٹیکٹ لینزز(contact lenses)کے ساتھ وضواورغسل کاحکم

اس وقت لینزز کااستعمال بہت بڑھ گیاہے اورلینزز کااستعمال کئی مقاصد کیلئے کیاجاتا ہے۔

(۱) نظر کی کمزوری کے لئے انہیں عینک کے بہترین متبادل کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

(۲) لینز مختلف رنگوں میں دستیاب ہیں، انہیں آنکھوں کی خوبصورتی اور حسن وجمال کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔

(۳) آنکھوں میں ادویہ ڈالنے کیلئے بھی انہیں استعمال کیا جاتا ہے۔

شرعاً ان سب مقاصد کے لئے لینز کا استعمال درست ہے اور ان کے ساتھ وضو اور غسل بھی ہو جاتا ہے، انہیں اتارنا ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ وضو اور غسل میں آنکھ کے بیرونی حصہ تک پانی پہنچالینا کافی ہے، اندر پہنچانا ضروری نہیں ۔

آپ کے مسائل اور ان کا حل (۲۴۲/۹) میں ہے۔

س: آج کل نظر کی عینک کے بجائے "کنٹیکٹ لینز" کا استعمال بہت عام ہو رہا ہے، کنٹیکٹ لینز آنکھ کے اندر (گول والے کالے حصے کے اوپر) لگایا جاتا ہے، یہ پلاسٹک کی گول شکل میں ہے اور آنکھ کے اس حصے کو ڈھانپ لیتا ہے اور پھر اس کو لگانے کے بعد نظر کی عینک کی ضرورت نہیں رہتی ، یہ ٹرانسپیرنٹ یعنی شفاف بھی ہوتا ہے، اور مختلف رنگوں میں بھی دستیاب ہیں ۔

پوچھنا یہ ہے مولانا صاحب: کہ کیا لینز کی آنکھ [illegible]، دوران اگر نماز کیلئے وضو کیا جائے تو کیا درست ہوگا؟ (لینز پہنے کے بع[illegible] دیا جا سکتا ہے، اگر آنکھ کے اندر پانی بھی چلا جائے تو کوئی حرج نہیں ہوتا، یہ با[illegible] کہتے ہیں) براہِ مہربانی آپ اسلامی نکتہء نظر اور وضو کے قواعد وضوابط کے [illegible] بتائیں کہ آیا وضو درست ہو جاتا ہے یا نہیں ؟ دوسری بات یہ ہے کہ روزے میں [illegible] لگانے سے قباحت تو نہیں ؟ روزے کے ٹوٹنے یا مکروہ ہونے کا کوئی ہلکا سا بھی احتمال تو نہیں ؟

ج: اس سے وضو اور غسل پر کوئی فرق نہیں پڑتا اور روزے پر بھی کوئی کراہت لازم نہیں آتی۔

فی الدر المختار (۱۵۲/۱) مطلب فی ابحاث الغسل ،لایجب غسل مافیه

حرج کعین وان اکتحل بکحل نجس اھ

وفی الھندیۃ(۱/۵)کتاب الطھارۃ، الباب الاول،الفصل الاول،وایصال الماء الیٰ داخل العینین لیس بواجب ولاسنۃ ولایتکلف فی الاغماض والفتح اھ

کون مہندی کے ساتھ وضواور غسل کا حکم

کون مہندی کے ساتھ وضواور غسل ہوجاتا ہے کیونکہ ناخنوں اور ہاتھوں پر اس کی تہہ نہیں جمتی،کھرچتے وقت اس کا جورنگ نکلتا دکھائی دیتا ہے، وہ اس مہندی کا چھلکا نہیں ہوتا بلکہ رگڑ کھانے سے جلد کا برادہ اترتا ہے،اس کے ساتھ مہندی کا رنگ بھی نکلتا ہے۔

گڑ اور چائے پتی کے بنائے ہوئے لوشن کا حکم

اس زمانے میں خواتین گڑ اور چائے کی پتی کو ملا کر ایک قسم کا لوشن تیار کرتی ہیں جسے ناخنوں پر لگایا جاتا ہے ،ناخن پر اس کی تہہ نہیں بنتی، اس لئے اس کے ساتھ وضواور غسل جائز ہے ،وضواور غسل کے وقت اسے اتارنا ضروری نہیں ہے، البتہ یہ لوشن اگر ناخنوں کے علاوہ جسم کے کسی حصے پر لگ جائے تو اس پر تہہ بنتی ہے ،اس لئے اس کے ساتھ وضواور غسل نہ ہوگا،وضواور غسل کے وقت اسے اتارنا ضروری ہے۔

ہیر کلرز کے ساتھ وضواور غسل کا حکم

اس زمانے میں بالوں کو رنگنے کا شوق بڑھ گیا ہے، یہ طریقہ صحیح نہیں، اس سے بالوں کو نقصان پہنچتا ہے ،تاہم اگر کسی نے اس طرح بال رنگ دئے ہوں تو اس کے ساتھ وضواور غسل درست ہے، کیونکہ ان کلرز کی تہہ نہیں بنتی، یہ واٹر پروف نہیں ہوتے۔

ہیر جل کے ساتھ وضو اور غسل کا حکم

ہیر جل بھی بالوں پر لگایا جاتا ہے، اس کا مقصد بالوں پر چمک پیدا کرنا ہوتا ہے، اس کا حکم بھی ہیر کلر والا ہے، اس کے ساتھ وضو اور غسل درست ہے کیونکہ اس کی تہہ نہیں بنتی نیز اس کے تمام اجزاء بھی پاک ہوتے ہیں۔

آئی لائنز کے ساتھ وضو اور غسل کا حکم

آئی لائنز یعنی آنکھوں کی لائنیں ،اس میں آئی پنسل کے ساتھ آنکھوں کے پپوٹوں سے قدرتی اور اصلی رنگ چھپا کر عارضی کلر کیا جاتا ہے اور لیکوڈ آئی لائنز میں ایک قسم کا برش استعمال کیا جاتا ہے، اس کی جب تک تہہ نہ جمے لائن نہیں بنتی، تہہ بننا اس کا لازمی حصہ ہے ،اس بناء پر اس کے ساتھ وضو اور غسل نہیں ہوتے، بوقت ِ غسل اسے اتارنا ضروری ہے۔

فی الدرالمختار (۱۴۳/۱) با ب الطھارۃ ،ابحاث الغسل وقیل ان صلباًمنع وھوالاصح۔

مسکارا کا حکم

یہ پلکوں کو بھاری کرنے کے لئے خواتین استعمال کرتی ہیں اور یہ واٹر پروف ہوتا ہے، اس لئے اس کے ساتھ وضو اور غسل نہیں ہوتا، وضو اور غسل کے وقت اسے اتارنا ضروری ہے۔

فی الدرالمختار (۱۴۳/۱) ابھباالطھارۃ ،ابحاث الغسل وقیل ان صلباًمنع وھوالاصح۔

چہرے کی سرجری (surgery) اور اس کے ساتھ وضواور غسل

بعض اوقات چہرے وغیرہ کی سرجری کروانی پڑتی ہے مثلاً کسی حادثے میں زخمی ہوگیااور چہرے پر بدنماداغ اورنشانات پڑگئے ۔ ایسی صورت میں شرعاً سرجری کروانا جائز ہے اوراس کے ساتھ وضواور غسل بھی درست ہے، کیونکہ سرجری کاحکم اصل بدن والا ہے۔

انڈر ویئر کے ساتھ وضواور غسل

آپ کے مسائل (۵۰/۱) میں ہے۔

سوال: یہاں پھانسی وارڈ میں بلکہ پورے جیل کے اندر ہم قیدی لوگ غسل کرنے کے لئے انڈر ویئر یا چڈہ پہنتے ہیں ،کیا غسل ہوجائے گا،اگرچہ جنبی بھی ہو،اگر غسل ہوجاتا ہے تو وضو بھی ہوگیا؟

جواب :اگر نیکر، جانگیہ پہن کر کپڑے کے نیچے پانی پہنچ جائے اور بدن کا پوشیدہ حصہ دھل جائے تو غسل صحیح ہوگا،غسل میں وضوخود ہی ہوجاتا ہے ۔

الباب الثانی فی الغسل

(غسل کے جدید مسائل)

ٹیسٹ ٹیوب(test tube) کے استعمال سے غسل کا حکم

ٹیسٹ ٹیوب کے استعمال سے غسل واجب نہیں ہوتا، ٹیسٹ ٹیوب میں نکال کر محفوظ کردہ منی خواہ سرنج(Syringe) کے ذریعہ عورت کے رحم (Uterus) میں پہنچائی جائے یا خود اسی ٹیوب کے ذریعہ پہنچائی جائے ، اور وجہ اس کی یہ ہے کہ محض منی کا رحم میں داخل ہونا موجب غسل نہیں بلکہ اس عمل کے نتیجہ میں انسان جو لذت اور کیف محسوس کرتا ہے، شریعت غسل کے ذریعہ اس کی تطہیر چاہتی ہے، یہی وجہ ہے کہ لذت چونکہ پورے بدن کو پہنچتی ہے، اس لئے پورے بدن کو دھویا جاتا ہے، اسی بناء پر فقہاء کرامؒ نے لکھا ہے کہ اگر عورت کی شرمگاہ میں انگلی داخل کی جائے تو اس سے غسل واجب نہیں ہوتا کیونکہ اس میں وہ لذت نہیں جو جماع میں ہے ،ٹیسٹ ٹیوب کی نوعیت بھی یہی ہے کہ اس میں ایسی لذت نہیں ہوتی نیز دخول حشفہ سے شرعاً غسل واجب ہوجاتا ہے خواہ انزال نہ ہوا ہو،لیکن اگر کسی نے عضو مخصوص کو اس طریقہ سے کپڑے میں لپیٹ کر داخل کیا کہ مرد وعورت کو ایک دوسرے کے جسم کی حرارت محسوس نہ ہو اور نہ ہی لذت محسوس کریں اور نہ ہی انزال ہو تو غسل واجب نہیں۔

واضح رہے کہ اگر ٹیسٹ ٹیوب کے عمل کے وقت عورت کو انزال ہوجائے تو اس سے بلاشبہ غسل واجب ہوجائے گا، نیز اگر انزال نہ ہو تو غسل واجب نہیں ہے جس کی تفصیل آچکی لیکن اس موقعہ پر غسل کرلینا زیادہ احوط ہے۔

فی الدر(۱/۱٦۴)اولج حشفة ملفوفة بخرقة ان وجدلذة الجماع وجب الغسل والا لا علی الاصح والاحوط الوجوب ولا عنداد خال اصبع ونحوه کذکرغیر آدمی اه

وفیه ایضاً(۱/۱۵۹)وفرض الغسل عندخروج المنی من العضومنفصل عن مقره هوصلب الرجل وترائب المرء ة بشهوة ای لذة ولوحکماکمحتلم ولم یذکرالدفق لیشمل منی المرء ة ،لان الدفق فیه غیرظاهر.

نرودھ اور ساتھی کے استعمال سے غسل کا حکم

مذکورہ بالا تفصیل سے نرودھ اور ساتھی کا حکم بھی معلوم ہوگیا کہ ان کو استعمال کرکے اگر جماع کیا جائے تو غسل واجب ہوجائیگا ،اگرچہ انزال نہ ہو کیونکہ ساتھی اتنا باریک ہوتا ہے کہ اسے چڑھانے کے باوجود مرد عورت لذت جماع محسوس کرتے ہیں، ایک دوسرے کے جسم کی حرارت اور گرمائش پہنچتی ہے ،نرودھ اور ساتھی بنانے اور استعمال کرنے کی حکمت اور منشاً ہی یہی ہے کہ اس کے استعمال کے دوران طرفین لذت بھی محسوس کریں اور ساتھ قرار حمل سے بھی بچاؤ ہو۔

فی الدر(۱/۱٦۴)اولج حشفة ملفوفة بخرقة ان وجدلذة الجماع وجب الغسل والا لا علی الاصح والاحوط الوجوب ولا عنداد خال اصبع ونحوه کذکرغیر آدمی اه.

وفی المراقی (ص۷۸)موجبات الغسل.ولولف ذکره بخرقة واولج ولم ینزل فالاصح انه ان وجدحرارة الفرج واللذة وجب الغسل والافلا.

وفیهاایضاً(۸۰)فصل عشرة اشیاء لایغتسل منها،ومنهاایلاج بخرقة مانعة من وجوداللذة علی الاصح.

قال الشیخ احمدالطحطاوی (قوله مانعة من وجوداللذة)اقتصرعلی

ذکر اللذة هنا وزاد فيما تقدم وجود الحرارة ولعلها متلازمان.

انیما کے عمل سے غسل واجب نہیں ہوتا

آپ کے مسائل (۶۰/۲) میں ہے۔

سوال: پتہ کے ایکسرے کیلئے مریض کا ایکسرے سے قبل انیما لیا جاتا ہے، یعنی اجابت کی جانب سے ایک خاص نلکی کے ذریعے مریض کی آنتوں میں پانی پہنچایا جاتا ہے۔ پانی اتنا پہنچایا جاتا ہے کہ آنتیں خوب بھر جاتی ہیں اور پانی اسی دوران واپس آنے لگتا ہے، جس سے مریض کی ٹانگیں، کپڑے وغیرہ بھیگ جاتے ہیں۔ اس حالت میں مریض کو طہارت خانہ پہنچایا جاتا ہے جہاں مریض کو پہنچایا ہوا پانی اجابت کے ذریعہ خارج ہوتا ہے، شاید اس طریقے کا مقصد آنتوں کی صفائی ہے۔

(۱) کیا اس صورت میں غسل واجب ہے؟

(۲) اگر غسل واجب نہیں تو ٹانگیں وغیرہ دھونا اور کپڑے تبدیل کرنا ضروری ہے؟

(۳) اگر غسل واجب نہیں تو کیا اس حالت میں نماز ہو جائے گی؟

الجواب: انیما کے عمل سے غسل واجب نہیں ہوتا مگر خارج شدہ پانی چونکہ نجس ہے، اس لئے بدن اور کپڑوں پر جو نجاست لگ جاتی ہے اس کا دھونا ضروری ہے، نجاست سے پاکی حاصل کرنے کے بعد بغیر غسل کے نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

في مراقي الفلاح مع الطحطاوي (ص ۲۵) فصل في الاستنجاء ، وانما قيدناه من (نجس) لان الريح طاهر على الصحيح والاستنجاء منه بدعة.

شب عرفہ میں غسل کرنے کا حکم

عرفہ کی شب کو غسل کرنا مستحب عمل ہے، خواہ حاجی ہو یا غیر حاجی، منیٰ میں ہو یا

کسی اور مقام میں ۔البتہ عرفہ کے دن زوال کے بعد وقوف کیلئے غسل صرف حاجی کیلئے مستحب ہے۔

فی الدر(۱۴۹/۱)وفی جبل عرفة بعد الزوال وفی لیلة برأة وعرفة اھ.وفی الشامیة (قوله فی جبل عرفة الخ) اشارة الی ان الغسل للوقوف نفسه اھ.(قوله وعرفة) ای فی لیلتها تاتارخانیة وقهستانی وظاهرالاطلاق شموله للحاج وغیره.اھ.

اٹیچ باتھ روم میں غسل سے پاکی

اس زمانے میں اٹیچ باتھ روم بنانے کارواج ہے جس میں غسل خانہ اور بیت الخلاء دونوں ہوتے ہیں یہ بلاشبہ جائز ہے اوراس کی ضرورت پیش آتی ہے اوراس میں بیت الخلاء کونے میں اورعلیحدہ ہوتا ہے،اورغسل میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی اس لئے وہاں غسل درست ہے، پاکی حاصل ہوجائے گی۔

آپ کے مسائل (۵۳/۲)میں ہے۔

س: آج کل ایک فیشن ہوگیاہے کہ مکانوں میں ''اٹیچ باتھ روم'' بنائے جاتے ہیں،یعنی کہ بیت الخلاء اورغسل خانہ ایک ساتھ ہوتا ہے تو کیاایسی جگہ غسل کرنے سے انسان پاک ہوجاتا ہے؟

ج: جس جگہ غسل کررہاہے ،اگروہ پاک ہے اورناپاک جگہ سے چھینٹے بھی نہیں آتے توپاک نہ ہونے کی کیاوجہ ہے؟اگروہ جگہ مشکوک ہوتوپانی بہاکرپہلے اس کوپاک کرلیاجائے پھرغسل کیاجائے۔

سوئمنگ پول میں غسل کرنے کاحکم

یہاں دومسائل قابلِ وضاحت ہیں

.(۱) سوئم پول جانے کی شرعی حیثیت

(۲) وہاں غسل کرنے سے طہارت حاصل ہوگی یا نہیں؟

جہاں تک پہلے کا تعلق ہے تو فی نفسہ سوئمنگ پول جانا جائز ہے البتہ اس سے احتراز افضل ہے کیونکہ اس زمانے میں جو سوئمنگ پول ہیں ان میں فساق وفجار کی اکثریت ہوتی ہے اور یہ ان ہی لوگوں کا وطیرہ اور طریقہ ہے' دوسرے بعض پولوں میں ستر کا مسئلہ بھی درپیش ہوتا ہے' غسل کیلئے عموماً جو لباس استعمال ہوتا ہے وہ مکمل نہیں ہوتا، گھٹنے کھلے ہوتے ہیں' نیز اس میں جسم کی حکایت بھی ہوتی ہے' خود تو انسان مکمل لباس اپنا سکتا ہے لیکن دوسرے کی ستر پر نظر پڑ ہی جاتی ہے، خواتین کو اس سے اور بھی زیادہ احتراز کرنا چاہئے ،شریعت میں صالحہ خاتون کو فاسق وفاجر عورت سے بھی پردہ کرنے کا حکم ہے.

فی الشامیة(۶/ ۳۷۱)لایحل للمسلمة ان تنکشف بین یھودیة اونصرانیةاومشرکة ....ولاینبغی للمرأة الصالحة ان تنظرالیھا المرأة الفاجرة لانھا تصفھا عندالرجال فلاتضع جلبابھاولاخمارھا.

وکذافی الھندیة (۵/۳۲۷)

.جہاں تک طہارت کا تعلق ہے تو اگر سوئمنگ پول دہ دردہ یا اس سے زیادہ ہو یا کم ہو لیکن پانی جاری ہو تو اس میں نہانے سے طہارت حاصل ہو جائے گی اور اگر کم ہو اور پانی بھی جاری نہ ہو تو اس میں غسل کرنے سے طہارتِ شرعی حاصل نہ ہوگی، اگرچہ ظاہری نظافت حاصل ہو سکتی ہے.

فی خلاصة الفتاویٰ(۱/۳)کتاب الطھارة'الحوض الکبیر مقدربعشرةاذرع بعشرةاذرع وعلیه الفتویٰ وکذافی الھندیة (۱/ ۱۸)الباب الثالث فی المیاہ.

مقعد میں تھرما میٹر لگانے سے غسل واجب نہیں ہوتا

کفایۃ المفتی (۲/۳۴) جدید میں ہے۔

سوال: یہاں پر ایک ہسپتال ہے جس میں مخصوص طور پر تپ دق اور سل کا علاج کیا جاتا ہے، اس ہسپتال میں بخار کے درجہ کو ناپنے کے لئے تھرما میٹر بجائے منہ یا بغل میں رکھنے کے مقعد میں رکھا جاتا ہے، وجہ یہ بتلائی جاتی ہے کہ منہ یا جسم کے کسی اور جگہ کی گرمی قابل اعتبار نہیں، بخار کا درجہ روزانہ اس طور سے کم سے کم چار دفعہ صبح، دو پہر، شام اور رات کو ناپا جاتا ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس حالت میں مریض نماز کس طرح ادا کرے ؟اور قرآن شریف کو کس طرح چھوئے ؟ کیونکہ مریض دن میں چار چھ دفعہ کیسے نہائے ،امید ہے کہ جواب سے سرفراز فرمائیں گے ۔

جواب: مقعد میں تھرما میٹر لگانے سے غسل واجب نہیں ہوتا، پس مریض اس عمل کے بعد صرف وضو یا تیمم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے اور قرآن مجید کو چھو سکتا ہے۔

فی الدرالمختار (۱/۱۴۹) مطلب نواقض الوضوء وکذالوادخل اصبعه فی دبره ولم یغیبها او ادخلها عندالاستنجاء بطل وضوءه.

لاش کا پوسٹ مارٹم (mortempost)، ڈائی سیکشن اور چیر پھاڑ کرنے سے غسل لازم نہیں ہوتا

آپ کے مسائل (۲/٦٠) میں ہے: میں میڈیکل کالج کا طالب علم ہوں، چونکہ ہمیں تعلیم کے دوران ڈائی سیکشن بھی کرنا ہوتا ہے، اس لئے یہ بتائیں کہ انسانی لاش کے گوشت کو ہاتھ لگانے کے بعد کیا غسل لازمی ہے؟

جواب: نہیں بلکہ ہاتھ دھولینا کافی ہے۔

الباب الثاث فی الوضوء

(وضوء کے جدید مسائل)

وضو کے فوائد اور حکمتیں

(۱)وضوانسان کوظاہری وباطنی گناہوں اورغفلت ترک کرنے پرآگاہ کرتا ہے ،اگرنماز بغیروضو کے پڑھنی مشروع ہوتی توانسان اسی طرح پردہ غفلت میں سرشاررہتااورغافلانہ نمازمیں داخل ہوتا،دنیاوی ہموم وشواغل میں پڑکرنشیلے آدمی کی طرح ہوجاتا،لہذااس نشہ غفلت کواتارنے کے لئے وضومشروع ہواتاکہ انسان باخبروباوضوہوکرخداکے آگے کھڑاہو۔

(۲)طبی مشاہدات ہیں کہ انسان کے اندرونی جسم کے زہریلے مواد اطراف بدن سے خارج ہوتے رہتے ہیں،اوروہ ہاتھ ،پاؤں یااطراف منہ وسرپرآکرٹھہرجاتے ہیں اورمختلف اقسام کے زہریلے پھوڑے پھنسیوں کی شکل میں ظاہرہوتے ہیں اوراطراف بدن کودھونے سے وہ گندے موادرفع ہوتے رہتے ہیں یاجسم کے اندرہی اندران کاجوش پانی سے بجھ جاتاہے یاخارج ہوتارہتاہے۔

(۳) تجربہ سے شہادت ملتی ہے کہ ہاتھ پاؤں کے دھونے سے اورمنہ اورسرپرپانی چھڑکنے سے نفس پربڑااثرپڑتاہے اوراعضاء رئیسہ میں تقویت اور بیداری پیداہوتی ہے،غفلت اورخواب اورنہایت بے ہوشی اس فعل سے دورہوتی ہے،اس تجربہ کی تصدیق حاذق اطباء سے ہوسکتی ہے،کیونکہ جس کوغشی ہو،یااسہال آتے ہوں یاکسی کے فصدلی گئی ہو،(یہ حضرات)اس کے اعضاء مذکورہ پرپانی چھڑکنا تجویزکرتے ہیں ،یہی وجہ ہے کہ انسان کوحکم ہوااپنے نفس کی کاہلی اورپژمردگی وسستی وکثافت کووضوکے ذریعہ دورکرے تاکہ خدائے تعالی کے حضورمیں کھڑے ہونے کے قابل ہوسکے ،کیونکہ اللہ تعالی

سدا ہوشیار اور بیدار ہے، لاتأ خذہ سنۃ ولانوم (اللہ تعالی کو غفلت ،اونگھ اور نیند نہیں پکڑتی) پس غافل اور کاہل اس کے حضور میں کھڑے ہونے کے قابل نہیں ہوسکتے، یہی وجہ ہے کہ نشہ اور مستی کی حالت میں نماز پڑھنا مشروع نہیں ہے، کسی نشہ باز کو کسی ظاہری بادشاہ کے دربار میں نشہ کی حالت میں جانے کی اجازت نہیں دی جاتی، پس جب نشہ باز اور شرابی بحالت نشہ وغفلت ایک دنیاوی حاکم کے دربار میں باریاب نہیں ہوسکتا تو جو شخص نشہ باز وغافل جیسی حالت بنائے ہوئے ہو، اس کو احکم الحاکمین کے دربار میں کب شرف باریابی ہوسکتا ہے؟

(۴) جب طہارت کی کیفیت نفس میں راسخ ہوجاتی ہے تو ہمیشہ کے لئے نور ملکی کا شعبہ اس میں ٹھہر جاتا ہے اور بہیمیت کی تاریکی کا حصہ مغلوب ہوجاتا ہے۔

(۵) گناہوں اور کسل کے باعث جو روحانی نور وسرور اعضاء سے سلب ہوچکا، وضو کرنے سے دوبارہ ان میں عود کرآتا ہے، یہی روحانی نور قیامت میں اعضاء وضو میں نمایاں طور پر چمکے گا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا "قیامت کے دن میری امت جب آئے گی تو وضو کے آثار سے ان کے ہاتھ پاؤں اور چہرے روشن ہونگے ،اس لئے تم میں سے جو کوئی اپنی روشنی بڑھا سکے وہ بڑھائے۔

(تلخیص از احکام اسلام عقل کی نظر میں ص ۱۸ تا ۲۱) دارالاشاعت کراچی

وضو کے فوائد سائنسی نکتہء نظر سے

دن میں پانچ مرتبہ وضو کرنے میں سائنسی نکتہ نظر سے بہت زیادہ جسمانی فوائد ہیں ،درج ذیل میں ان کی تفصیل پیش کیا جاتی ہے۔

(۱) ہاتھ پاؤں دھونا: کام کاج کے دوران انسان کے ہاتھ بعض ایسی اشیاء پر لگتے ہیں جن پر بکٹیریا اور دوسرے جراثیم لگے ہوتے ہیں، وہ جراثیم ہاتھوں سے چمٹ جاتے ہیں، جب انسان کے ہاتھ اپنے جسم کے مختلف حصوں سے لگتے ہیں تو وہ جراثیم

وہاں منتقل ہو جاتے ہیں اور مختلف بیماریوں کے پھیلنے کا باعث بنتے ہیں، نمازی انسان دن میں کم از کم پانچ مرتبہ اپنے ہاتھوں کو پانی سے دھوتا ہے لہذا اس کے ہاتھ صاف ستھرے رہتے ہیں، بہت سی بیماریوں سے بچاؤ خود بخود ہو جاتا ہے۔

(۲) کلی کرنا: انسان جب کوئی چیز کھاتا ہے تو دانتوں کے درمیانی جگہوں میں اس کے اجزاء پھنس جاتے ہیں، اگر منہ کو اچھی طرح صاف نہ کیا جائے تو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ اجزاء گل سڑ جاتے ہیں، منہ سے بدبو آنی شروع ہو جاتی ہے، اگر دوبارہ کھانا کھایا جائے تو یہ گندے اجزاء صاف کھانے کے ساتھ مل کر معدہ میں پہنچ جاتے ہیں اور پیٹ کی بیماریوں کا ذریعہ بنتے ہیں، وضو کرنے والا انسان دن میں پانچ مرتبہ اپنے منہ کو اچھی طرح صاف کرتا ہے لہذا دانتوں کی اور آنتوں کی بیماریوں سے بچا رہتا ہے۔

(۳) ناک میں پانی ڈالنا: انسان کے پھیپھڑوں میں ہوا کا جانا اور آکسیجن کا جسم کو مہیا ہونا انسانی زندگی کا سبب ہے، ہوا میں مختلف جراثیم اربوں کھربوں کی تعداد میں موجود ہوتے ہیں، اللہ تعالی نے انسان کے ناک میں بال اگا کر ایئر فلٹر بنا دیا تا کہ صاف ہوا جسم کو ملے۔ جس طرح گاڑیوں کے ایئر فلٹر کچھ عرصہ کے بعد چوک ہو جاتے ہیں، ان کو صاف کرنا پڑتا ہے، اسی طرح انسان کی ناک میں مختلف جراثیم اکٹھے ہو جاتے ہیں، ناک کو بار بار صاف کرنے کی ضرورت ہوتی ہے، کوئی بھی انسان اپنے ناک میں دن میں ایک دو مرتبہ سے زیادہ پانی ڈال کر صاف نہیں کرتا ہوگا مگر ایک مسلمان نمازی دن میں پانچ مرتبہ اپنے ناک کی پانی سے صفائی کرتا ہے۔

(۴) چہرہ دھونا: وضو کے دوران چہرہ دھونا فرض ہے، جب چہرہ دھویا جاتا ہے تو اس کی جلد صاف ہو جاتی ہے، مسام کھل جاتے ہیں اور تر و تازگی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

مزید برآں چہرہ دھوتے وقت آنکھوں میں پانی کا جانا ایک قدرتی امر ہے، آنکھوں کے ماہرین اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ دن میں چند بار آنکھوں کے چھینٹیں مارے جائیں تو آنکھیں کئی بیماریوں سے محفوظ ہو جاتی ہیں، خاص طور پر صبح کے وقت جب کہ ہوا میں اوزون (۰۳) کافی مقدار میں موجود ہوتی ہے پانی کے چھینٹے آنکھوں میں

مارنے سے انسان موتیابند کی بیماری سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

(۵) گردن کا مسح کرنا: انسانی دماغ سے نکلنے والی چھوٹی چھوٹی رگیں (نرو) پورے جسم میں پھیل جاتی ہیں اور مختلف اعضاء کو سگنل پہنچانے کا کام کرتی ہیں، یہ سب رگیں دماغ سے نکل کر گردن کے پیچھے سے ہوتی ہوئی ریڑھ کی ہڈی کے ذریعے جسم کے مختلف جگہوں سے ملی ہوتی ہیں، گردن کے پیچھے کا حصہ بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے، اگر اس حصے کو خشک رکھا جائے تو رگیں کھچنے کی وجہ سے انسانی دماغ پر اس کا اثر پڑتا ہے، کئی لوگ تو دماغی توازن کھو بیٹھتے ہیں، ڈاکٹر لوگ انہیں سمجھاتے ہیں کہ وہ گردن کے پیچھے حصے کو وقتاً فوقتاً تر کرتے رہیں، نمازی آدمی جب وضو کرتا ہے تو اسے یہ نعمت خود بخود حاصل ہو جاتی ہے۔......

(۶) پاؤں دھونا: انسانی جسم میں بعض ایسی بیماریاں ہوتی ہیں جن کا اثر پاؤں پر بہت زیادہ ہوتا ہے، مثلاً شوگر کے مریض کے پاؤں پر زخم بھی ہو جائیں تو اسے پتہ نہیں چلتا، ڈاکٹر لوگ شوگر کے مریض کو سمجھاتے ہیں کہ اپنے پاؤں کو صاف رکھیں، دن میں چند مرتبہ اسے غور سے دیکھے کہ کہیں کوئی زخم تو نہیں، اچھی طرح پاؤں کا مساج کرے تاکہ خون کی شریانوں میں اگر کہیں رکاوٹ ہے تو وہ دور ہو جائے، نمازی آدمی دن میں پانچ مرتبہ وضو کرتا ہے تو یہ سب کام خود بخود ہو جاتے ہیں، پاؤں کی انگلیوں کے درمیان فنگس کی وجہ سے زخم ہو جاتے ہیں، وضو کرنے والا انگلیوں کے درمیان خلال کرتا ہے تو اسے صورت حال کا پتہ چل جاتا ہے، پاؤں زمین کے قریب ہونے کی وجہ سے بہت جلد جراثیم کی لپیٹ میں آجاتے ہیں، انہیں صاف رکھنا اور متعدد بار دھونا ضروری ہے، یہ نعمت نمازی کو وضو کے دوران نصیب ہو جاتی ہے، اسے کہتے ہیں "ہم خرما و ہم ثواب" کہ وضو کرنے سے گناہ بھی جھڑ گئے اور جسمانی بیماریوں سے بھی نجات مل گئی۔ (نماز کے اسرار و رموز ص۵۶ تا ۶۰)

انجکشن سے وضو ٹوٹنے کا حکم

انجکشن کی تین اقسام ہیں۔

(۱) وریدی انجکشن، رگ میں لگنے والا(interavenous)
(۲) عضلاتی انجکشن، گوشت میں لگنے والا(muscullar)
(۳) جلدی انجکشن، جلد میں لگنے والا(subquitenius)

وریدی انجکشن کا حکم

وریدی انجکشن(interavenous) لگانے سے وضوٹوٹ جاتا ہے، وجہ اس کی یہ ہے کہ اس کے ذریعہ بدن میں اس وقت دوائی داخل کی جاتی ہے جب خون نکل کر پچکاری میں پہنچ جاتا ہے، اورخون بھی زیادہ اور بہنے والا ہوتا ہے۔

احسن الفتاویٰ (۲۳/۲) میں ہے۔

وریدی انجکشن میں سوئی کے ورید میں پہنچنے کا یقین حاصل کرنے کا صرف یہی ذریعہ ہے کہ پچکاری میں خون آجائے ، جب تک پچکاری میں خون نظر نہیں آتا اس وقت تک دوا بدن میں داخل نہیں کی جاتی ......اسلئے صرف وریدی انجکشن ناقض وضو ہے۔

نیز (۲/۲۷) میں ہے۔ جس طرح خون نکلنا ناقض وضو ہے اسی طرح خون نکالنے سے بھی وضوٹوٹ جاتا ہے، اسی لئے وریدی انجکشن بھی ناقض وضو ہے ، کیونکہ اس میں خون پچکاری میں آجاتا ہے۔

عضلاتی اور جلدی انجکشن کا حکم

عضلاتی (muscullar) اورجلدی انجکشن (subquitenius) سے وضونہیں ٹوٹتا، ان کے ذریعہ جسم اور بدن میں دوائی داخل کی جاتی ہے اورشریعت کا اصول یہ ہے کہ باہر سے غذا یادوا کی صورت میں کسی چیز کا اندرجانا ناقض وضونہیں ہے، عضلاتی اورجلدی انجکشن پر کچھ خون ضرورلگتا ہے نیز سوراخ پر بھی کچھ خون نکل آتا ہے لیکن وہ بہت معمولی ہوتا ہے، بہہ نہیں سکتا، اس لئے وہ ناقض وضونہیں ہے۔

في الهندية(١ /٢)كتاب الطهارة، اذاخرج من الجرح دم قليل فمسحه ،ثم خرج ايضاًومسحه فان كان الدم بحال لوترك ماقدمسح منه فسال انتقض وضوء ه وان كان لايسيل لاينتقض وضوء ه .

ہاں البتہ اگرانجکشن کامقصدعلاج اورجسم میں دواپہنچانانہ ہوبلکہ خون ہی نکالنااور کھینچنامقصودہومثلاً کسی دوسرے کوخون دیناہے یاخون نکال کرٹیسٹ کراناہے تو اس سے وضوٹوٹ جائے گا۔

في الهندية (١ /٢)القراداذامص عضوانسان فامتلأ دماان كان صغيرالاينتقض وضوء ه كمامصت الذباب اوالبعوض وان كان كبيراينقض وكذاالعلقةاذامصت عضوانسان حتى امتلأ عن دمه انتقض الوضوء.

نلکی اور پائپ کے ذریعہ پیشاب کاحکم

آپریشن وغیرہ کی صورت میں پیشاب خارج کرنے کے لئے ایک نلکی اور پائپ لگادیاجاتاہے اوراس سے پیشاب خارج ہوتارہتاہے ،اس پیشاب سے وضوتوبلاشبہ ٹوٹ جائیگا کیونکہ یہاں نجاست خارج ہورہی ہے اورخروج نجاست بہرصورت ناقض وضوہے خواہ معتادطریقے سے نکلے یاغیرمعتادطریقہ سے۔

في الدرا لمختار(١ /١٣٣) وينقضه خروج كل خارج نجس منه اى من المتوضىٔ الحى معتاداًاو لا،من السبيلين او لاالى ما يطهرالخ

البتہ یہ شخص معذورشمارہوگا؟اس کی دوصورتیں ہیں ۔

(۱)اگرپیشاب اس کے اختیارمیں ہو،اسے روک سکتاہوتووہ معذورشمار نہ ہوگا۔

(۲)اگرپیشاب اس کے اختیارمیں نہ ہو،مسلسل آرہاہے اوروہ روکنے کی طاقت نہیں رکھتاتوایسی صورت میں وہ شرعی معذورتصورہوگااورجب تک پائپ موجود ہے ، ہرنماز کے وقت کیلئے وضوکریگا۔جب تک نمازکاوقت رہے اور اس کے علاوہ کوئی ناقض وضوپیش

نہ آئے تو اس کا وضو شرعاً برقرار رہے گا۔

نلکی میں پیشاب جمع ہو تو نماز کا حکم

فتاوی رحیمیہ کتاب الطہارۃ، باب الوضو (۲۶۵/۴) میں ہے۔

سوال (۱۱۲۲) زید کا پیشاب بند ہوگیا، ڈاکٹر نے ناف کے اوپر سے آپریشن کرکے ربڑ کی نلی رکھ دی، اس نلی سے پیشاب ہوتا ہے، وہ نلی ہمیشہ پیٹ پر رہتی ہے اور اس میں پیشاب بھرا رہتا ہے، نلکی کے منہ کو تاگے سے بند کردیا جاتا ہے، جب پیشاب کرانا ہوتا ہے تو اس کے منہ کو کھول کر کرالیا جاتا ہے، پھر تاگے سے بند کردیا جاتا ہے، تو ایسی حالت میں یہ شخص نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب: اس حالت میں بھی نماز معاف نہیں، پڑھنا ضروری ہے، شبہ رہتا ہے تو بعد میں دہرالی جائے، بیٹھ کر نہ پڑھ سکتا ہو تو لیٹے لیٹے اشارے سے پڑھے، مگر چھوڑے نہیں۔

وضاحت: مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق ایسی صورت میں زید بلاشبہ معذور بنتا ہے، اس لئے اس پر معذور کے احکام جاری ہوں گے۔ ریاض محمد غفرلہ الصمد

پائپ کے ذریعے اندرونِ جسم دوا

اگر کوئی شخص بواسیر کا مریض ہو اور پائپ کے ذریعہ جسم کے اندرونی حصہ میں دوا پہنچائی جائے تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ جدید فقہی مسائل (۹۹/۱)

فی بدائع الصنائع (۱ / ۱۰) اذا خرج من دبره ان عالجه بیده او بخرقة حتی ادخله تنتقض طهارته لانه یلتزق بیده شیء من النجاسة.

علاج کیلئے کمر سے نیچے کا حصہ بے حس کر دیا جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا اور اس کی صورتیں۔

اس زمانے میں علاج کیلئے بعض صورتوں میں انسان کو بے حس کردیا جاتا ہے، کیا اس کا وضو پر اثر پڑسکتا ہے؟ شرعاً اس اعتبار سے اس کی کئی صورتیں ہیں ۔

(۱) انسان مکمل طور پر بے ہوش اور بے حس کردیا گیا۔

(۲) صرف کمر سے نیچے کا کل حصہ بے حس کردیا گیا،

ان دونوں صورتوں میں وضوٹوٹ جائے گا، پہلی صورت میں وجہ واضح ہے کہ وہ بے ہوش ہوچکا ہے اور غشی سے وضوٹوٹ جاتا ہے ،اور دوسری صورت میں سبیلین کا حصہ بے حس ہوچکا ہے ،جس کی وجہ سے وہ اپنے اعضاء پر گرفت نہیں کرسکتا اور ناقض وضو پیش آئے تو اسے احساس ہی نہ ہوگا، لہٰذا اس کا حکم بھی مکمل بے ہوشی والا ہے اور وضوٹوٹ جائے گا۔

فی الهندية (۱۵/۱) كتاب الطهارة، باب الوضو، ومنها الاغماء والجنون والغشی والسكر: الاغماء ينقض الوضوء قليله وكثيره وكذا الجنون والغشی الخ

(۳) کمر سے اوپر یا نیچے کوئی ایک عضو بے حس کردیا گیا مثلاً ایک ٹانگ یا قدم یا ہاتھ یا جبڑا وغیرہ تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا، یہ غشی کے حکم میں نہیں ،سبیلین سے اگر کچھ نکلتا ہے تو وہ اس کا ادراک کرسکتا ہے۔

معدہ تک نلکی پہنچائی جائے تو؟

بعض میڈیکل تحقیق کے لئے، حلق کے ذریعہ معدہ تک نلکی پہنچائی جاتی ہے اور پھر وہ نلکی کھینچ لی جاتی ہے یا گوشت کا کوئی ٹکڑا کاٹ کر اپنے ساتھ لاتی ہے، ایسی صورت

میں وضوٹوٹ جائے گا، کیونکہ اس کو مقامِ نجاست سے نکالا گیا ہے ،اس لئے بعید نہیں کہ اس میں کوئی نجاست لگی ہو،علامہ کاسانیؒ فرماتے ہیں:

وکذلک خروج الولد والدودة والحصا واللحم وعود الحقنة بعدغیوبتھا لان ھذہ الاشیاء وان کانت طاھرة فی انفسھالکنھا لاتخلوعن قلیل نجس یخرج معھا(۱ /۲۵)

ترجمہ:اسی طرح بچہ کی پیدائش ،کیڑا،کنکری اورگوشت نیزحقنہ کی لکڑی کااندرچھپ جانے کے بعدنکلنا ناقض وضوہے کیونکہ گو یہ بذات خودپاک ہیں لیکن نجاست کی معمولی مقدار سے خالی نہیں ہوتیں جواس کے ساتھ نکل آتی ہیں۔

جدید فقہی مسائل(۱/۹۸و۹۹)

بدن میں خون یاگلوکوز چڑھوانا

بدن میں خون یاگلوکوز چڑھوانا بھی فی نفسہ ناقض وضونہیں ہے۔

نظام الفتاویٰ(۱/۴۴) میں ہے۔

اگران چیزوں (انجکشن،دوا،خون اورگلوکوز) کے استعمال سے خون یاپیپ وغیرہ کچھ بدن سے نہ نکلے تووضونہیں ٹوٹے گا،اس لئے کہ ناقض وضوخروج نجاست ہے اوروہ یہاں نہیں پایا گیا۔

بیسن میں وضوکرنے کاحکم

فتاوی حقانیہ(۲/۵۰۸) میں ہے۔

سوال :آج کل نئے دورمیں منہ ہاتھ دھونے کیلئے بیسن بنائے گئے ہیں جن میں کھڑے ہوکرمنہ ہاتھ دھویاجاتا ہے کیاان میں وضوکرنا جائز ہے یانہیں؟

الجواب:وضوکرناجائز ہے لیکن خلاف ادب ہے۔

آپ کے مسائل (۳۳/۲) میں ہے۔

سوال: آج کل گھروں میں بیسن لگے ہوئے ہیں اورلوگ زیادہ تر بیسن سے ہی کھڑے ہوکر وضو کر لیتے ہیں۔ وضو کھڑے ہوکر کرنے سے نماز ہو جاتی ہے؟

جواب: وضو تو اس طرح بھی ہو جاتا ہے (اور وضو صحیح ہو تو اس سے نماز پڑھنا بھی صحیح ہے) لیکن افضل یہ ہے قبلہ رخ بیٹھ کر وضو کرے۔

في الحلبي الكبير(۱ /۳۱)آداب الوضو،ومن الادب ان يجلس المتوضي مستقبل القبلة عندغسل سائرالاعضاء ومن الادب ان يكون جلوسه على مكان مرتفع ،وكذافي الدرالمختار(۱ /۱۲۷)

نلکے وغیرہ پر کھڑے ہوکر وضو کرنے کا حکم

خیر الفتاوی (۸۷/۲) میں ہے۔

کیا نلکے وغیرہ پر کھڑے ہوکر وضو کرنا جائز ہے؟

الجواب: وضو کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ اونچی جگہ پر قبلہ رو بیٹھ کر وضو کیا جائے۔

فآداب الوضوالجلوس في مكان مرتفع تحرزاعن الغسالة واستقبال القبلةاه مراقي الفلاح)ص ۴۲)

کانسی اور پیتل کے لوٹے سے وضو کرنا جائز ہے

کانسی اور پیتل کا لوٹا ہر مقصد کیلئے استعمال کرنا جائز ہے۔ اسلئے اس میں پانی ڈال کر وضو کرنا بھی جائز ہے۔ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند (۱۲۹/۱) کتاب الطہارۃ،

وفي الشامية(۶ /۳۴۳) كتاب الحظروالاباحة، واما الأنية من غيرالفضة والذهب فلا باس بالا كل والشرب فيها والانتفاع بهاكالحديد

والصفر والنحاس والرصاص والخشب والطين الخ.

نشہ آور اشیاء شراب ہیروئن چرس وغیرہ کے استعمال سے وضو کا حکم

نشہ آور تمام اشیاء شراب، ہیروئن، چرس، افیون، حقہ، نسوار، سگریٹ وغیرہ بذات خود ناقض وضو نہیں ہیں، اس لئے ان کے پینے سے وضو نہیں ٹوٹتا البتہ اگر ان کے پینے سے نشہ غالب آجائے اور غشی طاری ہوجائے تو وضو ٹوٹ جائے گا، عام حالات میں وضو نہیں ٹوٹتا البتہ فقہاء کرامؒ نے لکھا ہے کہ ہر گناہ سرزد ہوجانے کے بعد وضو کرنا مستحب ہے۔

فی الهندية(۱۲/۱)الفصل الخامس فی نواقض الوضوء،والغشی والسكر، قال وحدالسكران فی هذاالباب ان لايعرف الرجل من المرأة وهواختيار بعض المشائخ وصدر الشهيد والصحيح مانقل عن شمس الأيمّة الحلوانیؒ انه اذادخل فی بعض مشيته تركـ كما فی الذخيرة.

وفی نور الايضاح (ص ۳۴)فصل، الوضوء علیٰ ثلثة اقسام، ومندوب للنوم علیٰ طهارة واذااستيقظ منه وبعدغيبة وكذب ونميمة وكل خطيئة.

نشہ آور ادویہ سے وضو ٹوٹنے کا حکم

مذکورہ تفصیل بعینہ نشہ آور ادویہ کا بھی ہے یعنی یہ فی نفسہ ناقض وضو نہیں ہیں البتہ اگر ان کی وجہ سے نشہ طاری ہوجائے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

ٹی وی ،وی سی آراور فلم بینی وغیرہ سے وضونہیں ٹوٹتا

ٹی وی' وی سی آر' فحش سی ڈی اور فلم بینی وغیرہ بذاتِ خود ناقضِ وضوء نہیں' ان سے وضونہیں ٹوٹتا البتہ ان کے بعد وضو کرنا مستحب ہے کہ فلم بینی گناہِ کبیرہ اور امور فسقیہ میں سے ہے،اور ہر گناہ کے بعد وضو کرنا مستحب ہے ،ہاں اگر فحش فلم، سی ڈی دیکھنے سے شہوت برانگیختہ ہو جائے اور مذی نکل پڑے تو وضو ٹوٹ جائے گا.نورالایضاح (ص۳۴)

آپ کے مسائل (۴۱/۲) میں ہے۔

ٹی وی دیکھنا گناہ ہے اور گناہ کے بعد دوبارہ وضو کر لینا مستحب ہے۔

تاش ناقض وضونہیں

فتاوی محمودیہ (۱۸۹/۱۶) میں ہے۔

سوال: ایک شخص خوب تاش کھیلتا ہے،اذان ہونے پر نماز میں شریک ہو جاتا ہے،وضو نہیں کرتا،کہتا ہے کہ میرا وضو قائم ہے،کیا تاش کھیلتے رہنے سے وضو رہ جاتا ہے؟

الجواب: تاش کھیلنا منع ہے مگر یہ ناقض وضو نہیں ،جیسے کہ اور بہت سے گناہ ہیں ،گناہ ہونے کی وجہ سے اس کا ترک ضروری ہے ،اگر چہ نماز ادا ہو جائے گی۔

نسوار، حقہ اور سگریٹ سے وضوء نہیں ٹوٹتا

اگر باوضو شخص نسوار منہ میں رکھ لے یا حقہ اور سگریٹ پی لے ،تو اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا۔ البتہ اس پر لازم ہے کہ منہ سے بدبو زائل کر کے نماز پڑھے۔(صحیح مسلم، ص۲۰۹،ج۱) میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے، نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص لہسن کھائے، تو وہ ہماری مسجد میں نہ آئے ،یہاں تک کہ اس کی بدبو ختم

ہوجائے ۔حضرت جابرؓ کی ایک روایت میں پیاز اور ایک میں الکراث کا لفظ ہے جو ایک قسم کی بدبو دار ترکاری ہے ۔

فی رد المحتار (۱۳۴/۱) کتاب الطهارة، مطلب نواقض الوضوء: ان الطهارة ترتفع بضدها وهی النجاسة القائمة بالخارج لان الضد هو المؤثر فی رفع ضده الخ قلت: الاشياء الثلاثة المذكورة ليست من اضدادالطهارة فلا ترتفع بها،وكذافی خير الفتاوى (۷۴/۱)

الباب الرابع فی الاستنجاء

(استنجاء کے جدید مسائل)

کاغذ سے استنجاء کرنا

تحریروکتابت کیلئے تیار کئے گئے کاغذکواستنجا کیلئے استعمال کرنادرست نہیں مکرو ہ ہے۔اس زمانے میں کاغذعلم کا بہترین آلہ ہے جوکہ لائق تعظیم واکرام ہے،اس کو استنجاء کیلئے استعمال کرنااس کے وقاراورعظمت کے خلاف ہے،خواہ وہ بالکل سادہ ہو یااس پرتحریرلکھی گئی ہو،اگرتحریرہوتو قباحت میں اوراضافہ ہوجائیگا۔

فتاوی رحیمہ (۱۳/۳) میں ہے۔

سوال۷۶۸:بمبئی میں عام رواج ہے کہ والدہ چھوٹے بچوں کوکاغذ بچھاکر پیشاب پاخانہ کیلئے بٹھاتی ہے تواس پرپیشاب پاخانہ کراناجائز ہے یانہیں؟سادہ کاغذ پر بول وبرازکرنا کیسا ہے؟

الجواب: مذکوررواج غلط ہے، اس کاترک ضروری ہے۔کاغذلکھا ہواہو یاکورا ہر صورت اس پرپیشاب وغیرہ ممنوع ہے،کہ کاغذ حصول علم کاذریعہ ہے، اس بنا پر قابل احترام ہے۔"

فی الدرالمختار(۱/۳۱۵)وکرہ بعظم الی قولہ وشیء محترم .

وفی الشامیة: (قولہ شیء محترم)وکذاورق الکتابة لصقالتہ وتقومہ ولہ احترام ایضاًلکونہ آلة العلم ولذاعللہ فی الخانیة بان تعظیمہ من ادب الدین.

انگریزی لکھے کاغذ سے استنجاء کرنا

اس تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ لوگوں میں جو یہ مشہور ہے کہ جس کاغذ پر انگریزی لکھی ہو اس کاغذ کے ساتھ استنجاء کرنا جائز ہے، یہ بات صحیح نہیں ہے، کیونکہ قطع نظر انگریزی زبان سے، کاغذ کا اپنا احترام ضروری ہے، پھر یہ بھی ہوسکتا ہے کہ انگریزی زبان میں کوئی مقدس کلمہ یا نام لکھا ہو، اس کی توہین کیسے کی جاسکتی ہے؟

کمافی احسن الفتاویٰ(۱۰۸/۲)وسیلتی

ٹائلٹ پیپر اور ٹیشو پیپر سے استنجاء کا حکم

مروجہ ٹائلٹ پیپر (toilet paper) ٹیشو پیپر اور اس جیسے دوسرے کاغذ جو اسی مقصد کیلئے تیار کئے جاتے ہیں، ان پر کچھ لکھا نہیں جاتا، ایسے کاغذ کو استنجاء کیلئے استعمال کرنا درست ہے۔

فتاوی رحیمیہ (۷۸/۴) میں ایسے کاغذ کے استعمال کی بھی اجازت نہیں دی، چنانچہ لکھتے ہیں کہ

''جو کاغذ خاص استنجاء کیلئے تیار کیا جاتا ہے اس کے استعمال کی بھی عام اجازت نہیں، ہاں بوقت مجبوری مثلاً ہوائی جہاز میں پانی نہ ملتا ہو اور وہاں انسان اس کے استنجاء کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے تو ایسے وقت میں استعمال کرنے کی گنجائش ہے۔''

تاہم اس بارے اصوب رائے یہ ہے کہ ایسے کاغذ کا استعمال مجبوری کے بغیر عام حالات میں بھی درست ہے، کیونکہ یہی اس کی صنعت کا مقصد ہے، یہ حصول علم کا ذریعہ نہیں اور نہ ہی اس پر لکھا پڑھا جاسکتا ہے۔

احسن الفتاویٰ (۱۰۸/۲) میں ہے:

سوال: ردی کاغذات یا اردو انگریزی اخبار سے بچوں کی نجاست صاف کرنا اور دستر خوان کا کام لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم ملهم الصواب:

کاغذ چونکہ تحصیل علم کا آلہ ہے خواہ وہ سفید ہو یا کچھ لکھا ہوا ہو،اس لئے اس کا احترام کرنا لازم ہے،اس سے نجاست صاف کرنا یا دستر خوان کا کام لینا بے حرمتی کی وجہ سے مکروہ تحریمی ہے،البتہ وہ جاذب کاغذ جو صرف استنجاء ہی کی غرض سے بنایا جاتا ہے،لکھنے کے کام نہیں آتا اور قیمتی بھی نہیں اس سے استنجاء کرنا جائز ہے۔

فی الشامیة (۱ / ۳۱۵)تحت قول الدر(وشیء محترم) ومفاده الحرمة بالمکتوب مطلقاًواذاکانت العلة فی الابیض کونه آلة للکتابة کماذکرناه یأخذمنهاعدم الکراهة فیمالایصلح لهااذاکان قالعاًللنجاسة غیرمتقوم.

استبراءِ معروف کی شرعی حیثیت

استنجاء کرنے کی تین صورتیں ہیں (۱)صرف ڈھیلا یا پتھر استعمال کیا جائے (۲)صرف پانی استعمال کیا جائے (۳)ڈھیلا اور پانی دونوں استعمال کئے جائیں ۔

یہ تینوں صورتیں بالاتفاق جائز ہیں البتہ تیسری صورت بالاتفاق افضل ہے ۔اہلِ قباء اسی تیسری صورت پر عمل کرتے تھے تو ان کی تعریف میں قرآنِ کریم کی آیت نازل ہوئی ۔

فیه رجال یحبون ان یتطهروا والله یحب المطهرین.

اس زمانے میں لوگوں کے مثانے (bladders) کمزور ہیں ،قطرات کا اندیشہ زیادہ ہوتا ہے اس لئے پانی سے پہلے پتھر اور ڈھیلے کے استعمال کی ضرورت زیادہ پڑتی ہے ، اس بناء پر استبراء معروف کا طریقہ وجود میں آیا ہے جس میں پیشاب کے بعد ڈھیلا لے کر پاجامہ میں ہاتھ ڈال کر عضو مخصوص کو خشک کیا جاتا ہے ،اصل مقصود چونکہ استبراء ہے یعنی قطرات سے جسم کو محفوظ کرنا اور مذکورہ طریقہ بھی اس کی ایک صورت ہے نہ

خودمقصود ہے نہ اسے سنت تصور کیا جاتا ہے اس لئے جائز ہے۔بعض لوگ اسے بدعت کہتے ہیں جو کہ صحیح نہیں ہے البتہ اس میں کئی خرابیاں شامل ہوچکی ہیں انہیں ختم کرنا ضروری ہے، بہت سے لوگ گلیوں ،کوچوں ،راستوں اور شاہراہوں میں کھڑے ہوکر یہ عمل کرتے ہیں ، خواتین اور بچوں کے سامنے لگے رہتے ہیں ، عضومخصوص کو ہاتھ میں پکڑ کر بار بار ہلاتے ہیں ،پاؤں کی قینچی بنا کر کبھی ایک ران سے اور کبھی دوسری ران سے دباتے ہیں اور دیر تک یہ حرکت کرتے ہیں ۔دیہاتوں میں یہ عام طریقہ بن گیا ہے۔یہ انتہائی غلط طریقہ ہے، اس سے احتراز ضروری ہے ،اس کے لئے اوٹ میں جگہ کا انتخاب ضروری ہے ورنہ متبادل طریقہ اختیار کرنا ضروری ہے۔

احسن الفتاوی[1](۱۰۴/۲) میں ہے۔

سوال:ڈھیلے سے قطرات کوخشک کرنے کا معہود طریقہ جوآج کل مروّج ہے ،کیا یہ ضروری ہے ؟اگراس طریقہ سے قطرات کوخشک نہ کیا گیا تو کیا نماز صحیح نہ ہوگی ،اگر یہ طریقہ شرط ہے تو حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنھم نے اس کی تعلیم کیوں نہیں دی؟اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے یہ طریقہ کیوں اختیار نہیں فرمایا؟

الجواب باسم ملهم الصواب

حضرات فقہاء کرام رحمھم اللہ نے پیشاب کے قطرات خشک کرنے کے لئے یہ معہود طریقہ بیان فرمایا ہے،جس کی وجہ بعض علماء یہ بیان فرماتے ہیں کہ پہلے زمانے میں مثانے قوی تھے ،اس لئے قطرات آنے کا احتمال نہ تھا،اس دور میں مثانے میں وہ قوت نہیں رہی ،اس لئے اس طریق سے قطرات کی صفائی کی ضرورت پیش آئی ,لھذا فقہاء کرام رحمھم اللہ تعالی کا بیان کردہ یہ طریقہ حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنھم کے قول وعمل پر زیادتی نہیں کہ اسے بدعت کہا جائے بلکہ تغیر زمان کی بنا پر موجودہ زمانے کی ضرورت کے لحاظ سے تنظیف وتطہیر کا ایک طریقہ ہونے کی وجہ سے یہ بھی عمل بالحدیث ہی شمار ہوگا۔

اشکال:وجہ مذکور پر یہ اشکال ہے کہ پیشاب کے بعد قطرات کا آنا ضعف مثانہ

کی بناء پر نہیں ہوتا، ضعفِ مثانہ کی وجہ سے جو عارض لاحق ہوتا ہے اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ کھانسنے چھینکنے اور کودنے وغیرہ سے قطرہ خارج ہوتا ہے اور جسے یہ مرض لاحق ہوتا ہے اسے استبراء کا معروف طریقہ بھی کوئی فائدہ نہیں دیتا، پیشاب کے بعد رطوبت نظر آنے کا باعث ضعفِ مثانہ نہیں بلکہ پیشاب کی نالی کا طول اور اس میں پیچ وخم اس کا باعث بنتے ہیں ۔طبی نقطہٗ نگاہ سے یہ امر مسلم ہونے کے علاوہ اس پر یہ دلیل بھی ہے کہ حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے لئے یہ طریقہ تحریر نہیں فرمایا بلکہ اسے مردوں کے ساتھ مخصوص رکھا ہے ۔

قال ابن عابدين رحمه اللّٰه تعالیٰ تحت قوله(يجب الاستبراء الخ)وفيهاان المرأة كالرجل الاّفی الاستبراء فانه لااستبراء عليها بل كلمافرغت تصبرساعة لطيفةثم تستنجي ومثله فی الامداد(الشامية ١ / ٣١٩)

اس سے ثابت ہوا کہ استبراء کے اس معہود طریقے کی علت ضعفِ مثانہ نہیں ہے ۔اسلئے کہ اگر یہ علت ہوتی تو یہ حکم عورتوں کو بھی ہوتا۔عورتوں میں چونکہ پیشاب کی نالی طویل اور خمدار نہیں، اس لئے ان کو مستثنیٰ کیا گیا۔

اس کا متبادل طریقہ

جب استبراء کی علت یہ ٹھری تو معہود طریقہ کی بجائے ایک اور آسان اور مختصر طریقہ اختیار کیا جاسکتا ہے ۔وہ یہ کہ پیشاب سے فراغت کے بعد پہلے پاخانہ کے مقام سے خصیتین کی طرف رگوں کو سُونتا جائے، اس کے بعد پیشاب کی نالی کو سونت دیا جائے تو راستے میں جو رطوبت ہوگی وہ خارج ہوجائے گی ،اس کے بعد قطرہ آنے کا کوئی احتمال نہیں رہتا، بندہ نے متعدد بار اس کا تجربہ کیا کہ اس طریقہ سے استبراء کے بعد کئی سو قدم بہت تیزی سے چلا، کھانسا، کودا، بھاگا، کئی بیٹھکیں لگائیں، اس کے باوجود کوئی رطوبت نظر نہیں آئی ۔

اشکال:

اس تحقیق کے بعد اصل اشکال پھر عود کر آتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے زمانے میں بھی یہ علت موجود تھی تو آپ نے اس قسم کے استبراء کا حکم کیوں نہیں دیا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے اس کا اہتمام کیوں نہیں فرمایا؟

جواب: غور کرنے کے بعد اس کا جواب یہ سمجھ میں آتا ہے کہ شریعت نے ابتلاء عام کے مواقع پر نجاست قلیلہ کو معاف قرار دیا ہے، جیسے کہ رشاش البول کرؤس الابرۃ اور بیت الخلاء میں مکھیوں وغیرہ کا غلاظت پر بیٹھنے کے بعد جسم اور کپڑوں پر بیٹھنا اور طین شارع وغیرہ، اس قانون کا تقاضا یہ ہے استبراء کا کوئی بھی طریقہ استعمال کرنا ضروری نہیں بلکہ وقت پر نجاست مرئیہ کو ڈھیلے یا پانی سے صاف کر دینا کافی ہے، اس کے بعد اگر غیر محسوس طور پر کچھ رطوبت رستی ہے تو وہ شرعاً معاف ہے، معہذا چونکہ احادیث میں استبراء کی بہت تاکید اور عدم اجتناب من البول پر وعید شدید وارد ہوئی ہے، اس لئے احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ بطریق الاستبراء کا اہتمام کیا جائے، یعنی پیشاب کی نالی کو سونت کر رطوبت خارج کر دی جائے، اس کے بعد ڈھیلے یا پانی سے استنجاء کر لیا جائے، افضل یہ ہے کہ پہلے ڈھیلے سے نجاست زائل کر دی جائے اور اس کے بعد پانی استعمال کیا جائے، البتہ آج کل شہروں میں گٹر سسٹم کی وجہ سے ڈھیلے کا استعمال بہت تکلیف دہ ثابت ہوتا ہے، ڈھیلے پھینکنے سے پانی کا راستہ بند ہو جاتا ہے، جو بہت سخت تعفن اور ایذاء کا باعث بنتا ہے، پھر ان کی صفائی میں بھی بہت دقت پیش آتی ہے، لہٰذا ایسے مواقع میں ڈھیلے کا استعمال ہرگز نہیں کرنا چاہئے، ڈھیلے کا استعمال مستحب ہے اور اپنے نفس کو اور دوسروں کو مصیبت میں ڈالنا حرام ہے، کسی مستحب کام کی خاطر حرام کا ارتکاب جائز نہیں، البتہ صفائی کی غرض سے جو جاذب کاغذ بازار میں ملتا ہے اس کا استعمال جائز ہے۔

طہارت میں غلو کرنا درست نہیں

پیشاب سے احتراز کا اہتمام کرنا بلاشبہ مؤکد ہے مگر اس میں غلو کرنا شرعاً درست نہیں، صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ پیشاب کے بارے میں بہت شدت سے کام لیتے تھے، حافظ بدرالدین عینی رحمہ اللہ تعالی نے بخاری شریف کی شرح میں نقل فرمایا ہے کہ ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ پیشاب کی چھینٹوں سے بچنے کی غرض سے بوتل میں پیشاب کیا کرتے تھے۔

مگر آپ کی شدت دوسرے صحابہ رضی اللہ تعالی عنھم کو ناپسند تھی، چنانچہ صحیح بخاری میں اس پر حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کا اعتراض منقول ہے۔

كان ابوموسى الاشعرى رضى الله تعالى عنه يشددفى البول ويقول ان بنى اسرائيل كان اذااصاب ثوب احدهم قرضه فقال حذيفة رضى الله تعالى عنه ليته امسك اتى رسول الله ﷺ سباطة قوم فبال قائماً(بخارى ١ /٣٦).

وقال الحافظ العينى رحمه الله تعالى (قوله يشدد)جملة فى محل النصب على انه خبر كان ومعناه كان يحتاط عظيماًفى الاحترازعن رشاته حتى يبول فى القارورة خوفاًان يصيبه من رشاشاته شيء. عمدة القارى (٢/٢٢٦)

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالی کا فتویٰ

طریقہ مروجہ استبراء کے تارک کو جو لوگ بدعتی کہتے ہیں تو یہ صرف اس فرقہ ظاہر بین کے مبالغات سے ہے، یہ قابل اعتبار نہیں، بخاری اور اس کی شروح میں مذکور ہے کہ ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ نے عذاب قبر کی حدیث سنی تو اس وجہ سے وہ پیشاب سے نہایت احتیاط کرتے تھے، حتی کہ جب پیشاب کی حاجت ہوتی تھی تو پیشاب کا مقام شیشی کے اندر داخل کرتے تھے اور اس کے اندر پیشاب کرتے تھے اس خوف سے کہ ایسا نہ

ہووے کہ کہیں بدن یا کپڑے پر چھینٹ پڑ جائے، تو حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ نے بطور انکار کے ان کو کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ ایک قوم کی سباطہ پر یعنی کوڑا پھینکنے کی جگہ پر گئے اور کھڑے ہو کر پیشاب کیا اور اس میں شبہ نہیں کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے میں گمان چھینٹے پڑنے کا ہے، اور تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب استنجاء کرنے میں مبالغہ کیا جاتا ہے تو مثانہ سے پیشاب ٹپکتا ہے اور اس کی مثال یہ ہے کہ دودھ جب دوہا جاتا ہے تو دودھ جانور کے تھن میں آتا ہے اور جب دوھنا موقوف کیا جاتا ہے تو دودھ بھی موقوف ہو جاتا ہے (فتاوی عزیزی ۲۶۲ ایچ ایم سعید کراچی)

ملفوظ حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہ

حضرت خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ مجھے استنجاء میں بڑے وسوسے آتے ہیں، بہت دیر میں بمشکل تمام خشک ہوتا ہے، ملنے سے کچھ نہ کچھ نکلتا ہی رہتا ہے، فرمایا کہ ایسا ہرگز نہ کیجئے، معمولی طور سے استنجاء کر کے دھولینا چاہئے، عوارف المعارف میں لکھا ہے کہ اس کا حال تھن کا سا ہے کہ جب تک ملتے رہیں کچھ نہ کچھ نکلتا رہتا ہے اور اگر یوں ہی چھوڑ دیں تو کچھ بھی نہیں، حضرت خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ بعد کو قطرہ تک آتا ہے، فرمایا کہ کچھ خیال نہ کیجئے چاہے بعد کو نمازوں کا اعادہ کر لیجئے گا لیکن جب تک بتکلف جبر کر کے وسوسہ کے خلاف نہ کیجئے گا یہ مرض نہ جائے گا، اس وجہ سے تو آپ بڑی تکلیف میں ہیں، خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ رطوبت کی وجہ سے ایک وقت کے وضو میں دوسرے وقت کے وضو کیلئے شک پڑ جاتا ہے اور اس کی وجہ سے رومال بھی دھونا پڑتا ہے، فرمایا کہ نہ وضو کیجئے نہ رومال دھویا کیجئے، چند روز بتکلف بے التفاتی کرنے سے وسوسے جاتے رہیں گے۔

(ملفوظات کمالات اشرفیہ ص ۸۷ ملفوظ نمبر ۸۰۷)

اس سے ثابت ہوا کہ استبراء میں زیادہ غلو اور شدت شرعاً مذموم ہونے کے علاوہ صحت کے لئے بھی مضر ہے، اور ذہنی انتشار اور دماغی پریشانیوں کا باعث بھی ہے۔

مستعمل ڈھیلے سے دوبارہ استنجاء کرنا جائز نہیں

جس ڈھیلے سے ایک مرتبہ استنجاء کرلیا جائے تو وہ خشک ہوجانے کے باوجود پاک نہیں ہوتا کیونکہ وہ زمین کے ساتھ متصل اور اس کے تابع نہیں، جو پتھر وغیرہ زمین کے ساتھ متصل ہوں وہ زمین کے خشک ہوتے ہی پاک ہوجاتے ہیں، اس لئے ایسے ڈھیلے سے دوبارہ استنجاء کرنا مکروہ ہے، بہت لوگ اس میں بے احتیاطی سے کام لیتے ہیں۔

فی الدرالمختار(۱/۳۱۱)وحکم آجرونحوہ کلبن مفروش وخص وشجروکلأ قائمین فی ارض کذلک ای کارض فیطھربجفاف وکذاکل ماکان ثابتافیھالاخذہ حکمھاباتصالہ بھافالمنفصل یغسل لاغیر.

استنجاء کے بعد ہاتھوں کو صابن سے دھونا

استنجاء کے بعد ہاتھوں کو صابن سے دھونا بہتر اور افضل ہے، رسول اللہ ﷺ استنجاء کے بعد ہاتھوں کو زمین پر رگڑتے اور ہاتھ صاف فرماتے، اس زمانے میں فلش سسٹم رائج ہے، مٹی دستیاب نہیں ہوتی اسلئے صابن اس کا متبادل ہے۔

فی سنن النسائی (ص۱/۱۹ باب دلک الیدبالارض بعدالاستنجاء)عن جریربن عبداللہؓ قال کنت مع النبی ﷺ فأتی الخلاء فقضی الحاجۃ ثم قال یاجریرھات طھورافأتیتہ بالماء فاستنجی بالماء وقال بیدہ فدلک بھاالارض.(ومثلہ فی سنن ابن ماجہ ص۳۰)

جدید فلش سسٹم اور سینٹری بیت الخلاؤں میں قضاء حاجت اور استنجاء کرنے کے چند آداب

☆جب انسان قضائے حاجت کے لئے بیت الخلاء میں جائے اور پیشاب

پاخانہ سے فارغ ہوتو اسے چاہئے کہ مٹی کے ڈھیلوں سے پیشاب کے بقیہ قطروں کو خشک کرلے پھر تین ڈھیلوں سے پاخانہ صاف کرے،اگر مٹی کے ڈھیلے میسر نہ ہوں تو ٹائلٹ پیپر استعمال کیا جاسکتا ہے،مردوں کے لئے پیشاب کے بقیہ قطروں کو اچھی طرح صاف کرنا ضروری ہے ،آج کل تو تانبے اور لوہے کے نل ٹپکتے ہیں ،انسان تو پھر بھی گوشت پوست کا بنا ہوا ہے،تاہم اس میں اتنا غلو بھی نہ کرے کہ وہم کا مریض بن جائے،اس کے بعد پانی کے ساتھ پیشاب پاخانے کی جگہ کو تین مرتبہ دھوئے،اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے ناپاکی کی جگہ پر پانی بہائے اور ہاتھ سے ملے پھر ہاتھ کو پاک کرے پھر دوسری مرتبہ ناپاکی کی جگہ پر پانی بہائے اور ہاتھ سے ملے،پھر دوبارہ ہاتھ کو صاف کرے پھر تیسری مرتبہ ناپاکی کی جگہ پر پانی بہائے اور ہاتھ سے ملے حتی کہ نجاست دھلنے کا یقین ہوجائے پھر تیسری مرتبہ ہاتھ کو پاک کرے،بعض لوگ استنجاء سے فراغت پر ہاتھوں کو مٹی یا صابن سے دھو لیتے ہیں طمانیت قلب حاصل کرنے کے لئے یہ اچھی عادت ہے۔

☆بعض جگہوں پر بیت الخلاء میں ایسے جوتے رکھے جاتے ہیں جو پانی کو اپنے اندر جذب کرلیتے ہیں ،ایسے جوتوں کا پاک رکھنا انتہائی مشکل ہوتا ہے،اگر اس پر پیشاب کے چھینٹیں پڑ جائیں تو بھلا کیسے پاک کریں؟جوتے ایسے میٹیریل کے بنے ہوں جو پانی جذب نہ کریں اور فقط پانی بہانے سے ان کے ساتھ لگی ہوئی ناپاکی دھل جائے ،مزید برآں جوتے کا تلوہ موٹا ہونا چاہئے تا کہ فرش کا پانی پاؤں کو نہ لگے،پتلے تلوے والی چپلیں پاؤں جلدی ناپاک ہونے کا ذریعہ بنتی ہیں،تاہم اپنی تسلی کے لئے جوتوں کو وقتاً فوقتاً پاک کرتے رہنا ضروری ہے۔

☆بعض جگہوں پر بیت الخلاء میں قالین بچھادئے جاتے ہیں،ایسے قالین کے اوپر تولئے بچھا دینے چاہئیں تا کہ انہیں دوسرے تیسرے دن دھوتے رہیں،مستورات کو چاہئے کہ ایسے تولئے کے دو سیٹ خریدیں تا کہ ایک استعمال ہوتو دوسرا دھویا جاسکے،اگر کئی کئی ہفتے ایسے تولیہ کو پاک نہ کیا جائے تو ناپاکی کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔

☆جن جگہوں پر بیت الخلاء میں نیچا کموڈ(پاؤں کے بل بیٹھنے والی سیٹ)لگا ہو وہاں پیشاب کرتے وقت اس بات کا بہت خیال رکھنا چاہئے کہ پاؤں کے

اندرونی ٹخنے والی سائڈ پر پیشاب کے قطرے کموڈ سے منعکس ہوکر نہ لگیں،اس بارے میں احتیاط نہ کی جائے تو پاؤں جلدی ناپاک ہوجاتے ہیں ،مرد حضرات کو چاہئے کہ اس طرح پیشاب نہ کریں کہ باریک باریک قطرے منعکس ہوکر جسم کو ناپاک کردیں ،اسی طرح استنجاء کرتے ہوئے اگر پانی کے قطرے پاؤ ں پر پڑجائیں تو انہیں پانی سے دھوکر پاک کرلینا ضروری ہے۔

☆اگر کموڈ اونچا ہو تو اس میں پانی عموماً جمع رہتا ہے،اس پر بیٹھنے کے دو طریقے ہیں۔

(۱) دیواروں پر پاؤں رکھ کر بیٹھا جائے ،اس میں بچوں کے لئے مشکل نہیں ہوتی مگر سن رسیدہ لوگوں کے لئے گرنے کا خطرہ ہوتا ہے ،یا پھر وزنی آدمی کی وجہ سے کموڈ کے ٹوٹنے کا خطرہ ہوتا ہے،لہذا چوٹ لگنے کا ڈر ہوتا ہے۔

(۲) کموڈ پر اس طرح بیٹھیں کہ جس طرح کرسی پر بیٹھتے ہیں،مگر اس بات کا خیال رکھیں کہ کموڈ کے بیٹھنے کی جگہ پاک ہو،اگر وہ جگہ گیلی ہو تو پہلے ٹائلٹ پیپر سے اسے اچھی طرح خشک کرلینا ضروری ہے،ایسے کموڈ میں نجاست پانی میں گرتی ہے ،لہذا اس بات کرخطرہ رہتا ہے کہ نیچے سے پانی منعکس ہوکر جسم پر نہ پڑے،اس سے بچنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ فراغت سے پہلے مناسب مقدار میں ٹائلٹ پیپر پانی کی سطح پر ڈال دیئے جائیں۔

ایسے کموڈ میں فراغت کے بعد ٹائلٹ پیپر سے جسم کی نجاست کو اچھی طرح صاف کرلیا جائے پھر کھڑے ہوجائیں اور ٹینکی کا بٹن دبا کر پانی بہادیا جائے تاکہ نجاست بہہ جائے ،اور نیا پانی اس جگہ آجائے ،اس کے بعد استنجاء پانی سے کیا جائے ،پانی گراتے ہوئے اس بات کا خیال رکھیں کہ پانی کموڈ کے بیٹھنے کے جگہ پر نہ گرے۔

☆یورپی ممالک میں ائرپورٹ وغیرہ یا ہوائی جہاز کے بیت الخلاء میں پانی اور لوٹے کا بندوبست نہیں ہوتا،ایسی صورت حال میں پانی کی پلاسٹک کی بوتل کا اپنے پاس رکھنا ضروری ہوتا ہے،اگر کوشش کے باوجود ایسی بوتل نہ ملے تو نجاست کو ٹائلٹ پیپر سے اس

طرح صاف کرلیں کہ وہ جسم پر نہ پھیلے اوراچھی طرح صاف ہوجائے پس اگرٹائلٹ پیپرپیشاب پاخانہ کی جگہ لگانے پر بھی خشک رہے توسمجھیں کہ صفائی ہوگئی ہے اورواجب اداہوگیاہے ،وضوکر کے نمازادا کی جاسکتی ہے،بعض لوگ ٹائٹ پیپرگیلاکر کے نجاست کے مقام پرپھیرلیتے ہیں اورسمجھتے ہیں کہ استنجاء ہوگیاحالانکہ اس طرح نجاست پھیل کرجسم کے زیادہ حصے کوناپاک کردیتی ہے بلکہ کپڑے بھی ناپاک ہوجاتے ہیں ،اصول یادرکھیں کہ اول تووافرمقدارمیں پانی بہاکراستنجاء کریں ،اگراتناپانی موجودنہ ہاتوفقط ٹائلٹ پیپرکوگیلاکرلینے سے ناپاکی صاف نہیں ہوتی بلکہ جسم کے زیادہ ناپاک ہونے کے امکانات ہوتے ہیں، ایسی صورت میں نجاست کوٹائلٹ پیپرسے صاف کرلیناکافی ہوتا ہے ،آج کل مسافرحضرات اپنے سامان میں پانی کی بوتل اپنے ساتھ رکھیں توبہت کام آتی ہے۔......

☆گھروں کے بیت الخلاء میں پاک پانی سے بھری ہوئی بالٹی کاموجودرہناضروری ہے،بعض مرتبہ آدمی قضائے حاجت سے فارغ ہوکرپانی کانل کھولتاہےتوپتہ چلتاہے کہ پانی موجودنہیں ہے،اس لئے جیب میں ٹائلٹ پیپرکی مناسب مقدارکاہروقت رکھنااچھی عادت ہے۔

☆بعض جگہوں پربیت الخلاء میں استنجاء کے لئے پانی کے پلاسٹک پائپ لگے ہوتے ہیں ،اگرایسے پائپ کاکچھ حصہ زمین پررکھاہوتوعموماًناپاک ہوتاہے،ایسے پائپ کواستعمال کے بعدفوراًدیوارپرلٹکادیناچاہئے،زمین پرہرگزنہیں رکھناچاہئے ورنہ اسے بھی پاک کرناپڑے گا۔

بعض مرتبہ یہ بات تجربہ میں آئی ہے کہ نل میں اتناپریشرہوتاہے کہ پائپ کی ٹونٹی کوذراسابھی کھولیں توپانی وافرمقدارمیں جسم پرگرتاہے ،اس میں ناپاکی کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔

☆اگراونچے کموڈکے استعمال کاتجربہ نہ ہویاپانی کے پائپ کے پریشرسے جسم پرپانی پھیلنے کے امکانات ہوں توبہترہوتاہے کہ فقط ٹائلٹ پیپراستعمال کیاجائے پھرباتھ روم میں جاکرغسل کرلیاجائے تاکہ طہارت کایقین حاصل ہو۔......

☆بعض لوگ بیت الخلاء میں ننگے پاؤں چلے جاتے ہیں اور گیلے پاؤں لیکر باہر فرش پر آجاتے ہیں،ان بے چاروں کو پاکی اور ناپاکی کے فرق کا پتہ نہیں ہوتا،پھر انہی پاؤں سے مصلے پر آ کھڑے ہوجاتے ہیں،خودتو کیا پاک ہونا تھا الٹا مصلے کو بھی ناپاک کردیتے ہیں،بعض لوگ وضوخانے کے گیلے جوتے استعمال کرتے ہیں،بہتر ہے ایسے جوتوں کو پاک کیا جائے ورنہ عموماً ایسے جوتے ناپاک ہوتے ہیں۔

☆ جب بیت الخلاء میں استنجاء سے یا غسل سے فراغت حاصل کریں تو جسم کے گیلے حصے کو تولیئے وغیرہ سے اچھی طرح صاف کرلیں ،اگر گیلے ہاتھوں سے دروازے کا ہینڈل پکڑیں گے تو ہاتھ ناپاک ہوجانے کا خطرہ ہوتا ہے،عموماً دیکھا گیا ہے کہ گھر کی خادمائیں جب بیت الخلاء دھوتی ہیں تو گیلے ہاتھوں سے دروازے کے ہینڈل پکڑ لیتی ہیں،ایسی صورت حال میں ہینڈل ناپاک ہوجاتے ہیں،ایسے ہینڈل کو خشک ہاتھ سے پکڑنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر گیلے ہاتھ سے پکڑ لیا جائے تو ہینڈل کی ناپاکی ہاتھ کو بھی ناپاک کردے گی ۔(نماز کے اسرار ورموز ص ۲۵ تا ۳۰)

الباب الخامس فی السواک

(مسواک کے جدید مسائل)

ٹوتھ پیسٹ (tooth paste) برش وغیرہ سے سنتِ مسواک کی ادائیگی

ٹوتھ پیسٹ، برش اور منجن وغیرہ سے سنت مسواک کی ادائیگی ہو جائیگی؟

سو اگر بنظرِ غائر دیکھا جائے تو مسواک کے دو پہلو ہیں، ان کو الگ الگ حیثیت سے دیکھنا چاہئے۔(۱) آلۃ السواک :یعنی مسواک کرنے کا آلہ، جس کا استعمال رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔اس آلے کی خصوصیات یہ ہیں

(۱)لکڑی کا آلہ ہو، خاص طور پر زیتون، پیلو اور نیم کی لکڑی سے بنا ہو۔

(۲) شروع سے ایک بالشت ہو، اس سے کم بنانا خلاف استحباب ہے۔

ہاں اگر استعمال کے بعد کم ہو جائے تو مضائقہ نہیں، ایک بالشت سے زیادہ ہونانا پسندیدہ ہے۔مسواک نرم اور برابر ہو،اس میں گرہ نہ ہو،موٹائی ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے زیادہ نہ ہو، البتہ ایسے مستحبات عموماً سہولت کیلئے ہوتے ہیں۔ انہیں شرعی حکم سمجھنا درست نہیں، برش اور ٹوتھ پیسٹ وغیرہ سے یہ سنت حاصل نہیں ہوتی۔احادیث میں مسواک کے جو فضائل وارد ہوئے ہیں، وہ بھی حاصل نہ ہونگے۔

(۲) مقصد السواک: یعنی مسواک کرنے کا مقصد اور مطلوب، اور ظاہر ہے کہ اس کا مقصود نظافت ،طہارت، صفائی اور ستھرائی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اتنی دیر تک مسواک نہ کرنا کہ منہ میں بدبو پیدا ہوجائے مکروہ ہے ۔ برش، ٹوتھ پیسٹ وغیرہ سے یہ مقصد حاصل ہوجاتا ہے۔ بلکہ یہ اختیاری چیز ہے،اس میں ایسے مواد بھی شامل کئے جاسکتے

ہیں جو منہ کی نظافت کو دیر پا رکھ سکیں۔ تاہم معاصر معالجین اور ڈاکٹرز بھی اس کے قائل ہیں، کہ دانتوں اور مسوڑھوں کیلئے جس قدر فائدہ مند مسنون مسواک ہے، اتنی کوئی اور چیز نہیں۔

اسی مقصد کے پیش نظر فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ اگر مسنون مسواک دستیاب نہ ہو تو کپڑا اور انگلی وغیرہ دانتوں پر رگڑ لینا چاہئے اور یہ حکم بھی احادیث سے ثابت ہے۔

فی مجمع الزوائد(۱/۱ ۹) عائشةؓ قلت یا رسول اللّٰہ الرجل یذھب فوہ یستاک ؟ قال نعم ،قلت کیف یصنع ؟ قال ید خل اصبعه فی فیه فیدلکه، للاوسط بضعف،عن انسؓ مرفوعاً:تجزی من الاصابع رواہ الداقطنی والبیهقی وغیرهما.

(السنن الکبری للبیهقی،ص ۴۰، ج ۱، باب الاستیاک بالاصابع.

و فی فقه السنة(۴۲/۱) باب سنن الوضوء: خیر ما یستاک به عود الآراک الذی یؤ تی به من الحجاز لأن من خواصه وان کانت السنة تحصل بکل مایزیل صفرة الاسنان وینظف الفم کالفرشة ونحوها.

پیلوٹوتھ پیسٹ کا حکم

بعض طبی اداروں نے ان درختوں سے ٹوتھ پیسٹ بنائے ہیں، جن سے مسواک بنائے جاتے ہیں، جیسے پیلو کا درخت، چنانچہ ہمدرد کا پیلو کے درخت سے بنایا ہوا ''ہمدرد پیلوٹوتھ پیسٹ'' مشہور ہے، شرعاً اس کا بھی وہی حکم ہے جو عام ٹوتھ پیسٹوں کا ہے یعنی طہارت ونظافت کا مقصد تو اس سے بھی حاصل ہوجائے گا لیکن مسواک کی سنت ادا نہ ہوگی، اس کے لئے خود پیلو درخت کی بنی ہوئی مسواک استعمال کرنا ضروری ہے۔

ٹوتھ پیسٹ وغیرہ کے استعمال کو معیوب سمجھنا درست نہیں

بعض دیندار لوگ ٹوتھ پیسٹ برش، منجن وغیرہ کے استعمال کو معیوب اور برا تصور کرتے ہیں، یہ ٹھیک نہیں ہے، پہلے زمانے میں سادہ غذائیں ہوتی تھیں اور لکڑی کی مسواک سے منہ کی صفائی بآسانی ہوجاتی تھی لیکن اس زمانے میں غذائیں مرغن، روغن دار اور مصالحہ سے بھری ہوتی ہیں، اس لئے صرف مسواک سے مکمل صفائی نہیں ہو پاتی، ٹوتھ پیسٹ وغیرہ کے استعمال کی ضرورت پڑتی ہے۔

عورت کیلئے مسواک کرنا

مسواک جیسے مرد کیلئے سنت ہے، عورت کیلئے بھی سنت ہے۔ لیکن اگر عورت کے مسوڑھے مسواک کے متحمل نہ ہوں، تو اس کیلئے دنداسہ کا استعمال بھی مسواک کے قائم مقام ہے۔ جبکہ مسواک کی نیت سے اس کا استعمال کرے۔

(آپ کے مسائل، ص۳۴، ج۱)



الباب السادس فی التیمم

(تیمم کے جدید مسائل)

ٹرین کی دیواروں پر تیمم

ٹرین ،بس وغیرہ کی دیواریں عموماً لکڑی ، لوہے یاپلاسٹک کی ہوتی ہیں ،ان پرتیمم کرنا درست نہیں البتہ عموماً سفر کے دوران ان پر گردوغبار پڑ جاتا ہے اورامام ابوحنیفہؒ کے یہاں گردوغبار پر بھی تیمم کیاجاسکتا ہے۔لہذا ٹرین ، بس وغیرہ کی دیواروں اورسیٹوں پراس طرح گردوغبار ہوتو اس پرتیمم کیاجاسکتا ہے۔اوراگر اس طرح گردوغبار نہ ہوتو تیمم صحیح نہیں ہوگا۔

فی الهندیة (١/٣٣) باب التیمم ، ویجوز التیمم عندابی حنیفة ومحمدؒ بکل ماکان بجنس الارض من التراب والرمل والحجروالجص وکذایجوزبالغبار۔جدید فقہی مسائل (ص٣٠)

ریل اور موٹر میں تیمّم کرنے کا حکم

احسن الفتاویٰ (٥٥/٢) میں ہے۔

سوال: ریل یاموٹر میں نماز قضاہونے کا ڈرہوتو تیمم کرناجائز ہے یانہیں ؟ریل کے تختہ پر یاموٹر کی لوہے کی چادر پر تیمم جائز ہوگایانہیں؟ جبکہ موٹروالا کہنے سے نہ روکے؟

الجواب: ریل گاڑی اورموٹر میں تیمم سے نماز کی صحت کیلئے مندرجہ ذیل شرائط ہیں ۔

(۱) ریل گاڑی کے دوسرے کسی ڈبے میں بھی پانی نہ ہو۔

(۲) راستہ میں ایک میل شرعی (۸۳ء۱کلو میٹر) کے اندر کہیں پانی کے وجود کا علم نہ ہو۔

(۳) اگر ریل گاڑی یا موٹر کے تختے پر اتنا غبار ہو کہ بخوبی ہاتھ کو لگے تو اس پر تیمم کرے۔

(۴) کھڑے ہو کر نماز پڑھے۔

(۵) قبلہ رخ پڑھے، قبلہ معلوم نہ ہو تو غور کے بعد جدھر دل شہادت دے اس طرف رخ کرے، ان میں سے کسی ایک شرط پر قدرت نہ ہو تو جیسے بھی ممکن ہو پڑھ لے مگر بعد میں قضاء کرے۔ انتھی

وضاحت: پہلی شرط میں یہ تفصیل ہے کہ دوسرے ڈبے میں پانی بالکل نہ ہو یا پانی موجود ہو لیکن وہ استعمال پر قادر نہ ہو تو تیمّم کرسکتا ہے۔ بسا اوقات دوسرے ڈبے کے پانی کے بارے علم نہیں ہوسکتا اور اگر علم ہو جائے کہ پانی موجود ہے لیکن وہاں جانا ممکن نہیں ہوتا اور گاڑی بھی کھڑی نہیں ہوتی اور نہ ایک دو کے کہنے پر کھڑی کیجاتی ہے اور نہ ہی اس حالت میں کھڑی کرنے کا مطالبہ درست ہے، ایسی صورت میں بھی تیمم درست ہوگا۔

﴿ریاض محمد غفرلہ الصمد﴾

انگوٹھی پہنی ہو تو تیمّم کا حکم

تیمم میں چونکہ کہنیوں سمیت پورے ہاتھ پر ضرب لگائی جاتی ہے۔ اسلئے اگر انگوٹھی پہنی ہو تو اسے ہلا کر اس کے نیچے والی جگہ پر ہاتھ پھیرنا ضروری ہے، انگوٹھی پر ہاتھ پھیر لینا کافی نہیں ہے۔

فی الدر (۱/۲۳۷) باب التیمم، مستوعبا وجهه حتی لو ترک شعرة او وترة منخره لم یجز ویدیه فینزع الخاتم والسوار اویحرک،

وفی الشامیة، لکن التقید بالضیق یفهم انه لو کان واسعا لا یلزم تحریکه

والظا هرانه يقال فيه ما سند كر ه في التخليل،وقاله بعد صفحة، اقو ل:والظاهران ماتحت الخاتم الواسع ان اصابه الغبار لا يلزم تحريكه والالزم كا لتخليل المذكور.

وکذافی خیر الفتاوی (۱۲۵/۲)

گھڑی کے ساتھ تیمّم کاحکم

مذکورہ حکم گھڑی کا بھی ہے ،چنانچہ اس کے نیچے کھال پرضرب ضروری ہے ،اگرگھڑی تنگ ہوتو اسے اتار دینا ضروری ہے ،اسے اتارے بغیر تیمّم نہ ہوگا۔

بھٹہ میں پکی ہوئی اینٹ پر تیمّم کرنا جائز ہے

جو اینٹ بھٹہ میں پکا دی جاتی ہے،اس پر تیمّم کرنا درست ہے ۔کیونکہ اگر اس پر غبار ہوتو وجہ ظاہر ہے اور اگر غبار نہ ہوتو بھی وہ زمین کے اجزاء اور اس کی جنس سے ہے۔

فی الكبيرى (ص ۷۵) واما التيمّم بالآجر فعند ابى حنيفة رحمه اللّٰه يجوز مطلقا دق اولا لانه من اجزاء الارض وان شوى وتصلب بمنزلة النورة......الخ

وفی ا لشامية(۲۳۹/۱) الفارق بين جنس الارض وغيره ان كل مايحترق بالنار......الخ.

نمک پر تیمّم کرنے کاحکم

نمک دوقسم کاہوتا ہے۔

(۱) پہاڑی نمک
(۲) سمندری نمک

پہاڑی نمک زمین کے اجزاء میں سے ہے اسلئے اس پر تیمم کرنا درست ہے البتہ یہ حلال طیب رزق ہے بلاضرورت اس پر تیمم آداب کے خلاف ہے۔ اگرضرورت ہوتو بلاکراہت درست ہے مثلاً جولوگ نمک کی کان میں کام کرتے ہیں اگرارد گرد پانی اور مٹی دستیاب نہ ہوتو نمک پر تیمم کرسکتے ہیں۔

اور سمندری نمک جوکہ سمندر کے پانی اور جھاگ سے بنایا جاتا ہے وہ زمین کے اجزاء میں سے نہیں اسلئے اس پر تیمم جائز نہیں ہے۔

فی الحلبی الکبیر(ص ٧٦)باب التیمم،ولوتیمم بالملح نظران کان مائیاًای کان ماءً فجمدلایجوزلانه لیس من اجزاء الارض وان کان جبلیاً ای معدنیاًوهومااستحال ملحا من اجزاء الارض یجوزبه التیمم لانه من جنس الارض.

کوئلہ پر تیمم کرنے کا حکم

کوئلہ دوقسم کا ہوتا ہے۔
(۱) جبلی کوئلہ یعنی وہ کوئلہ جو پہاڑ اور کان سے نکالا جاتا ہے۔
(۲) ایندھن کوئلہ یعنی جولکڑی جلاکر بنایا جاتا ہے۔

جبلی کوئلہ پتھر کے حکم میں ہے اور جنس الارض میں شمار ہوتا ہے اس لئے اس پر اوراس کی راکھ پر تیمم درست ہے اور ایندھن کوئلہ اوراس کی راکھ پر تیمم درست نہیں کیونکہ وہ جنس الارض سے نہیں اگرچہ پاک وطاہر ہے۔

حضرت اقدس مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ فتاوی خلیلیہ (۷۵/۱) کتاب **الطهارة ،باب التیمم** میں فرماتے ہیں۔

بندہ کے نزدیک جبلی کوئلہ اور اس کی راکھ پر تیمم کرنا جائز ہے کیونکہ ان کا حکم حجر کا ہوگا۔

فی الدر المختار(۱/۲۴۰) کتاب الطهارة ، باب التيمم، ومترمد بالاحتراق الارماد الحجر فيجوز كحجر مدقوق اومغسول اه

الباب السابع فی المسح

(مسح کے جدید مسائل)

مصنوعی اورانسانی بالوں کی ٹوپی اور اس پرمسح کا حکم

جن لوگوں کے سر پر بال نہیں ہوتے وہ مصنوعی بال(وگ)یاانسانی یاکسی جانور کے بالوں کی ٹوپی بنا کر سر پر رکھتے ہیں یا سر کے ساتھ منسلک سلائی کردیتے ہیں جس کی بناء پر یہ معلوم نہیں ہوسکتا کہ نقلی بال ہیں یا اصلی ہیں۔

ان کے بارے تین مسائل قابلِ تحقیق ہیں

(ا)ایسے بال لگانے کی شرعی حیثیت

(۲)ان پر مسح کرنا

(۳)ان کے ساتھ نماز پڑھنا۔

مصنوعی بال(وگ)لگانے کی شرعی حیثیت

ان کے لگانے کا حکم یہ ہے کہ اس کے دوطریقے مروج ہیں۔

(ا)بالوں کی پیوندکاری(hair transplantation)

اوراس کے عقلاً دوطریقے ممکن ہیں:

(الف)کسی دوسری جگہ سے بال کو جڑ سمیت نکال کر سر کی کھال میں گاڑدیا جائے یعنی (implant) کردیا جائے،اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اپنے ہی جسم کے

بال ہوں تو اس کی شرعاً گنجائش ہے، اور اگر کسی دوسرے شخص سے بال حاصل کئے جائیں تو یہ جائز نہیں ہے دوسرا شخص خواہ مسلمان ہو یا کافر، کیونکہ ایک شخص کے بال دوسرے شخص کے لگانا جائز نہیں، انسان اپنے تمام اجزاء کے ساتھ مکرم اور قابل تعظیم ہے، بال اس کے اجزاء ہیں ،دوسرے شخص کا انہیں لگانا اور استعمال کرنا احترام انسانیت کے منافی ہے اور اگر عوض میں خریدے ہوں تو یہ دوسری خرابی ہوئی۔

(ب) کسی دوسری جگہ سے بال سمیت کھال اتار کر سر کی کھال کو کھرچ کر اس کے ساتھ لگادی جائے ۔اس کے حکم میں بھی یہ تفصیل ہے کہ اگر اپنے ہی جسم کی کھال ہو تو جائز ہے اور اگر دوسرے کے جسم کی کھال ہو تو جائز نہیں ہے جس کی وجہ آ چکی ہے۔

(۲)hiar by hair process اس طریقہ میں ایک مصنوعی جھلی یا جلد میں انسانی بال قدرتی انداز سے پیوستہ کر دیئے جاتے ہیں ،اس وجہ سے بالوں کا کوئی بھی سٹائل بنایا جاسکتا ہے، اس مصنوعی جھلی یا جلد میں مسام (pores) بھی بنے ہوتے ہیں، جن کے راستے سے پسینے اور پانی کا اخراج ہوتا ہے، سر پر موجود اصل بالوں کو ایک خاص مطلوبہ حد تک کتر دیا جاتا ہے، پھر اس جھلی کو ایک خاص محلول (liquid) کے ذریعہ سر کے اصل بالوں کے ساتھ ان کی جڑوں تک جوڑ دیا جاتا ہے، یہ(liquid) واٹر پروف ہوتا ہے یعنی پانی کو جذب نہیں کرتا اور اصل بالوں تک پانی پہنچنے سے روکتا ہے، جھلی لگانے کے بعد دو مہینے بڑی آسانی سے نکل جاتے ہیں جب تک کہ نیچے بال بڑھ نہ جائیں، جب بال نیچے سے بڑھ جاتے ہیں تو جھلی اتار کر سر پر موجود اصل بالوں کو مطلوبہ حد تک کتر کر جھلی کو دوبارہ چپکا دیتے ہیں۔شریعت کی رو سے یہ طریقہ مختلف وجوہات کی بناپر ناجائز ہے۔

ا۔کسی دوسرے انسان کے بالوں کو استعمال کیا جاتا ہے، اور وہ بھی عموماً کسی خاتون کے ہوتے ہیں جو بیوٹی۔ پارلرز میں کاٹ کر چھوڑ دیتی ہے، اور ایسے بال اکثر وبیشتر امپورٹڈ ہوتے ہیں ۔

۲۔انسانی بالوں کی خرید وفروخت ہوتی ہے۔

۳۔ایسے بالوں کے ساتھ وضو اور غسل کا فریضہ بھی ادا نہیں ہوتا جس کی تفصیل

آیا چاہتی ہے۔

اس کے علاوہ کچھ عام سادہ طریقے بھی زمانہ قدیم سے مروج ہیں مثلاً کسی جانور کے بال، دھاگہ اور کپڑا وغیرہ جیسے ربن، چوٹی اپنے بالوں میں لگانا، شرعاً یہ جائز ہیں۔

غسل اور مسح کا حکم

ان پر مسح کرنے کا حکم یہ ہے کہ ایسے بال کئی طرح لگائے جاتے ہیں:

(۱) ٹوپی بنائی ہو

(۲) ویسے سر پر عارضی طور پر منسلک کر کے سلا دیئے ہوں۔

ان دو صورتوں کا حکم یہ ہے کہ ان پر مسح کرنا کافی نہیں ہے، انہیں اتار کر اصل بالوں یا انسانی کھال پر مسح کرنا ضروری ہے، اسی طرح غسل میں بھی اصل بالوں کو دھونا ضروری ہے۔

(۳) پیوندکاری کیے گئے بال اور وہ بال جو سرجری کے ذریعہ سر پر پختہ اور مضبوط پیوستہ کردیئے جاتے ہیں، ماہرین کا دعوی ہے کہ وہ اصل بالوں کی طرح سر میں پیوستہ ہوجاتے ہیں اور باقاعدہ بڑھتے اور اگتے بھی ہیں۔ان کا حکم اصل بالوں والا ہوگا اور ان پر مسح کافی ہوگا، ان کو اتارنے میں مشکل اور تکلیف ہے لہذا انہیں اتار کر اصل بالوں یا کھال پر مسح کرنا ضروری نہیں ہے، اسی طرح غسل میں ان کا دھو لینا کافی ہے، نیز یہ کھال تک پانی پہنچنے سے مانع نہیں، اس لئے غسل بہرصورت درست ہے۔

(۴) hiar by hair process اس طریقہ میں (liquid) کی وجہ سے جھلی کے نیچے اصل بالوں تک پانی نہیں پہنچتا اس لئے وضو اور غسل ادا نہ ہوگا۔اور مسح بھی ادا نہ ہوگا کیونکہ اگر پورے سر پر جھلی لگی ہو تو وضو میں سر کے مسح کا فرض ادا نہیں ہوگا، اور اگر چوتھائی سر کی مقدار کے برابر سر پر جھلی نہ لگی ہو تو اگرچہ اس پر مسح کا فرض ادا ہوجائے گا لیکن مسح کی سنت جو کہ پورے سر کا مسح کرنا ہے ادا نہ ہوگی اور اس سے مستقل محرومی رہے گی۔مریض ومعالج کے اسلامی احکام (ص۳۳۲) مع زیادۃ۔

فی صحیح البخاری (۸۷۸/۲)باب الوصل فی الشعر،عن عائشة رضی اللہ تعالی عنہاان رسول اللہ ﷺلعن الواصلة والمستوصلة.

وفی سنن ابی داؤد(۲ /۵۷۴)باب فی صفة الشعر،عن سعیدبن جبیرقال لاباس بالتواصل.

فی الهداية (۳ /۵۸)ولایجوزبیع شعور الانسان ولاالانتفاع به لان الآدمی مکرم لامبتذل فلایجوز ان یکون شیء من اجزاء ہ مهانامبتذلاوقدقال علیه السلام لعن اللہ الواصلةوالمستوصلة الحدیث وانمایرخص فیمایتخذمن الوبرفیزیدفی قرون النساء وذوائبهن.

وفی الهندية (۳۵۸/۵)کتاب الکراهية،الباب التاسع عشر،وصل الشعربشعرالآدمی حرام سواء کان شعرهااوشعرغیرهاکذافی الاختیارشرح المختارولاباس للمرأة ان تجعل فی قرونهاوذوائبهاشیئاًمن الوبر کذافی قاضی خان.

ان کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم

جہاں تک ان بالوں کے ساتھ نماز پڑھنے کا تعلق ہے تو جن صورتوں میں مسح وضواور غسل صحیح ہے ان میں نماز بہرصورت ہوجائے گی ، خواہ انسانی بال ہوں یا مصنوعی یا خنزیر کے علاوہ کسی حیوان کے،کیونکہ یہ بال پاک اورطاہرہیں بشرطیکہ کوئی عارضی اورظاہری نجاست نہ لگی ہو۔

پلاسٹک کے موزے پر جراب ہوتو مسح جائز نہیں

احسن الفتاویٰ (۶۵/۲)میں ہے۔

سوال:اگر پلاسٹک کا موزہ بنوالیاجائے اوراس کے اوپر سوتی جراب پہن

لیا جائے تو اس پر مسح جائز ہوگا یا نہیں ؟

الجواب :اگر پلاسٹک کو جراب کے ساتھ سی لیا جائے تو اس پر مسح جائز ہے، اس کو مبطن کہا جاتا ہے۔

ان ماکان رقیقامنھا (ای من الجلد الرقیق)لایجوزالمسح علیه اتفاقاالاان یکون مجلدااو منعلااو مبطنا(شرح المنیۃص ۱۲۱)

بدون سلائی کے جراب پر مسح جائز نہیں ،اس لئے کہ مسح چرمی موزہ پر مشروع ہے اور جراب پر مسح کرنے سے موزے پر مسح محقق نہیں ہوتا،بخلاف مبطن کے کہ اس میں کپڑااور چمڑا سلائی کے ذریعہ ایک ہوجاتے ہیں ،اس لئے اس پر مسح جائز ہے۔

پلستر پر مسح کرنے کا حکم

اگر کسی نے زخم یا پھنسی پر پلستر لگایا ہو تو کیا غسل اور وضو کرتے وقت اسے اتارنا ضروری ہے یا اس پر مسح کرلینا کافی ہے؟ اس میں تفصیل یہ ہے کہ چند صورتوں میں اس پر مسح کرنا جائز ہے۔

(۱) پلستر اتارنا تکلیف دہ ہو۔

(۲) یا اس کا کھولنا زخم کیلئے مضر ہو۔

(۳) یا اس کا کھولنا تو آسان ہے،لیکن پلستر یا اس پر لگائی گئی دوائی عام مروجہ قیمت سے زیادہ ملے گی۔

(۴) یا عام قیمت پر ملے گی ،لیکن آدمی تنگدست ہے،خریدنے کی طاقت نہیں رکھتا تو ان تمام صورتوں میں پلستر پر مسح کرنا جائز ہے،اور وہ پلستر جبیرہ کے حکم میں ہے۔

دو صورتوں میں پلستر کو اتارنا ضروری ہے۔

(۱) پلستر اتارنے میں کوئی تکلیف نہیں اور زخم پر مسح بھی کیا جاسکتا ہے۔تو پلستر اتار کر زخم کے اردگرد جگہ کو دھونا اور زخم کا مسح ضروری ہے۔

(۲) پلستر اتارنے میں تکلیف نہیں لیکن زخم پر مسح نہیں کیا جاسکتا تو اس صورت میں پہلے پلستر کو اتار کر ارد گرد جگہ کو دھویا جائے، پھر زخم پر پلستر لگا کر اس پر مسح کر دیا جائے۔ خلاصہ یہ کہ پلستر پر مسح کا جواز طے نہیں، مذکورہ تفصیل کے مطابق زخم، پلستر اور انسان کی حالت کے مطابق فیصلہ ہوگا۔

(ماخذہ: احسن الفتاویٰ (۶۲/۲) و (خیر الفتاوی (۱۲۸/۲)

پھایہ (سنی پلاسٹ) پر مسح کا حکم

احسن الفتاویٰ (۶۴/۲) میں ہے:

سوال: زید کے منہ پر پھنسی یعنی زخم ہے، اس پر انگریزی مرہم کا پھایہ لگایا ہوا ہے، اب اس کو ہٹا کر وضو کرے یا پھایہ کے اوپر سے پانی بہادے، پھایہ کو ہٹانے میں تکلیف ہوگی، یعنی سختی سے کھال پر چمٹ گیا ہے۔

الجواب باسم ملهم الصواب:

اگر زخم کو پانی نقصان کرتا ہو یا پھایہ ہٹانے میں تکلیف ہو تو پھایہ ہٹائے بغیر اس پر مسح کرے۔

قال فی التنویر وحکم مسح جبیرةً وخرقة قرحة وموضع فصد ونحو ذلک کغسل ماتحتها. ردالمحتار (۱/۲۵۷)

موزے کا چین کھل جائے تو مسح کا حکم

اس زمانے میں چمڑے کے موزوں میں عموماً چین لگے ہوتے ہیں، موزے اتارنے ہوں تو چین کو نیچے تک کھینچ لیا جاتا ہے اور اگر پہننے ہوں تو موزوں میں پاؤں داخل کرنے کے بعد چین کو اوپر کھینچ لیا جاتا ہے، بعض موزوں میں چین کے اوپر بھی بٹن ہوتا ہے اسے بند کر دیا جاتا ہے۔

یہاں دو مسائل قابل تحقیق ہیں۔

(۱) ابتداءً موزوں پر جوازِ مسح کی ایک شرط یہ ہے کہ ان میں اتنی پھٹن نہ ہو جس سے پاؤں کی تین انگلیاں ظاہر ہوتی ہوں، کیا چین کا محل اس ''خرق مانع'' کے زمرے میں آتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ چین اور اس کا محل ''خرق مانع'' کے زمرے میں نہیں آتا، خرق مانع وہ ہوتا ہے جو موزے پہننے کے بعد بھی موجود ہو اور اس سے پاؤں کی تین انگلیاں ظاہر ہوتی ہوں جبکہ یہاں موزہ پہننے کے بعد چین اوپر کرلیا جاتا ہے اور ''خرق'' ختم ہو جاتا ہے، نیز خرق کے معنی ہیں ''پھاڑنا'' یہ موزے میں عیب شمار ہوتا ہے اور استعمال کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے جبکہ چین کا خرق ابتداء ہی سے چھوڑا جاتا ہے، یہ موزے کا لازمی حصہ ہوتا ہے۔

(۲) شرعی مسئلہ یہ ہے کہ موزے پر مسح کرنے کے بعد اگر موزہ اتار لیا جائے تو مسح ختم ہو جاتا ہے، اس میں قدم کے اکثر حصہ کا موزے سے نکلنا ضروری ہے، اگر کم حصہ یا نصف باہر ہو گیا تو مسح ختم نہیں ہوتا، موزے کا بٹن یا چین اگر کھولا جائے تو کیا اس سے مسح ختم ہو جائے گا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے مسح ختم نہیں ہوتا، کیونکہ بٹن کے کھولنے سے کچھ بھی نہیں ہوتا، چین نیچے کرنے سے موزہ اپنی حالت پر ہی رہتا ہے، پاؤں سے نکلتا نہیں ہے۔

فی الدرالمختار (۱ /۲۷۶) وخروج اکثرقدمیہ من الخف الشرعی وکذا اخراجہ نزع فی الاصح اعتبارا للاکثر.

مروجہ نائیلون، سوتی اور اونی جرابوں پر مسح کرنے کا حکم

مروجہ نائیلون، سوتی اور اونی جرابوں پر مسح کرنا جائز نہیں، جس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ قرآن کریم میں پاؤں دھونے کا حکم ہے وارجلکم الی الکعبین لیکن متواتر احادیث سے موزوں پر مسح کرنا ثابت ہے۔ حدیث میں '' خفین '' کا لفظ آیا ہے، جس کا

معنی محدثین اور فقہا کرام کے ہاں چمڑے کے موزے ہیں، اسلئے موزوں پر بالاتفاق مسح جائز ہے اور شریعت کے مزاج شناس فقہاء کرام نے ایسے موزوں کی یہ خصوصیات لکھی ہیں۔

(۱) اتنے گاڑھے اور موٹے ہوں کہ اگر بغیر جوتے کے ان کو پہن کر تین میل چلا جائے تو وہ نہ پھٹیں، تین میل کی مسافت حضرت تھانویؒ نے امداد الفتاوی (۴۱/۱) میں بارہ ہزار قدم لکھی ہے اور حضرت مفتی رشید احمدؒ نے آٹھ ہزار قدم لکھی ہے وہ فرماتے ہیں میل شرعی علی الراجح ۴ ہزار ذراع ہے اور فقہاء کرام نے ایک قدم میں ڈیڑھ ذراع شمار کیا ہے، اس حساب سے تین میل شرعی ۸ ہزار قدم ہوئے۔

(۲) ان کو پہن کر پنڈلی پر باندھا جائے تو نہ گریں اور یہ نہ گرنا ان کے موٹا ہونے کی وجہ سے ہو، اسلئے اس زمانہ میں جو جرابیں زیادہ تنگ ہونے کی وجہ سے یا پلاسٹک وغیرہ کی ڈوری لگی ہونے کی وجہ سے نہیں گرتیں تو اس کا کوئی اعتبار نہیں۔

(۳) ان میں اگر پانی ڈالا جائے تو ان سے پانی نہ چھنئے۔

(۴) ان میں سے اندر پاؤں نظر نہ آتے تھے۔ اگر موزوں پر مسح کرنے کی متواتر احادیث نہ ہوتیں تو پاؤں دھونا ضروری ہوتا لیکن احادیث کی وجہ سے مذکورہ اوصاف والے موزوں پر مسح جائز ہے۔ اب جن جرابوں میں یہ اوصاف یا شرائط موجود ہوں تو ان پر بھی مسح جائز ہے، انہیں موزوں کے ساتھ لاحق کر دیا جائیگا، بالفاظ دیگر قیاس کر دیا جائیگا اور جن جرابوں میں یہ شرائط موجود نہ ہوں تو ان پر مسح جائز نہیں ہوگا، ان کے ساتھ پاؤں کو دھونا ضروری ہوگا جو کہ پاؤں کا اصل وظیفہ ہے۔ کپڑے، سوتی، اونی اور نائیلون کی جرابوں میں یہ شرائط بالکل موجود نہیں اسلئے ان پر مسح کرنا جائز نہیں۔

فائدہ: ترمذی اور ابو داؤد وغیرہ میں حدیث ہے کہ نبی علیہ السلام نے جوربین پر مسح کیا ہے، اس بناء پر غیر مقلدین کہتے ہیں کہ مروجہ جرابوں پر بھی مسح جائز ہے، لیکن ان کا یہ شیطانی قیاس سمجھ سے بالاتر ہے، نبی علیہ السلام کے زمانہ میں جو جرابیں ہوتی تھیں ان کے وہی اوصاف تھے جو اوپر مذکور ہوئے اس زمانہ میں مروجہ جرابوں کا تصور بھی

نہ تھا، اس طرح کی باریک جرابیں اس دور کی ترقی یافتہ صنعت کا نتیجہ ہیں ،ان کو اس زمانے کے موزوں یا جرابوں سے کوئی مناسبت نہیں۔

اندر جرابیں پہننا اور موزوں پر مسح کرنا

سردیوں میں عموماً لوگ وضو کرنے کے بعد جرابیں پہن کر ان پر موزے پہن لیتے ہیں ،پھر موزوں پر مسح کرتے ہیں تو شرعاً یہ جائز ہے۔

فی البحرالرائق (۱۹۱/۱) ومنهم من افتی بالجواز وهوالحق لما قدمنا عن غاية البيان،وفی منحة الخالق،يعلم منه جوازالمسح علی خف لبس فوق مخيط من كرباس اوجوخ ونحو هماممالايجوزعليه المسح.

کلپ مسح سے مانع نہیں۔

خواتین سر کے بالوں میں کلپ لگاتی ہیں شرعاً یہ درست اور جائز ہے اور اس کا استعمال سر پر مسح سے مانع نہیں ہے۔اس لئے اس کے ساتھ وضو درست ہے۔

الباب الثامن فی مایتعلق بنفس الطهارة

(نفس طہارت کے جدید مسائل)

جراثیم کش ادویہ سے کنویں کا ناپاک ہوجانے کا حکم

اس زمانے میں کنوؤں میں کچھ دوائیں اور کیمیکلز(Chemicals)ڈالے جاتے ہیں ، بعض علاقوں میں لوگ خود ڈالتے ہیں اور بعض میں سرکاری اور میونسپلٹی کیطرف سے ڈالی جاتی ہیں۔ اس کا مقصد کنویں میں پیدا ہونے والے جراثیم (germs) کو ختم کرنا ، کیڑوں کو مارنا اور صفائی اور طہارت حاصل کرنا ہوتا ہے۔ ان ادویہ کی وجہ سے بسا اوقات پانی کا رنگ بھی بدل جاتا ہے ،کیا اس سے پانی ناپاک ہوجائے گا؟ اس کا جواب ادویہ کے طاہر یا نجس ہونے پر موقوف ہے۔ اگر دوا نجس ہو، اس میں ناپاک اجزاء شامل ہوں تو پانی بھی ناپاک ہو جائے گا اور اگر دوا پاک ہو تو پانی بھی پاک ہوگا۔ محض رنگ میں تغیر آنے سے طہارت پر اثر نہیں پڑتا البتہ اگر وہ پانی مضر ہو تو پینے کیلئے استعمال نہ کیا جائے ،تاہم دیگر ادویہ کیطرح بنانے والی کمپنیاں یہی کہتی ہیں کہ اس میں نجس اجزاء شامل نہیں ہیں، اسلئے اس کے ناپاک ہونے کا حکم نہیں لگایا جاسکتا، خاص طور پر اشیاء میں اصل طہارت ہے ۔ پھر کنویں کا پانی طاہر تھا ، شبہ نجاست میں ہے ،اسلئے اسے طاہر ہی شمار کیا جائے گا۔

فی الاشباه والنظائر، ص ۲۷ القاعدة الثالثة: اليقين لا يزول بالشک الخ وفی قواعد الفقه (ص ۵۹) القاعدة الثالثة والثلاثون الاصل فی الاشياء الاباحة. وكذافی خير الفتاوى(۱۰۸/۱) وامداد المفتين (ص ۲۷۸)

کتے کی زبان کا مرہم

جدید فقہی مسائل (۱/۱۱۵) میں ہے۔

غالباً بعض امراض میں کتے کی زبان کا مرہم استعمال کیا جاتا ہے...... کتا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ''نجس العین'' نہیں ہے، تاہم اس بات پر فقہاء احناف کا بھی اتفاق ہے کہ اس کا گوشت ناپاک ہے، اس لئے بہرحال اس کا مرہم ناپاک ہوگا، سخت ضرورت اور کسی متبادل صورت کی عدم موجودگی کے بغیر اس کا استعمال درست نہ ہوگا، جہاں دوائی لگائی گئی ہو وہ حصہ ناپاک ہو جائے گا اور دھونا مضر نہ ہو تو نماز کے وقت دھو لینا ضروری ہوگا۔

جنبی شخص کا لعاب اور پسینہ پاک ہے

جنبی آدمی کا پسینہ اور لعاب پاک ہے، اگر وہ کپڑے وغیرہ کو لگ جائے تو کپڑا ناپاک نہ ہوگا، بعض لوگ جنبی کے پسینے کو ناپاک سمجھتے ہیں، یہ غلط ہے۔ ہاں اگر نجاست حقیقیہ کے ساتھ مخلوط ہو تو ناپاک ہے، مثلاً عضو پر منی لگی ہے اور اس پر پسینہ آ گیا۔

فی الدر(۱/۲۲۲) کتاب الطهارة، مطلب فی السؤر. فسوز آدمی مطلقا ولو جنبا او کافرا او امرأة طاهر. وفیه بعد اسطر وحکم عرق کسؤر الخ

وفی الشامیة (قوله وحکم عرق کسؤر) ای العرق من کل حیوان حکمه کسؤر لتولد کل منهما فی اللحم الخ وکذافی الفتاوی المحمودیة (۲/۳۰) وخیر الفتاوی(۱/۸۸).

زخم کے منہ سے پیپ وغیرہ کا نکلنا

سوال: زید کے ایک پھنسی ہے۔ جو ہر وقت بہتی ہے اور اسکے اوپر پھایہ لگا

ہوا ہے۔وہ پیپ اس پھائے میں رہتی ہے،باہر نہیں نکلتی۔اس صورت میں وضو رہے گا یانہیں؟

جواب:اگرزخم کے منہ سے پیپ باہر آجاتی ہو،اگرچہ پھایہ کے اندر رہتی ہو،وضوٹوٹ جاتا ہے۔امداد الفتاویٰ(۱/۸۔۹)

بشرطیکہ ایسا خون یا پیپ اس قدر ہو کہ اگر پھایہ نہ ہوتا تو وہ بہہ پڑتا۔

فی الدر(۱/ ۱۳۵) کتاب الطهارة،مطلب نواقض الوضوء،لومسح الدم کلماخرج ولو ترکه لسال نقض والالا.فی الشامیة تحت قوله ولو مسح الخ کذا اذا وضع علیه قطنا اوشیئاًاخرحتی ینشف.فان کان بحیث لوترکه سال نقض الخ.

وفی الدر (۱/۱۳۹) ایضا: ولو شد بالر باط ان نفذ البلل للخارج نقض الخ وفی الشامیة : قال فی الفتح : یجب ان یکون معناه اذاکان بحیث لولاالربط لسال الخ.

حالتِ جنابت میں بال اور ناخن کاٹنا

جنابت کی حالت میں خط بنوانا، بال کاٹنا اور ناخن کاٹنا مکروہ ہے۔ اسلئے طہارت حاصل کرنے کے بعد بال اور ناخن کاٹنا چاہئے۔البتہ لوگوں میں مشہور ہے کہ اگر غسل کی حاجت ہو اور اسی حالت میں بال یا ناخن کاٹ ڈالے، تو وہ ناخن اور بال جنبی ہی رہ جائیں گے اور قیامت کے دن فریاد کریں گے کہ ہمیں یوں جنبی چھوڑا گیا ہے، یہ نظریہ غلط ہے،اس کا کوئی ثبوت نہیں ۔حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں ،یہ قول کہیں نظر سے نہیں گزرا اور ظاہراً صحیح بھی نہیں۔

فی الهندیة (۵/۳۵۸) کتاب الکراهیة: الباب التاسع عشر،حلق الشعرحالة الجنابة مکروه وکذا قص الاظافیر کذافی الغرائب.

امدادالفتاویٰ(۱/ ۲۷)احسن الفتاویٰ(۳/۸۷)

البتہ حضرت مفتی رشیداحمد صاحب فرماتے ہیں کہ یہ مکروہ تنزیہی ہے۔

اسقاط(abortion)کے بعد آنے والا خون کب نفاس شمار ہوگا

اگروقت سے پہلے بچے کااسقاط(abortion) کردیا گیاتواس کے بعد آنے والاخون نفاس شمار ہوگایاحیض؟ اس بارے میں تفصیل یہ ہے کہ اگرحمل چارماہ یااس سے زیادہ مدت کاتھاتواسقاط کے بعد آنے والاخون نفاس شمارہوگا اوراگرحمل چارماہ سے کم کاتھا، تواسقاط کے بعد آنے والاخون اگرتین دن یااس سے زیادہ آیاتو وہ حیض ہے۔اگر تین دن سے بھی کم آئے تو استحاضہ ہے، کیونکہ حیض کی اقل مدت تین دن ہے۔

في الدر (۱/ ۳۰۲) باب الحیض وسقط ظهر بعض خلقه ولايستبين خلقه الابعد مائة وعشرين يوما ولد حكما فتصيربه المرأة نفساء فان لم يظهر له شيء فليس بشيء والمرئي حيض ان دام ثلاثا وتقدمه طهر تام والا استحاضة اه وكذافي احسن الفتاوی(۲ /۷۱.۷۶) وخیر الفتاوی (۲ /۱۴۰) وامداد الفتاوی(۱/۴۵)

مردار اورخنزیر وغیرہ کی چربی سے بنائے گئے صابن کا حکم

اس وقت مغربی ممالک سے جو صابن آتے ہیں ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان میں ناپاک اجزاء شامل کئے جاتے ہیں مثلاً خنزیر کی چربی، مردار کی چربی وغیرہ ،کیا مسلمانوں کیلئے ان کا استعمال جائز ہے؟اس کا جواب یہ ہے کہ جائز ہے اور اس بارے تین باتیں پیش نظر رہنا ضروری ہیں۔

(۱) ایسے ناپاک اجزاء کی ملاوٹ یقینی نہیں ہے، یہ محض ایک گمان اورظن ہے، شریعت نے اس کا اعتبارنہیں کیا اوراس کی تحقیق اورجستجو کرنے کا مسلمان محض مکلف ہی

نہیں بلکہ منع ہے،اس کے متعلق مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب کا یہ فرمان قابل توجہ ہے۔

اول تو یہ امر محقق نہیں کہ صابون میں خنزیر کی چربی پڑتی ہے۔ اگر چہ نصاریٰ کے نزدیک خنزیر کا استعمال جائز ہے اور انہیں اس سے کوئی پرہیز اور اجتناب نہیں، لیکن پھر بھی یہ ضروری نہیں کہ صابون میں اس کی چربی ضرور ڈالی جاتی ہو۔ ظاہر ہے کہ یورپین کارخانے تجارت کی غرض سے صابون بناتے ہیں اور ایسے ذرائع مہیا کرتے ہیں جن سے ان کی مصنوعہ اشیاء کی تجارت میں ترقی ہو،آپ نے اکثر یورپی چیزوں کے اشتہاروں میں الفاظ ملاحظہ فرمائے ہوں گے کہ" اس چیز میں بنانے کے وقت ہاتھ نہیں لگایا گیا، اس چیز میں کسی مذہب کے خلاف کوئی چیز نہیں ڈالی گئی، اس چیز کو ہر مذہب کے لوگ استعمال کرسکتے ہیں وغیرہ وغیرہ" ان باتوں سے ان کا مقصود کیا ہے؟ صرف یہی کہ اہل عالم کی رغبتیں ان کی طرف مائل ہوں اور ان کے مذہبی جذبات اور قومی خیالات ان اشیاء کے استعمال میں مزاحم نہ ہوں اور ان کی تجارت ہر قوم میں عام ہو جائے اور یہی ہر تجارت کرنے والے کے لیے پہلا مہتم بالشان اصول ہے کہ وہ اپنی تجارت کو پھیلانے کیلئے ان لوگوں کے مذہبی جذبات اور قومی خیالات کا لحاظ کرے،جن میں اس کی تجارت فروغ پذیر ہوسکتی ہے اور اسکے مال کی کھپت ہے۔ اہل یورپ جو ہندوستان اور اکثر اطراف عالم میں اپنا مال پھیلانا چاہتے ہیں ،اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ مسلمان ہر حصہ عالم میں بکثرت موجود ہیں...... میرا یہ مطلب نہیں کہ یورپین اشیاء میں ایسی چیزوں کا استعمال جو مسلمانوں کے نزدیک حرام ہیں غیر ممکن ہے، لیکن غرض صرف اتنی ہے کہ یقینی طور پر معلوم نہ ہونے کی صورت میں گمان غالب یہ ہے کہ اصول تجارت کے موافق وہ ایسی چیزیں نہ ڈالتے ہونگے۔ پس صرف اس بناء پر کہ یہ چیزیں یورپ سے آتی ہیں اور اہل یورپ کے ہاں خنزیر حلال ہے، یہ خیال قائم کرلینا کہ ان میں ضروری طور پر خنزیر کی چربی ہوگی یا پڑنے کا غالب گمان ہے صحیح نہیں۔ (کفایۃ المفتی (۳۲۸/۲) کتاب الطہارۃ)

(۲) شریعت کا اصول یہ ہے کہ ناپاک چیز دوسری چیز میں اس طرح ملا دی جائے کہ وہ اپنی حقیقت ہی کھودے، تو انقلاب حقیقت کی وجہ سے اس کا استعمال جائز

ہے۔ اس کی وضاحت ''انقلابِ حقیقت وماہیت اور اسپر مرتب شرعی احکام'' کے تحت آتی ہے۔ مردار یا خنزیر کی چربی بھی دوسری اشیاء میں مل کر اپنی حقیقت چھوڑ چکی ہیں، اس لیے ایسے صابن کا استعمال درست ہے۔

(۳) شریعت کی ایک اصطلاح ہے'' عمومِ بلویٰ'' اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک مکروہ یا ناجائز چیز کا استعمال اس کثرت سے ہو رہا ہے کہ تقریباً ہر مسلمان کو اس سے واسطہ پڑتا ہے ۔جس کی وجہ سے اس سے احتراز کرنے میں دشواری کا سامنا ہے ۔''عموم بلویٰ'' کی وجہ سے حکم میں تخفیف اور نرمی آجاتی ہے۔ مذکورہ صابن کا معاملہ بھی'' عموم بلویٰ'' کے تحت آتا ہے۔

.فی الشامیة:(۱/۱۰۱)قبیل مطلب فی ابحاث الغسل: فی التاترخانیة : من شک فی انائه اوثوبه اوبدنه اصابته نجاسة اولا فهوطاهرمالم یستیقن وکذاالأباروالحیاض والحباب الموضوعة وکذا مایتخذه اهل الشرک والجهلة من المسلمین کا لسمن والخبز والاطمعة والثیاب اھ ملخصا .

وفی الدر(۱ /۳۱۵) باب الانجاس:ویطهر زیت تنجس بجعله صابونابه یفتیٰ للبلویٰ وفی الشامیة: وعبارة المجتبیٰ جعل الدهن النجس فی صابون یفتیٰ بطهارته لانه تغیروالتغییریطهرعندمحمد ویفتی به للبلوی اھ وظاهر ہ ان دهن المیتة کذٰلک الخ

پٹرول سے کپڑے کی دھلائی

اس زمانے میں کپڑوں کے دھلائی اورصفائی کیلئے پٹرول بھی استعمال کیاجاتاہے،کیا اس سے کپڑا پاک ہو جائیگا؟اس بارے تفصیل یہ ہے کہ شرعانجاست کی دو قسمیں ہیں ۔

(۱) نجاست حکمیہ:اس سے مراد وہ نجاست ہے جسے ہم نہ دیکھ سکتے ہیں اورنہ

محسوس کر سکتے ہیں لیکن شریعت نے اسے نجاست تصور کیا ہے جیسے حدث خواہ حدث اصغر ہو جیسے بے وضو ہونا اور خواہ حدث اکبر ہو، جیسے غسل کی حاجت ہونا اسے جنابت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

(۲) نجاست حقیقیہ: اس سے مراد وہ نجاستیں ہیں جسے ہم دیکھ سکتے اور محسوس کر سکتے ہیں، جیسے پیشاب، پاخانہ وغیرہ، شریعت کا اصول یہ ہے کہ پہلی قسم کی ناپاکی دور کرنے کیلئے پانی یا تیمم ضروری ہے، اس کے علاوہ کسی سیال چیز سے اس کا ازالہ نہیں ہوسکتا، چنانچہ فقہاء کرام نے تصریح کی ہے کہ پھلوں کے رس سے وضو اور غسل نہیں ہوسکتا اور دوسری قسم کی ناپاکی کا ازالہ ہر اس چیز سے درست ہے جو پاک ہو، سیال اور مائع ہو اور اس کے ساتھ ناپاکی کا ازالہ ممکن ہو جیسے سرکہ، گلاب کا پانی، پھلوں کا رس وغیرہ، اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ پٹرول سے پہلی قسم کی ناپاکی کا ازالہ جائز نہیں یعنی اس سے وضو اور غسل کرنا درست نہیں البتہ نجاست حقیقیہ کا ازالہ درست ہے، یعنی اگر کسی کے کپڑوں کو نجاست لگی ہو تو پٹرول سے اس کا ازالہ درست ہے اس سے کپڑے کی حسی صفائی اور ستھرائی تو بہر صورت ہوجائیگی البتہ شرعی طہارت کہ اس کپڑے میں نماز بھی درست ہوجائے، تب حاصل ہوگی کہ پٹرول بھی پاک ہو اس میں کوئی ناپاک جز نہ شامل کیا گیا ہو۔

فی الدر(۱/ ۳۰۸) باب الانجا س، جمع نجس وهولغة يعم الحقيقي والحكمي......يجوز رفع نجاسة حقيقيه عن محلها بماء ولو مستعملابه يفتي وبكل مائع طاهر قالع للنجاسة نيهر بالعصر كخل وماور دحتي الريق......الخ

دھوبی کے دھلے ہوئے کپڑوں کا حکم

دھوبیوں کے کپڑے دھونے کے طریقے مختلف ہیں۔

(۱) دھوبی اگر دیندار ہو اور کپڑے یکجا دھونے کے بعد ہر کپڑے کو الگ صاف

پانی میں ڈبو کر نچوڑتا ہو جیسا کہ عموماً دینی اداروں اور اسلامی مراکز میں دھوبی ایسا ہی کرتے ہیں۔تو اس کا دُھلا ہوا کپڑا بلا شبہ پاک ہے۔

(۲) اکثر وبیشتر دھوبی کپڑے یکجا ڈال دیتے ہیں اور بعد میں الگ صاف پانی پر نہیں دھوتے، اس میں معلوم نہیں ہوتا کہ ناپاک کپڑے بھی ڈالے گئے ہیں یا نہیں؟، تاہم اگر کسی ذریعہ سے معلوم ہو جائے کہ ناپاک کپڑے بھی ملائے گئے ہیں ،تو اس کے دھلے ہوئے کپڑے ناپاک ہی ہونگے اور اگر یقین ہوجائے کہ سارے کپڑے پاک ملائے تھے۔تو دھلے ہوئے کپڑے پاک شمار ہونگے اور اگر کسی جانب یقین یا غالب گمان نہ ہو تو کپڑوں کی پہلی حالت برقرار رہے گی، یعنی اگر اسے پاک کپڑا دیا گیا تھا تو وہ دھلنے کے بعد بھی پاک شمار ہوگا اور اگر اُسے ناپاک کپڑا دیا تھا تو وہ دھلنے کے بعد بھی ناپاک شمار ہوگا۔

واضح رہے کہ ایک کپڑے کی نظافت اور ستھرائی ہے اور ایک شرعی طہارت، یہ ضروری نہیں کہ جو کپڑا ستھرا اور صاف ہوجائے وہ شرعاً طاہر بھی ہو۔ دھوبی کے دھونے سے ستھرائی تو بہرصورت حاصل ہو جاتی ہے ۔لیکن شرعی طہارت حاصل ہونا ضروری نہیں۔

فی الاشباہ والنظائر (۱/۲۷) القاعدۃ الثالثۃ: الیقین لایزول بالشک ودلیلھامارواہ مسلم...... منھا قولھم، الاصل بقاء ماکان علی ماکان اھ

ڈرائی کلینرز (dry cleaners) کے دھلے کپڑوں کا حکم

اس وقت چھوٹے بڑے شہروں میں ڈرائی کلینرز (dry cleaners) کے ذریعے کپڑے کی دھلائی کا رواج بڑھتا جارہا ہے۔ اس قسم کی دکانوں اور فیکٹریوں میں خصوصی مشینیں ہوتی ہیں۔ ان میں پٹرول کی طرح سیال مادہ اور دوائی ڈالی جاتی ہے اسے (liquid) کہاجاتا ہے۔کیا اس کا دھلا ہوا کپڑا پاک شمار ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں ڈالی جانے والی دوائی (liquid) تو پاک ہوتی ہے ،اس پر تو شبہ نہیں ۔لیکن دھلائی کا طریقہ کار یہ ہے کہ وہ دوائی استعمال کے بعد نکال کر الگ نہیں کی جاتی بلکہ اسی

کو صاف کر کے اس میں دوبارہ کپڑے دھوئے جاتے ہیں اور ہفتوں بلکہ مہینوں یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس میں ناپاک کپڑے بھی ڈالے جاتے ہیں، جن کی وجہ سے دوائی بھی ناپاک ہوجاتی ہے اور اس میں پاک کپڑا ڈالا جائے وہ بھی ناپاک ہوجاتا ہے، اسلئے یہاں بھی وہی تفصیل ہے، جو دھوبی کے دھلے ہوئے کپڑے میں ہے۔ یعنی

(۱) اگر نئی دوائی استعمال کی ہے اور ایک ہی کپڑا دھویا ہے یا اور بھی ملائے ہیں لیکن سب پاک تھے، تو اس کا دھلا ہوا کپڑا پاک ہے۔

(۲) اور اگر وہی دوائی بار بار استعمال کی جارہی ہے اور اس میں ناپاک کپڑوں کے ملنے کا یقین ہے، تو اس کا دھلا ہوا کپڑا بلاشبہ ناپاک ہے

(۳) اور اگر صورت حال واضح نہیں تو کپڑے کی سابقہ حالت برقرار رہے گی، اگر کپڑا پہلے سے پاک تھا تو اب بھی پاک شمار ہوگا اور اگر پہلے سے ناپاک تھا تو اب بھی ناپاک شمار ہوگا۔

واشنگ مشین میں دھلے ہوئے کپڑوں کا حکم

واشنگ مشین (washing mashine) میں نجس اور پاک ہر قسم کے کپڑے ڈالے جاتے ہیں، اس لئے محض اس میں ڈال کر کپڑوں کو دھونے سے پاک نہ ہوں گے، نکال کر یا اسی کے اندران پر نیا اور صاف پانی ڈالنا ضروری ہے۔

فتاویٰ حقانیہ (۵۸۲/۲) میں ہے.

سوال: واشنگ مشین میں کپڑے اس انداز سے دھوئے جاتے ہیں کہ ایک ہی بار صابن یا سرف ڈال کر اس میں نجس اور ناپاک کپڑے ایک ساتھ یا یکے بعد دیگرے دھوئے جاتے ہیں' ان کپڑوں کی پاکیزگی کا کیا حکم ہے؟

الجواب: اگرچہ پہلے نجس پانی سے جملہ کپڑے نجس ہوجاتے ہیں مگر اس دھلائی کے بعد اس نجس صابن کو نکالنے کیلئے مشین میں ہی یا باہر پانی میں کئی بار دھوکر ان سے یہ نجس صابن نکال دیا جاتا ہے جس کے بعد کپڑوں میں نجس پانی باقی نہیں رہتا' اسلئے ازالہء

نجس کے بعد کپڑے پاک ہوجاتے ہیں ،لہٰذاواشنگ مشین سے دھلے ہوئے کپڑے پاک ہیں.

قال العلامةفخرالدين الزيلعي : والنجس المرئي يطهربزوال عينه لان نجس المحل باعتبار العين فيزول بزوالهاولوبمرة وغيره بالغسل ثلاثاًوالعصركل مرة اى غيرالمرئي من النجاسةيطهربثلاث غسلات وبالعصر في كل مرة والمعتبر فيه غلبةالظن (تبيين الحقائق ١/٥٧)فصل في الانجاس۔

آپ کے مسائل(٢/٧٥)میں ہے.

س: کیا واشنگ مشین سے دھلے ہوئے ناپاک کپڑے پاک ہوجاتے ہیں اورکیاان سے نماز ہوسکتی ہے؟

جواب:دھلائی مشین میں صابن کے پانی میں کپڑوں کودھویاجاتا ہے۔اورپھراس پانی کونکال کراوپرسے نیاپانی ڈالاجاتا ہے اوریہ عمل باربارکیاجاتا ہے یہاں تک کہ کپڑوں سے صابن نکل جاتا ہے اسلئے دھلائی مشین میں دھلے کپڑے پاک ہیں۔

گوبر کے اپلے پاک ہیں نیز ان کی خریدوفروخت بھی جائز ہے

اس زمانے میں گوبر سے جہاں دیگر مقاصد حاصل کئے جاتے ہیں،وہاں ان سے اپلے بھی بنائے جاتے ہیں،اپلے خشک ہو جانے کے بعد پاک ہوجاتے ہیں۔اسلئے اگر وہ کپڑے یا جسم سے مس ہوں تو جسم اور کپڑا ناپاک نہ ہوگا، اِلّا یہ کہ دوبارہ تر ہوجائیں۔ اور انہیں دیہاتوں میں جلایا جاتا ہے،اس کی باقاعدہ خریدوفروخت ہوتی ہے ۔چونکہ اس نے مال کی جگہ لے لی ہے، اسلئے شرعاً اس کا جلانا اور خریدوفروخت کرنا جائز ہے۔

فتاوی حقانیہ(٢/٥٨٨)میں ہے۔

سوال: اکثر دیہاتوں میں گوبر کے اپلے جلا کر کھانا وغیرہ تیار کیا جاتا ہے، اور بعض لوگ ان کو فروخت بھی کرتے ہیں، تو کیا گوبر کے اپلوں کو جلانا اور فروخت کرنا جائز ہے؟

الجواب: فقہاء کرام کی وضاحت اور صریح عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ گوبر کے اپلوں کو کھانا وغیرہ پکانے کے لئے جلانے اور فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

فی ردالمحتار(۳۸۵) کتاب الحظر والاباحة،فصل فی البیع ،وکذافی کتاب البیوع (۵۸/۵) باب البیع الفاسد،فلومغلوبابه جازکسرقین وبعرواکتفی فی البحر بمجردخلطه بتراب،وفی الشامیة:وفی البحر،عن السراج:ویجوز بیع السرقین والبعر والا نتفاع به والوقودبه اه.

وفی البحرالرائق(۷۱/۶)کتاب البیوع ،باب البیع الفاسد،یجوزبیع السرقین والبعروالانتفاع به والوقود کذافی السراج الوهاب

گوبر سکھا کر جلا دیا جائے تو اس کی راکھ پاک ہے

یہ مسئلہ پہلے آچکا ہے کہ گوبر کے اپلے بنانا اور جلانا جائز ہے، گوبر جب جل کر راکھ ہو جائے تو چونکہ اس کی حقیقت، ماہیت نام اور صفت وغیرہ سب بدل جاتے ہیں، اس لئے اس کی راکھ پاک ہے۔

(فتاوی رحیمیہ(۲۵۷/۴)

فی الدر(۳۲۶/۱) لایکون نجسارماد قذروالالزم نجاسةالخبزفی سائرالامصارالخ

گوبر مٹی کے گارے میں ملانا

دیہاتوں میں عموماً کچی آبادی ہوتی ہے، دیواروں اور فرش کو مٹی سے لیپتے ہیں لیکن خالص مٹی سے لپائی نہیں ہوتی اگر ہوجائے تو پائیدار نہیں ہوتی، دیواریں اور فرش پھٹ

جاتا ہے،اس لئے لوگ اس میں بھوسہ اور گوبر ملاتے ہیں،ایسی ضرورت کی وجہ سے مٹی میں بھوسہ اور گوبر ملانا جائز ہے،بھوسہ تو پاک ہی ہوتا ہے اور گوبر کی مقدار مٹی اور بھوسہ کے مقابلہ میں کم ہوتی ہے،نیز فرش اور دیواریں سوکھ جاتی ہیں،اسلئے فرش پاک ہوتا ہے، اس پر نماز پڑھنا درست ہے،بہتر یہ ہے کہ مصلی وغیرہ بچھا کر پڑھی جائے۔

في الخيرية (۲۰/۱) بخلاف السرقين اذاجعل في الطين لان في ذلك ضرورة لانه لايتهيأ الابذلك انتهى،

فتاوی رحیمیہ (۲۵۷/۴)

گوبر اور پاخانہ کا گیس پاک ہے یا ناپاک؟

اور اسپر کھانا پکانا کیسا ہے؟

فتاویٰ رحیمیہ (۳۴۵/۶) میں ہے:

سوال:(۱۸۶۸) گوبر یا پاخانہ کے گیس پر کھانا پکانا کیسا ہے؟اس گیس کو استعمال کرنا درست ہے یا نہیں؟اور یہ گیس پاک ہے یا ناپاک؟ بینوا توجروا

الجواب: گیس بن جانے میں ماہیت بدل جاتی ہے اور جب کہ اوپلے (چھانے) سے گوبر کی صورت میں جلا کر کھانا پکایا جاسکتا ہے تو اس میں نادرست ہونے کی کیا وجہ ہوسکتی ہے؟اور فقہاء کا انسانی پیٹ سے نکلنے والی ہوا(گیس) کو پاک کہنا اس گیس کے پاک ہونے کی واضح دلیل ہے۔

فتاوی محمودیہ (۴۲۵/۱۴) میں ہے۔

سوال: آج کل کھانا گوبر وغیرہ کی گیس سے بنایا جاتا ہے جس سے بجلی وغیرہ بھی بنتی ہے،تو اس گیس سے کھانا پکانا اور اس کا استعمال کرنا کیسا ہے؟

الجواب: غلیظ سے جو گیس بنائی جائے اس گیس کو لائٹ اور کھانا پکانے کیلئے استعمال کرنا درست ہے۔

في مراقي الفلاح مع الطحطاوي(ص ۷۵/۱ مكتبه غوثيه

کراچی)فصل فی الاستنجاء)والماقیدناہ من (نجس)لان الریح طاھرعلی الصحیح والاستنجاء منہ بدعة.

لید اور گوبر سے کھانا پکانا اور پانی گرم کرنا کیسا ہے؟

یہ مسئلہ پہلے آچکا ہے کہ گوبر کے اپلے پاک ہیں ، اسلئے انہیں جلا کر کھانا پکانا یا پانی گرم کرنا اور اس پانی سے وضو اور غسل درست ہے۔

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند(۱/۱۷۳) میں ہے۔

سوال:اگر وضو کیلئے حیوانات مثل گائے ،بکری،بھینس،گھوڑا، اونٹ اور آدمی کے گوبر پاخانہ وغیرہ سے جلا کر پانی گرم کیا جائے یا روٹی پکائی جائے تو اس پانی سے وضو غسل جائز ہے یا نہیں اور وہ روٹی کھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :وہ پانی پاک ہے اس سے وضو اور غسل درست ہے اور جو روٹی اس سے پکائی جائے وہ بھی پاک ہے اس کا کھانا درست ہے۔

فتاوی محمودیہ (۱۶/۱۵۴) میں ہے۔

سوال:دیہاتوں میں اپلوں سے روٹی پکائی جاتی ہے،روٹی اپلوں سے مس بھی ہوتی ہے،تو کیا روٹی ناپاک ہوجاتی ہے؟

الجواب:روٹی سینکتے وقت اپلے سے لگ جائے تو وہ ناپاک نہیں ہوگی ،اپلہ خشک ہے، اس کا اثر روٹی پر نہیں آتا،روٹی کی تری نے اس کی نجاست کو جذب نہیں کیا،آگ کی گرمی مانع رہی،

فتاوی حقانیہ (۲/۵۸۸) میں ہے۔

سوال:اکثر دیہاتوں میں گوبر کے اپلے جلا کر کھانا وغیرہ تیار کیا جاتا ہے ،اور بعض لوگ ان کو فروخت بھی کرتے ہیں ،تو کیا گوبر کے اپلوں کو جلانا اور فروخت کرنا جائز ہے؟

الجواب:فقہاء کرام کی وضاحت اور صریح عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ گوبر کے اپلوں کو کھانا وغیرہ پکانے کے لئے جلانے اور فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں

فی الدرالمختار(۳۲۶/۱)باب الانجاس ،لایکون نجسارماد قذروالالزم نجاسة الخبز فی سائرالامصار۔

وفی الشامیة(قوله قذر) بفتح القاف والذال المعجمة،والمرادبه العذرة والروث کماعبربه فی المنیةلکن قدمنا عن المجتبیٰ ان العلة هذه وان الفتویٰ علیٰ هذاالقول للبلویٰ الخ

شیمپو کا حکم

آج کل بازاروں میں جس قسم کا شیمپو فروخت ہوتا ہے ، اس کا استعمال مرد اورخواتین کیلئے جائز ہے ، بال دھونے کے لئے استعمال کرنا صحیح ہے کیونکہ اس کے تمام اجزاء ترکیبی پاک وطاہر ہوتے ہیں جیسے صابون اورسرف وغیرہ، اس کے استعمال کے ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

کنڈیشنر کا حکم

اسے بالوں کونرم اورچمکدار کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، اس کے اجزاء پاک ہوتے ہیں اس لئے اس کا استعمال جائز ہے۔

ریل گاڑی کے پائخانوں کے پانی کا حکم

فتاوی محمودیہ (۲۵/۲) میں ہے۔

سوال:ریل گاڑی کے پاخانوں میں جوپانی ہوتا ہے وہ پاک سمجھا جائے گا یاناپاک؟اس میں پانی ہوتے ہوئے تیمم کرنا جائز ہے یانہیں ؟جب کہ اس پانی سے وضوکرتے ہوئے طبیعت کوکراہت معلوم ہوتی ہے؟

الجواب:وہ پانی پاک ہے طبعی کراہت کی وجہ سے شبہ نہ کیا جائے ،ایسی حالت میں تیمم درست نہیں فقط

انگریزوں کے پرانے کپڑوں میں نماز پڑھنا

احسن الفتاوی (۸۲/۲) میں ہے۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ انگریزوں کے پرانے کوٹ بازار میں فروخت ہوتے ہیں جن کو اکثر غریب لوگ خریدتے ہیں ،ان کو بلا دھوئے پہننا اور نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب باسم ملهم الصواب:

جائز ہے کمافی شرح التنویر ثیاب الفسقة واهل الذمة طاهرة.

ٹونٹی سے پانی ڈالنا ہو تو نچوڑنا اور پانی تین بار ڈالنا ضروری نہیں

فقہاء کرام نے جو طہارت کیلئے نجس چیز کو نچوڑنا ور تین بار پانی ڈالنا ضروری قرار دیا ہے، یہ اس وقت ہے کہ ہاتھ سے پانی ڈالنا ہو، اگر جاری پانی ہو تو یہ شرط نہیں، اسی طرح اگر ٹونٹی سے پانی ڈالنا ہو تو یہ شرط نہیں بلکہ اس صورت میں نجس چیز پر ٹونٹی سے اتنے بار پانی بہادینا کافی ہے جتنا تین دفعہ ہاتھ سے ڈال کر دھونے پر خرچ ہوتا ہے۔

فی الدر (۱/۳۳۳) اما لو غسل فی غدیر اوصب علیه ماء کثیرا او جری علیه الماء طهر مطلقا بلاشرط عصر وتجفیف وتکرار غمس هوالمختار.

گٹر کے قریب کنواں کھودنا

پانی کے کنویں ،ور گٹر یا بیت الخلاء کے درمیان کتنا فاصلہ شرعا ضروری ہے کہ

جس کی وجہ سے نجاست پانی پر اثر انداز نہ ہو؟۔ اس بارے میں مختلف اقوال ہیں، بعض حضرات فرماتے ہیں کہ دونوں کے درمیان پانچ ہاتھ کا فاصلہ ہو اور بعض فرماتے ہیں کہ سات ہاتھ کا فاصلہ ہو، لیکن صحیح اور راجح قول یہ ہے کہ دونوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہو کہ کنویں کے پانی میں نجاست کا اثر یعنی رنگ یا بو یا مزہ ظاہر نہ ہو، اس اعتبار سے زمین کے نرم اور سخت ہونے سے فاصلہ میں فرق پڑے گا، چنانچہ نرم زمین میں فاصلہ زیادہ رکھنا ضروری ہوگا، جن حضرات سے فاصلہ کی تعیین منقول ہے انہوں نے یہ تعیین اپنی زمین کے تجربہ کی بناء پر فرمائی ہے۔ اسلئے یہ تعیین ہر زمین میں کارآمد نہیں اور نہ ہی ضابطہ کلیہ ہے۔

فی الدر (۱/ ۲۲۱) قبیل مطلب فی السور، البعد بین البئرو البالوعة بقدرما لایظهر للنجس اثر وفی الشامیة (قوله البعدالخ) اختلف فی مقدار البعد المانع فی وصول نجاسة البالوعة الی البئر ففی روایة خمسة ذراع وفی روایة سبعة وقال الحلوانی ، المتعبرالطعم اواللون اوالریح فان لم یتغیر جازوالالا ولو کان عشرة اذرع وفی الخلاصة والخانیة والتعویل علیه وصححه فی المحیط ،بحر والحا صل انه یختلف بحسب رخاوة الارض وصلابتهاو من قدره اعتبر حال ارضه. کذافی امدادالفتاوی(۱/ ۳۲)

تھوک اور لعاب لگا کر قرآن مجید کی ورق گردانی کرنا

انگلیوں پر لعاب اور تھوک لگا کر قرآن مجید کی ورق گردانی کرنا جائز ہے، یہ جواز دو باتوں کے ثابت کرنے پر موقوف ہے۔

(۱) انسانی لعاب کا پاک ہونا، انسانی لعاب بلا شبہ پاک ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ انسان کا پس خوردہ پاک ہے۔

(۲) لعاب کے قرآن مجید پر لگنے کا خلاف ادب نہ ہونا، بلاشبہ اتنی تھوڑی مقدار میں ضرورت کیلئے لعاب کا قرآن پر لگانا خلاف ادب نہیں، اس کی دلیل یہ ہے کہ

حجر اسود کا بوسہ لینا مسنون ہے، حالانکہ بوسہ میں حجر اسود سے لعاب لگ سکتا ہے۔

(فی الدر (۲۲۲/۱) ویعتبر سؤر بمسئر لاختلاطه بلعابه فسئور آدمی مطلقا طاهر طهور بلا کراهة.

وکذا فی امداد الفتاوی (۳۹/۱)

البتہ زیادہ مقدار میں لعاب لگانا اور ورق گردانی کرنا خلاف ادب ہے اور نہ اس کی ضرورت ہے، حجر اسود کو بوسہ دینے میں بھی قلیل مقدار میں لعاب لگ سکتا ہے۔ زیادہ نہیں۔

فتاویٰ حقانیہ (۵۸۶/۲) میں ہے۔

قرآن کریم کی ورق گردانی کے لئے لعاب دہن لگانے کی صورت مسئلہ طہارۃ سؤر وعدم طہارۃ پر مبنی ہے، چونکہ انسان کا سؤر (جھوٹا) پاک ہے، اس لئے ورق گردانی کے لئے انگلیوں کے ساتھ لعاب دہن لگانے میں کوئی شرعی قباحت نہیں۔

مینڈک کے پیشاب کا حکم

مینڈک دو قسم کے ہوتے ہیں، ایک وہ ہوتے ہیں جو خشکی میں رہتے ہیں، ان کا پیشاب ناپاک اور نجاست غلیظہ میں داخل ہے اور دوسرے وہ ہیں جو پانی میں رہتے ہیں، ضرورت کی بنا پر ان کا پیشاب پاک اور طاہر ہے۔ امداد الفتاوی (۷۵/۱)

ردی کاغذ اور اردو انگریزی اخبار سے نجاست صاف کرنا

احسن الفتاوی (۱۰۸/۲) میں ہے۔

سوال: ردی کاغذات یا اردو انگریزی اخبار سے بچوں کی نجاست صاف کرنا اور دسترخوان کا کام لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: کاغذ چونکہ تحصیل علم کا ایک آلہ ہے خواہ وہ سفید ہو یا کچھ لکھا ہوا ہو۔ اسلئے اس کا احترام کرنا ضروری ہے، اس سے نجاست صاف کرنا یا دسترخوان کا کام لینا بے

حرمتی کی وجہ سے مکروہ تحریمی ہے۔ کمافی الشامیة (۱؍۳۴۰)

وائٹ آئل پاک ہے

مٹی کا تیل مشینوں کے ذریعے اس طرح پاک کردیا جاتا ہے کہ تیل کی بو زائل ہوجاتی ہے، اسے وائٹ آئل کہتے ہیں چونکہ خود مٹی کا تیل پاک ہے، اسلئے وائٹ آئل بھی پاک ہے کیونکہ ہماری معلومات کی حد تک اسے صاف کرنے اور بو زائل کرنے کیلئے کوئی ایسی چیز شامل نہیں کی جاتی جو ناپاک اور نجس ہو۔ ماخذہ، فتاوی محمودیہ (۲۱/۷)

وائٹ آئل مسجد میں جلانا

مذکورہ تفصیل سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ وائٹ آئل لالٹین یا چراغ میں ڈالنا اور مسجد میں رکھ کر جلانا اور روشنی کرنا جائز اور درست ہے کیونکہ اس میں بدبو نہیں۔

مٹی کا تیل اور پٹرول اور ڈیزل پاک ہے

مٹی کا تیل، ڈیزل اور پٹرول پاک ہیں، یہ اگر جسم یا کپڑے کو لگ جائیں تو ناپاک نہ ہونگے۔ اس کے ساتھ نماز ادا کرنا درست ہے۔

داغ دھبہ دور کرنے کے لئے نمک کا استعمال کرنا

کپڑوں پر جب سالن وغیرہ کا داغ لگے اس وقت فوراً اگر اس پر تھوڑا سا نمک ڈال دیا جائے تو بعد میں دھوتے وقت داغ جلدی اتر جاتا ہے، شرعاً بہتر طریقہ تو یہی ہے کہ داغ دھبے مٹانے کے لئے جو ادویہ بلیچ وغیرہ تیار ہوتی ہیں انہی کا استعمال کیا جائے تاہم

اگر اس وقت ایسی ادویہ دستیاب نہ ہوں تو بقدر ضرورت اس پر نمک لگانے کی بھی گنجائش ہے۔

زخم پر پٹی باندھ دی جائے اور اس کے اندر خون جمع ہو جائے تو وضو کا حکم

اگر کسی نے زخم پر پٹی باندھ دی اور خون بہہ رہا ہے لیکن پٹی میں جمع ہو رہا ہے، باہر نہیں نکلتا تو اس سے وضو ٹوٹنے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر خون بہت کم ہے پٹی نہ ہوتی تو بھی نہ بہتا تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا اور اگر خون زیادہ ہے اگر اسے روکا نہ جاتا تو زخم کی جگہ سے تجاوز کر جاتا تو اس سے وضو ٹوٹ جائیگا۔

وان مسح الدم عن رأس الجرح بقطنة اوغيرها ثم خرج ايضاً فمسح ثم وثم اوالقى التراب اووضع القطن ونحوه عليه فخرج وسوى فيه ينظرفيه ان كان بحال لو تركه ولم يمسحه ولم يضع عليه شيأ لسال نقض والا فلا
(کبیری، ص ۱۳۰)

الکحل، اسپرٹ اور ٹنکچر کا حکم

الکحل، اسپرٹ اور ٹنکچر کا استعمال بہت زیادہ ہو چکا ہے اور اسے بعض ایسی ضروری اور بنیادی اشیاء میں بھی استعمال کیا جاتا ہے جو تقریباً ہر ایک کی ضرورت ہوتی ہیں اور ان سے احتراز بہت مشکل ہوتا ہے، مثلاً ادویہ، روشنائی، کپڑوں کا رنگ وروغن وغیرہ۔

یہاں تین حکم قابلِ غور ہیں

(۱) اسپرٹ، الکحل اور جن اشیاء میں انہیں ملایا گیا ہے وہ پاک ہیں یا ناپاک؟

(۲) اس کا استعمال جائز ہے یا ناجائز۔

(۳) اس کی تجارت اور خرید وفروخت کا کیا حکم ہے؟۔آخری دونوں باتوں کا حکم کتاب الحظر والاباحۃ اور کتاب البیوع میں آئیگا۔ پہلا حکم یہاں بیان کرنا پیش نظر ہے، اس

کا حکم یہ ہے کہ اگر اسے انگور کشمش یا کھجور سے بنایا گیا ہو تو بالاتفاق ناپاک اور نجس ہے، اور اگر ان کے علاوہ اشیاء سے بنایا گیا ہو تو شیخینؒ کے ہاں پاک اور امام محمدؒ کے ہاں ناپاک ہے۔ یہ نفس مسئلہ تھا لیکن تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ اسپرٹ، الکحل وغیرہ کیلئے انگور کشمش اور کھجور کو استعمال نہیں کیا جاتا بلکہ ان کے علاوہ دوسری اشیاء استعمال کی جاتی ہیں۔

استاد محترم مولانا مفتی محمد تقی صاحب مدظلہم نے تکملہ الملہم (۵۵۱/۱) (۶۰۸/۳) فقہی مقالات (۲۵۳/۱) وغیرہ میں، انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا (۵۴۴/۱) کے حوالے سے نقل فرمایا ہے کہ الکحل کی بڑی مقدار چمڑے، گندھک، شہد، شیرہ، دانہ، جو وغیرہ سے حاصل کیجاتی ہے، اسلئے شیخینؒ کے قول کے مطابق یہ پاک ہے۔

احسن الفتاوی (۹۵/۲) میں ہے۔ حضرات فقہاء کرامؒ نے اگرچہ فسادِ زمانہ کی حکمت کی بناء پر امام محمدؒ کے قول کو مفتی بہ قرار دیا ہے، مگر آجکل ضرورت تداوی وعموم بلوی کی رعایت کے پیش نظر شیخین رحمہ اللہ تعالی کے قول پر طہارت کا فتویٰ دیا جاتا ہے، ویسے بھی اصول فتویٰ کے لحاظ سے قول شیخین رحمہ اللہ کو ترجیح ہوتی ہے الا العارض ......الخ

نئے جوڑے اور سوٹ کو دھونا ضروری ہے؟

نئے جوڑے اور سلائے گئے سوٹ کے بارے خدشہ اور احتمال ہوتا ہے کہ وہ فیکٹری سے لیکر درزی کے بنانے تک کئی مراحل طے کرتا ہے، ان میں اس کے نجس اور ناپاک ہونے کا احتمال ہے، شرعاً شبہ کوئی دلیل نہیں اسلئے اگر اس کے نجس ہونے کا یقین یا غالب گمان ہو تو دھونا ضروری ہے۔ دھو کر پہنے اور اس میں نماز پڑھے اور اگر محض شبہ ہے تو دھونا ضروری نہیں، ہاں بہتر اور افضل ہے تاکہ اطمینان حاصل ہو جائے یا وہ میلا ہو چکا ہے تو دھو دینا چاہیئے۔

رد المحتار (۱۵۱/۱) قبیل مطلب فی ابحاث الغسل.

ابلتے پانی میں مرغی ڈال کر صاف کرنا

موجودہ زمانہ مشینی زمانہ ہے، اس میں ایسے آلات، مشین اور ذرائع وجود میں آچکے ہیں کہ ان کے ذریعے سے قلیل وقت میں زیادہ سے زیادہ کام لیا جاتا ہے، اسی کے پیش نظر مرغ جلد صاف کرنے کی غرض سے اِسے ابلتے پانی میں ڈال دیا جاتا ہے تاکہ اس کے بال اور پر بآسانی الگ ہو جائیں۔ اس وقت یہ مسئلہ بہت اہمیت اختیار کر گیا ہے کیونکہ بڑے شہروں میں ہزاروں کی تعداد میں مرغیاں ذبح کی جاتیں ہیں اور مذکورہ طریقہ سے بھی ان کی صفائی کی جاتی ہے، یہی گوشت بازاروں میں فروخت ہوتا ہے، گھروں میں پکانے کیلئے سپلائی کیا جاتا ہے، شادی بیاہ کی تقریبات اور دیگر دعوتوں میں پکا کر کھلایا جاتا ہے، ہوٹلوں میں استعمال ہوتا ہے۔ شرعی لحاظ سے اس کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) مرغ وغیرہ کا پیٹ چاک کر کے آنت کی آلائش نکال کر ابلے پانی میں ڈالدی جائے، یہ صورت جائز ہے، اس میں کوئی بات قابل اعتراض نہیں۔ تمام مسلمانوں کو یہی طریقہ اختیار کرنا چاہئے

(۲) مرغ کو ذبح کرنے کے بعد آلائش سمیت ابلتے پانی میں ڈالا جائے، یہ صورت قابل اعتراض ہے کیونکہ اندر کی آلائش نجاست وغلاظت کے گوشت میں سرایت کرنے کا احتمال موجود ہے، اگر کسی نے ایسا کر دیا تو اس بارے یہ تفصیل ہے کہ اگر پانی ابلتا ہوا ہو اور مرغ اتنی دیر تک رکھا گیا کہ نجاست وغلاظت کے گوشت میں نفوذ وسرایت کرنے کا یقین یا غالب گمان پیدا ہو جائے اور اس کی وجہ سے گوشت کے ذائقہ اور بو میں تغیر آجائے تو مرغ ناپاک ہوگیا، اس کا کھانا حلال نہیں اور مفتی قول کے مطابق اس کو پاک کرنے کا کوئی طریقہ بھی موجود نہیں اور اگر پانی صرف گرم ہو ابلتا نہ ہو اور اس میں تھوڑی دیر تک رکھا یا پانی ابل رہا تھا لیکن اسے ڈال کر فوراً نکال دیا، نجاست کو گوشت میں سرایت کا موقعہ ہی نہ ملا اور گوشت کے ذائقہ اور بو میں بھی تغیر نہیں آیا تو وہ پاک ہے، اس کا استعمال جائز ہے البتہ احوط طریقہ یہی ہے کہ الائش نکالنے کے بعد پانی میں ڈالا

جائے اور اب بڑے شہروں میں یہ رواج شروع ہو چکا ہے کہ دکاندار مرغ کی کھال اتار دیتے ہیں پھر الائش وغیرہ نکال دیتے ہیں گرم پانی میں ڈالنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ یہ صورت بھی بلاشبہ درست ہے اور اس محنت کے عوض دکاندار سراور پائے خود رکھ لیتا ہے، یہ بھی درست ہے، ہر خریدار کو اس کا علم ہوتا ہے۔

في الدر (١/ ٣٣٤) وكذادجاجة ملقاة حالة على الماء للنتف قبل شقها، وفي الشامية، (قوله وكذا دجاجة الخ قال في الفتح انها لا تطهر ابدالكن على قول ابي يوسف تطهر والعلةً والله اعلم تشربها النجاسة بو اسطة الغليان.

جگالی نجس ہے۔

جگالی کی حقیقت یہ ہے کہ جانور کچھ کھا لیتا ہے پھر معدہ سے کچھ اجزاءِ خوراک نکال کر منہ میں دباتا ہے، پھر کھالیتا ہے، مسئلہ یہ ہے کہ جگالی کیا گیا پانی، جھاگ اور یہ اجزاء پاک ہیں یا ناپاک؟ صاحب الدرالمختار نے نواقض وضوء میں اصول لکھا ہے کہ جو چیز معدہ میں چلی جائے اور فوراً قے کے ذریعہ خارج ہوجائے تو وہ نجس غلیظ ہے، خواہ معدہ میں استقرار نہ ہوا ہو، اس کی رو سے جگالی نجس غلیظ ہے کیونکہ اس میں معدہ میں استقرار بھی ہوجاتا ہے، جانور پالنے والے حضرات اس میں بڑی بے احتیاطی کرتے ہیں۔

في الدر (١/١٣٧) وينقضه قئ اوطعام اوما ء اذا وصل الى معدته وان لم يستقر وهو نجس مغلظ اه

وفيه ايضا(١/٣٤٩) قبيل كتاب الصلوٰة وجرته كزبله وفي الشامية (قوله وجرته كزبله) اى كسرقينه وهي بكسر الجحيم وقد تفتح: مايجره اى يخرجه البعير من جو فه الى فمه فيا كله ثانيا كمافي المغرب والقاموس.

وكذافي احسن الفتاوى(١/٨٨)

زکام میں ناک سے آنے والے پانی کا حکم

نزلہ اور زکام کی وجہ سے ناک سے جو پانی بہتا ہے وہ پاک اور طاہر ہوتا ہے اور اس سے وضو بھی نہیں ٹوٹتا، اگر کپڑے یا جسم کو لگ جائے تو اسے دھونا ضروری نہیں، طہارت اور نظافت کیلئے دھونا الگ معاملہ ہے اور اس کے پاک ہونے کی وجہ ہے کہ یہ پانی نہ زخم سے آتا ہے اور نہ زخم سے گزر کر آتا ہے، اس کا زخم سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اس وقت کے ڈاکٹر حضرات اور اطباء کی یہی تحقیق ہے، فقہاء متقدمین نے اپنی تحقیق کے مطابق اسے اگر چہ ناپاک اور ناقض وضو لکھا ہے اور ایسے شخص کو معذورین میں شمار کیا ہے

فی الدر المختار (۱/ ۳۰۵) فی تعریف المعذور: وکذا کل مایخرج بوجع ولومن اذن اه وفی الشامیة (قوله وکذا کل ما یخرج بوجع الخ)ظاهره یعم الانف اذا زکم ط، لکن صرحوابأن ماء فم النائم طاهر ولو منتنا فتأمل.

وقال الرافعی فی التحریرالمختار(۱ /۳۹):(قوله لکن صرحوابأن ماء فم النائم الخ) ای فمقتضی ماصرحوابه ان لایکون الزکام ناقضا بالاولی لا نبعاله من الرأس الذی لیس محل النجاسة وانبعاث الاول من الجوف الذی هو محلها لکن یفرق بینهما بان الزکام خارج بعلة بخلاف ماء فم النائم ولو منتنااه

آنکھ سے گرنے والے پانی کا حکم

آنکھ سے گرنے والا پانی کئی قسم کا ہوتا ہے۔

(۱) رونے کی وجہ سے گرنے والا پانی یعنی آنسو، یہ بالاتفاق پاک ہے، اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

(۲) بغیر کسی زخم کے کسی عارض کی وجہ سے آنے والا پانی مثلاً آنکھ سرخ ہوگئی، جیسا کہ ایک قسم کی بیماری میں ہوتا ہے یا آنکھ دکھ گئی یا تنکا وغیرہ آنکھ میں لگ گیا یا آنسو گیس کی وجہ سے پانی نکل آیا تو یہ بھی بالاتفاق پاک ہے، ناقض وضو نہیں۔

(۳) آنکھ کے اندرونی زخم سے آنے والا پانی پھر اس کی تین صورتیں ہیں

(i) وہ پیپ ہو

(ii) خون ہو، ان دو اقسام کا آنسو نہ ہونا اور زخم ہی سے رسنا اور نکلنا یقینی ہے ،اس لئے یہ بلاشبہ ناپاک اور ناقض وضو ہیں

(iii) وہ مواد پانی کی صورت میں ہو۔ اب اس کے بارے میں بھی احتمال ہے کہ زخم کا پانی ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ آنکھ کی عام رطوبت ہو، پہلی صورت میں ناقض وضو اور نجس ہونا چاہئے اور دوسری صورت میں غیر ناقض اور پاک ہونا چاہئے، اس بارے میں محقق بات یہ ہے کہ آنکھ منہ کی طرح محل رطوبت ہے یعنی اس میں تری ہر وقت رہتی ہے، اگر منہ یا زبان میں زخم یا پھنسی ہو تو لعاب زیادہ ہو جاتا ہے، اگرچہ پھنسی یا زخم سے کچھ بھی نہ نکلتا ہو اور فقہاء کرامؒ نے اصول یہ لکھا ہے کہ محل رطوبت کے پانی کو عام رطوبت ہی تصور کر کے اسے پاک سمجھا جائیگا جب تک کہ پیپ یا خون نظر نہ آئے، بعینہ یہی حال آنکھ کا ہے، اس میں معمولی خارش یا دانہ یا پھنسی ہو تو اس کی رطوبت میں اضافہ ہو جاتا ہے، حالانکہ پھنسی اس قابل نہیں ہوتی کہ اس سے مواد نکلے، لہٰذا اسے عام رطوبت اور تری تصور کیا جائیگا اور اسے پاک ہی شمار کیا جائے گا، ہاں اگر زخم زیادہ ہو اور پانی کے بارے یقین یا گمان غالب حاصل ہو جائے کہ زخم سے رس رہا ہے تو ناقض وضو اور نجس شمار ہوگا، متقدمین فقہاء کا اس پانی کے بارے اختلاف ہوا ہے، علامہ حصکفیؒ وغیرہ حضرات نے اسے ناقض وضو قرار دیا ہے۔

فی الدر (۱/۱۴۷) نواقض الوضوء: کما لا ینقض لو خرج من اذنه ونحوه اه کعینه وثدیه قیح ونحوها کصدید وماء سرة وعین لا بوجع وان خرج به ای بوجع نقض لانه دلیل الجرح فدمع من بعینه رمدا وعمش ناقض فان استمر صار ذاعذر مجتبی والناس عنه غافلون

وفی الشامیة: قال فی الفتح وهذا التعلیل یقتضی انه امر استحباب فان الشک والا حتمال لا یوجب الحکم بالنقض اذا لیقین لا یزول بالشک نعم اذا علم باخبار الاطباء اوبعلا مات تغلب ظن المتبلیٰ یجب.

تلاوت بھری کیسٹ بلا وضو چھونا

جس کیسٹ میں تلاوت بھری گئی ہو اسے بلا وضو چھونے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر اس کے اوپر علیحدہ ہونے والا کور بھی لگا ہو تو کور کی حیثیت غلاف کی ہے،اسے چھونا بلاشبہ درست ہے اور یہ ایسے ہے جیسے منفصل غلا ف میں قرآن پکڑنا اور اگر اس پر کور نہ ہوتو اس میں لگی ہوئی تار اور کیسٹ کے چھونے میں اکابرینِ امت کے آراء میں اختلاف موجود ہے،حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے اسے بلاوضو چھونے کی اجازت دی ہے اور ان کا مستدل یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ کیسٹ میں آواز قرآنی محفوظ ہے اور شریعت کا اصول یہ ہے کہ آواز قرآنی سننے اور جسم سے مس ہونے کیلئے پاکی اور وضو ضروری نہیں ،چنانچہ جنبی اور بے وضو شخص قرآن کریم کی تلاوت سن سکتا ہے،اس لئے جنبی اور بے وضو شخص کیلئے کیسٹ کا چھونا بھی درست ہے، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کی رائے یہ ہے کہ ایسی کیسٹ کو بلا وضو چھونا درست نہیں، ان کی دلیل ان کے الفاظ میں ملاحظہ ہو۔

’’مسئلے کا دوسرا رخ یہ ہے کہ’’ قرآن‘‘ کو چھونے کی ممانعت کا اصل سبب اس کا’’مکتوب ہونا‘‘ نہیں بلکہ قرآن مجید کا احترام ہے، یہ تحریر الفاظ قرآنی کا نقش ہے جو قرآن مجید پر دلالت کرتا ہے ٹھیک اسی طرح’’ کیسٹ‘‘ آواز قرآنی کا نقش ہے جو قرآن مجید پر دلالت کرتا ہے،اسلئے اگر کاغذ کا احترام واجب ہو جن میں الفاظ محفوظ کئے گئے ہوں تو کوئی وجہ نہیں کہ ان فیتوں کا احترام واجب نہ ہو جن میں قرآن کی آواز کو محفوظ کیا گیا ہو، اس لئے آیات قرآنی کے کیسٹ بھی بلاوضو چھونا درست نہ ہوگا، جنبی کیلئے سماعت قرآنی کے جائز ہونے سے استدلال محل غور ہے، اس لئے کہ قرآن مجید سننے میں سننے والے کے اختیار کو کوئی دخل نہیں ہوتا، یہ آواز بے اختیار اس کے کانوں تک پہنچتی ہے،اس کے برخلاف کیسٹ کو چھونے میں خود چھونے والا اپنے اختیار سے یہ کام کرتا ہے الخ‘‘

جدید فقہی مسائل (ص۳۴)مولانا مجیب اللہ ندوی A نے بھی اسلامی فقہ

(۱۷۵/۱) میں کیسٹ کو آواز قرآنی کا نقش قرار دیا ہے۔

صحیح یہ ہے کہ جنبی اور بے وضو شخص کا تلاوت بھری کیسٹ چھونا اور ہاتھ میں لینا جائز ہے اور حضرت تھانوی کا مذکورہ استدلال بالکل درست ہے اور یہ وجہ فرق کہ جنبی کا سننے میں اختیار نہیں اور جنبی کا کیسٹ چھونے میں اختیار ہوتا ہے صحیح نہیں کیونکہ اگر جنبی اور بے وضو شخص اپنے اختیار سے بھی قرآن کریم سنتا ہے تو بھی اس کا یہی حکم ہے یعنی سننا جائز ہے نیز تحریر بلاشبہ الفاظ قرآنی کا نقش ہے لیکن کیسٹ کو آواز قرآنی کا نقش کہنا محل نظر ہے، ہاں آواز قرآنی اس میں محفوظ ضرور ہوتی ہے، خلاصہ یہ کہ کیسٹ میں محفوظ آواز پر قرآن کریم کی تعریف کسی طرح صادق نہیں آتی قرآن کریم کی تعریف اصولیین نے اس طرح کی ہے۔

كتاب الله في المصطلح الشرعي هو القرآن المنزل على رسول الله ﷺ المكتوب في المصاحف المنقول عن النبي ﷺ نقلا متواترا بلاشبهة وهو النظم والمعنى: شرح الاصول للبزدوي.

نظام الفتاوی (۲۵/۱) میں ہے:

اس طرح بغیر وضو کے کیسٹ میں (تلاوت) بھرنا اور اس کا ہاتھ میں لینا۔۔ جائز ہے کیونکہ کیسٹ میں صرف ہوا محبوس ہوتی ہے، کلمات جیسی کوئی چیز محبوس ہو کر مقید نہیں ہوتی۔

تلاوت کی سی ڈی کو بلا وضو چھونے کا حکم

مذکورہ حکم تلاوت کی سی ڈیز کا بھی ہے یعنی انہیں بلاوضو چھونا جائز ہے بشرطیکہ کوئی آیت سی ڈی کے اوپر نہ لکھی ہوئی ہو، اگر سی ڈی پر کوئی آیت لکھی ہو تو اس جگہ کو بلاوضو چھونا جائز نہیں، اور سکرین پر جو قرآن لکھا ہوا دکھائی دے اسے بھی بلا وضو چھونا جائز ہے مثلاً ٹی وی پر جو تلاوت ہوتی ہے اس کے ساتھ متعلقہ آیات شیشہ پر لکھی دکھائی جاتی ہیں، اس سکرین اور شیشہ کا چھونا جائز ہے۔

حالتِ حدث میں قرآن کریم کی کتابت ٹائپنگ اور کمپوزنگ

پہلے یہ سمجھیں کہ قرآنِ کریم اور دوسری کتاب یا ورق کہ جس پر قرآنی آیات لکھی ہوں، کے چھونے میں فرق یہ ہے کہ بے وضو شخص مصحف اور قرآنِ کریم کو بالکل نہیں چھوسکتا، نہ لکھے ہوئے الفافاظ وکلمات کو اور نہ سادہ جگہ اور سفید کاغذ کو اور عام کتاب اور ورق میں یہ تفصیل ہے کہ جہاں قرآنی آیت لکھی ہے، اسے بلاوضو چھونا جائز نہیں لیکن خالی جگہ اور کنارے کو چھونا جائز ہے. حالتِ حدث میں قرآنِ کریم کی کتابت اور کمپوزنگ کا حکم کیا ہے؟ سو tipeing اور کمپوزنگ composing تو جائز ہے کیوں کہ ان میں ہاتھ نہ آیات پر لگتا ہے اور نہ کاغذ کے خالی حصے پر اور کتابت اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ لکھی ہوئی آیات وکلمات کو چھونا نہ پڑے.

فی الدرالمختار(۱/ ۱۷۳)ویحرم به ای بالاکبروالاصغرمس مصحف: ای مافیه آیةالخ وفی الشامیة : (قوله مافیه آیة الخ)ای المرادمطلق ماکتب فیه قرآن مجازا......قال ح : ولکن لایحرم فی غیرالمصحف الاالمکتوب: ای موضع کتابة' کذا فی باب الحیض من البحر وقیدبالآیة لانه لوکتب مادونهالایکره مسه.

وفیه ایضاً(۱/ ۱۷۵)ولاتکره کتابةقرآن والصحیفة اواللوح علی الارض عندالثانی خلافاً لمحمدوینبغی ان یقال ان وضع علی الصحیفة مایحول بینهاوبین یده یؤخذبقول الثانی والافبقول الثالث قاله الحلبی. وفی الشامیة: (قوله وعلی الصحیفة)قیدبهالان نحواللوح لایعطی حکم الصحیفة لانه لایحرم الامس المکتوب منه ط.

حالتِ جنابت میں کتابتِ قرآن' کمپوزنگ اور ٹائپنگ کا حکم

اس بارے پہلے اکابرین کے فتاویٰ ملاحظہ ہوں.

جدید فقہی مسائل ص۳۴ میں ہے.

جنابت کی حالت میں قرآن مجید کا لکھنا جائز نہیں ہے. یہاں تک کہ اگر کاغذ اس طرح ہو کہ اس پر ہاتھ رکھنے کی نوبت نہ آئے تو بھی درست نہ ہوگا چاہے ایک آیت سے بھی کم کیوں نہ ہو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنبی کیلئے قرآن مجید کی کمپوزنگ Composing اور اس کی ٹائپ کرنا بھی درست نہ ہو....اگر وضو نہ ہو تو اس طرح لکھ سکتا ہے۔ کہ ہاتھ کاغذ سے نہ لگے مگر اس میں بھی اختلاف ہے ،اس لئے احتراز افضل ہے. یہ حکم جس طرح کتابت کیلئے ہے اسی طرح ٹائپ اور کمپوزنگ کیلئے بھی ہے.

مولانا مجیب اللہ ندوی اسلامی فقہ (۱۷۴/۱) میں فرماتے ہیں.

جنابت کی حالت میں قرآن کی تلاوت صحیح نہیں ہے اسی طرح اس کی کتابت یا ٹائپ وغیرہ بھی صحیح نہیں ہے. الجنب لایکتب القرآن وان کانت الصحیفة علی الارض ولا یضع یده علیها وان کان مادون آیة بعض حضرات نے بے وضو کتابت کیلئے کچھ گنجائش نکالی ہے مگر بہتر نہ لکھنا ہے.

احقر مرتب عرض کرتا ہے احوط تو یہی ہے کہ حالتِ جنابت میں کتابت، اور کمپوزنگ نہ کی جائے لیکن جہاں تک اصل مسئلے اور جواز وعدمِ جواز کا تعلق ہے تو حالتِ جنابت میں کتابتِ قرآن جائز نہیں خواہ قرآن ہی لکھنا مقصود ہو یا کسی مضمون کے دوران کوئی آیت لکھنی پڑ جائے .اور اوراق یا صحیفہ ہاتھ میں ہو یا کسی گتے ، ٹیبل اور میز پر رکھا ہو یا زمین پر ،وجہ اس کی یہ ہے کہ اگر کتابتِ قرآن کرتے ہوئے حقیقۃً مسِ قرآن ہو تو وہ بالاتفاق ناجائز ہے لیکن حکماً مسِ قرآن ناجائز ہے ؟ اس میں اختلاف ہے .امام محمدؒ کے ہاں ناجائز اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں جائز ہے. کتابتِ قرآن کی صورت میں حکماً مسِ

قرآن کا تحقق یقیناً ہو جاتا ہے.خواہ ورق زمین پر ہو اور عام حالات میں یہ ممکن نہیں کہ ہاتھ ورق پر نہ لگے .اس لئے حالتِ جنابت میں امام محمدؒ کے قول کے مطابق کتابتِ قرآن صحیح نہیں ہے.اگر چہ علامہ شامیؒ نے ترجیح بھی امام ابو یوسفؒ کے قول کو دی ہے.جہاں تک قرآن کی کمپوزنگ composing اور tipeing کا تعلق ہے تو یہ جائز ہے کیوں کہ یہاں مسِ قرآن حقیقۃً ہوتا ہے اور نہ حکماً' درمیان میں واسطہ منفصلہ بعیدہ موجود ہے، اس لئے یہ ایسے ہے جیسے حالتِ جنابت میں قرآن کو دیکھنا اور حالتِ جنابت میں قرآن کو دیکھنا بالاتفاق جائز ہے.البتہ tipeing اور کمپوزنگ composing مکمل ہو جانے کے بعد مکتوب قرآن کو ہاتھ نہ لگائے۔

فی الدرالمختار(۱۷۵/۱) ولاتکرہ کتابۃ قرآن والصحیفۃ اواللوح علی الارض عندالثانی خلافاًلمحمدوینبغی ان یقال ان وضع علی الصحیفۃ مایحول بینھاوبین یدہ یأخذبقول الثانی والا فبقول الثالث قالہ الحلبی.

وفی الشامیۃ(قولہ خلافاًلمحمد)حیث قال احب الی ان لا یکتب لانہ فی حکم ماسّ القرآن حلیۃ عن المحیط .قال فی الفتح:والاول اقیس'لانہ فی ھذہ الحالۃ ماس بالقلم وھوواسطۃ منفصلۃ فکان کثوب منفصل الا ان یمسہ بیدہ.

وفی الدرایضاً(۱۷۴/۱)ولایکرہ النظر الیہ ای القر آن لجنب ولحائض ونفساء.

ترجمہ قرآن پاک کا حکم

قرآن مجید کا ترجمہ'خواہ وہ کسی زبان میں ہو'اس کا جنابت اور حدث کی حالت میں چھونا جائز نہیں.اوراس کی وجہ یہ ہے کہ کلامِ الٰہی اصل میں عربی الفاظ میں ہی ہے لیکن مقصود معانی 'مطالب اور مفہوم ہیں اور ترجمہ میں ان ہی معانی کی گویا ترجمانی ہوتی ہے.حالتِ حدث یاجنابت میں ترجمہء قرآن کی کتابت' اور کمپوزنگ کا بھی وہی حکم ہے

جواصل قرآن کا ہے.

فی الهندية(۱/۳۳) الفصل الرابع فی احکام الحيض،ولو كان القرآن مكتوباً بالفارسية يكره لهم مسه عند ابی حنيفةؒ وكذا عندهما على الصحيح هكذا فی الخلاصة.

حائضہ اورنفساء کیلئے ترجمہ قرآن اورقرآن کی کتابت وغیرہ کاحکم

حائضہ اورنفاس والی عورت کابھی وہی حکم ہے جوجنبی شخص کا ہے لہٰذا اس کانہ قرآن اوراسکا ترجمہ پڑھنا جائزہے اور نہ ہی کتابتِ قرآن جائز ہے البتہ کمپوزنگ اورٹائپنگ کی اجازت ہے کیونکہ وہ قرآنِ کریم کودیکھ سکتی ہے.

اخبارمیں لکھی ہوئی آیاتِ قرآنیہ کو بلاوضوچھونے کاحکم

آج کل اخبارات ورسائل میں کوئی قرآنی آیت یااس کاترجمہ لکھا جاتاہے .اوراخبارپڑھنے والے عموماً بے وضوہوتے ہیں.بے وضویا جنبی شخص کاایسی آیت یاترجمہ کوچھوناجائزنہیں.اس کاخیال رکھنا انتہائی ضروری ہے.

احسن الفتاویٰ(۸/۲۱)میں ہے.

سوال:اخبار کے جس صفحہ پرآیتِ قرآنی لکھی ہواس کو بے وضوہاتھ لگاناکیساہے؟

الجواب باسم ملهم الصواب جہاں آیتِ قرآنی لکھی ہوصرف اس جگہ ہاتھ لگانامنع ہے.دوسرے مواضع کوہاتھ لگاناجائز ہے.البتہ اگرچھوٹی سی چھوٹی آیت یعنی چھ حروف سے بھی کم ہوایک قول کے مطابق اس پر ہاتھ لگانے کی گنجائش ہے.

قال العلامة الحصكفیؒ: ويحرم به ای بالاكبروبالاصغرمس مصحف ای مافيه آية كدرهم وجدار.

وقال العلامۃابن عابدینؒ تحت (قولہ ای مافیہ آیۃ) لکن لایحرم فی غیرالمصحف الاالمکتوب ای موضع الکتابۃ کذافی باب البحرمن الحیض وقیدبالآیۃ لانہ لوکتب مادونہا لایکرہ مسہ کذافی حیض القہستانی. وینبغی ان یجری ھناماجری فی قرآۃ مادون آیۃ من الخلاف والتفصیل المارّین ھناک بالاولیٰ لان المس یحرم بالحدث ولو اصغربخلاف القرآۃ فکانت دونہ فتامل‘(ردالمحتار ۱/ ۱۱۷)

قرآن کے نقوش واعداد کا حکم

قرآنی آیات اورسورتوں کے جونقوش لکھے جاتے ہیں‘ان کی حیثیت قرآن مجید کی نہیں ہے.اسی طرح ’’علمِ ابجد‘‘ کے حساب سے کلمات والفاظِ قرآن کے جواعدادنکالے جاتے ہیں وہ بھی قرآن کے حکم میں نہیں ہیں.مثلاًبسم اللہ الرحمن الرحیم کے اعداد’’۷۸۶‘‘ہیں‘یہ اعدادبسملہ کے حکم میں نہیں ہیں.چنانچہ جنبی انہیں پڑھ سکتاہے اوربے وضوشخص انہیں چھوسکتاہے.اوروجہ اس کی یہ ہے کہ کسی قرآنی کلمہ کاجوبھی عددہوگاوہ قرآن کے علاوہ کسی بھی کلمہ کاعدد ہوسکتاہے جیسے کلمات قرآنی کے حروف کسی اورکلمہ کے حروف ہوسکتے ہیں اورجنبی وغیرہ کیلئے ہرحرف کاالگ الگ پڑھناجائز ہے.

فی الھندیۃ (۱/ ۴۳)الفصل الرابع‘واذاحاضت المعلمۃ فینبغی لھاان تعلم الصبیان کلمۃ کلمۃ وتقطع بین الکلمتین ولایکرہ لھا التھجی بالقرآن کذا فی المحیط.

قرآنی آیات کے تمغوں کا حکم

آج کل دھات کے بنے ہوئے مختلف تمغے گلوں میں پہنے اوربازوؤں پر باندھنے کاایک گونہ رواج ہوگیا ہے.ان میں بعض پرقرآنی آیات لکھی جاتی ہیں، یہاں کئی

پہلو بحث طلب ہیں.

شرعی حیثیت

یہ نمائشی مسلمانیت ہے،نہ یہ شرعاً مطلوب ہے اور نہ ہی پسندیدہ کیونکہ اس میں قرآنی آیات کا ادب واحترام قائم رکھنا اوران کی لاج رکھنا مشکل ہوتا ہے.

کیا وہ قرآن کے حکم میں ہیں؟

ان کا استعمال اگر چہ پسندیدہ نہیں لیکن اگر کوئی شخص قرآنی آیات پر مشتمل ایسے تمغوں کو استعمال کرتا ہی ہے تو اس کا کیا حکم ہے ؟اس بارے یہ تفصیل ہے کہ اگر اس میں پوری آیت لکھی ہو تو وہ قرآنِ کریم کے حکم میں ہے.جنبی اور بے وضو شخص کو اس کا چھونا جائز نہیں ہے.

فی الجوھرۃ النیّرۃ (۱/۴۵)لایجوزمس شیء مکتوب فیہ شیء من القرآن من لوح اودراھم اوغیرذلک اذا کانت آیۃ تامۃ.

لٹکانے اور باندھنے کا حکم

باقی رہا یہ مسئلہ کہ ایسے تمغوں کو گلے میں لٹکانا اور بازوؤں پر باندھنا کیسا ہے؟ اس بارے یہ تفصیل ہے کہ جنبی حائض اورنفساء کیلئے اس کا استعمال جائز نہیں.اگر پہنا ہوا اور جنابت لاحق ہوجائے تو اتارنا ضروری ہے کیونکہ شریعت ایسے افراد کو سراپا ناپاک تصور کرتی ہے.اور بے وضو شخص کیلئے یہ حکم ہے کہ اس کی دو صورتیں ہیں.

(۱)اعضاء وضو مثلاً ہاتھ وغیرہ پر باندھنا یا ان سے چھونا، یہ جائز نہیں ہے.

(۲) اعضاءِ وضو کے علاوہ اعضاء پر باندھنا اور مس کرنا جائز ہے یا نہیں؟

اس میں اختلاف ہے بعض حضرات کے ہاں جائز ہے کیونکہ شریعت نے صرف اعضاءِ وضو کو دھونے کا حکم دیا ہے، دوسرے اعضاء کو دھونے کا حکم نہیں دیا، جس سے معلوم ہوا کہ صرف اعضاءِ وضو ناپاک ہوتے ہیں دوسرے اعضاء ناپاک نہیں ہوتے ہیں. اور بعض حضرات کے ہاں انہیں ان اعضاء پر بھی باندھنا اور مس کرنا جائز نہیں ہے. ان کا استدلال یہ ہے کہ حالتِ حدث کی ناپاکی معنوی اور غیر محسوس ہوتی ہے، اور شریعت نے اسے غیر منقسم قرار دیا ہے، چنانچہ اس سے پورا جسم ناپاک ہوجاتا ہے، بعض اعضاء کو پاک اور بعض کو ناپاک قرار دینا صحیح نہیں ہے، احوط قول دوسرا ہے، فقہاءِ کرام نے اسی کو زیادہ صحیح قرار دیا ہے.

فی الھندیۃ (۱/۳۹) کتاب الطھارۃ' الفصل الرابع' واختلفوا فی مس المصحف بماعدا اعضاء الطھارۃ وبماغسل من الاعضاء قبل اکمال الوضوء والمنع اصح کذا فی الزاھدی.

بیت الخلاء لیجانے کا حکم

ایسے تمغے کو بیت الخلاء لے جانا یا حالتِ استنجاء میں اپنے پاس رکھنا مکروہ ہے.

فی الھدایۃ (۱/ ۵٦) کتاب الطھارۃ' باب النجاسۃ' الفصل الثالث فی الاستنجاء 'ویکرہ ان یدخل فی الخلاء ومعہٗ خاتم علیہ اسم اللّٰہ تعالیٰ اوشیء من القرآن کذا فی السراج الوھاج.

اس کا حل

اس کا حل یہ ہے کہ بیت الخلاء جانے سے قبل اسے اتار دیا جائے، نبی علیہ السلام بیت الخلاء جانے سے پہلے اپنی انگوٹھی اتار دیا کرتے تھے۔

فی اعلاء السنن (۱/۴۲۳)عن انسؓ قال: کان النبی ﷺ اذا دخل الخلاء نزع خاتمہٗ.رواہ الاربعۃ وصححہ الترمذی.وفی روایۃللبخاری : کان نقش الخاتم ثلاثۃ اسطر"محمد"سطر،و"رسول"سطر،و "اللّٰہ"سطر.

چھوٹے سائز کے قرآن مجید کا حکم

یہی حکم قرآنِ مجید کے ان چھوٹے نسخوں کا بھی ہونا چاہئے جنہیں ہمارے زمانے میں تعویذ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے.اور جسے خوردبین کی مدد کے بغیر پڑھا نہیں جاسکتا، ہاں البتہ تعویذ یا قرآنِ مجید تانبے کے غلاف میں ہو جیسا کہ رواج ہے تو اب چھونے میں مضائقہ نہیں.

جدید فقہی مسائل (ص ۳۸)

راتبہ معلّمہ کو حیض نفاس آئے تو قرآنِ کریم کی تعلیم کیسے دے؟

اس زمانے میں بنات کے مدارس بہت زیادہ ہوچکے ہیں جن میں خاتون معلمات بھی بکثرت پڑھاتی ہیں،قرآن کریم کی تعلیم حفظ ناظرہ وغیرہ خواتین کے سپرد ہوتی ہے،حالتِ حیض ونفاس میں قرآن کی تلاوت وتعلیم جائز نہیں .دوسری طرف چھٹی کرنے میں تعلیم کا شدید حرج ہوتا ہے' کیا ایسا درمیانہ طریقہ موجود ہے کہ اس حالت میں تعلیم جاری رکھی جاسکے اور ناجائز کا ارتکاب بھی نہ ہو؟

پہلے یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ حائض ونفساء کیلئے قرآن کریم کی پوری آیت ایک سانس میں پڑھنا جائز نہیں ہے بالاتفاق لیکن اس سے کم مقدار پڑھنے میں کچھ اختلاف پایا جاتا ہے ،امام طحاویؒ کے ہاں آیت سے کم کم ایک سانس میں پڑھنا درست ہے،اور امام کرخیؒ کے ہاں ایک ایک کلمہ کرکے پڑھنا درست ہے،فتوٰی اسی قول پر ہے۔

اس کی رو سے معلّمہ بنیتِ تعلیم ہجی کے ساتھ قرآنِ کریم پڑھا سکتی ہے یعنی ایک

کلمہ پڑھے پھر خاموش ہو جائے پھر دوسرا کلمہ پڑھے پھر خاموش ہو جائے.

فی المشکوٰۃ (۱/۴۹)عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لاتقرأالحائض ولاالجنب شیأمن القرآن رواہ الترمذی .

وفی الجوھرۃ النیّرۃ (۱/۳۵)وظاھرھذا ان الآیۃ ومادونھاسواء فی التحریم وقال الطحاوی یجوزلھم مادون الآیۃ والاول اصح.

سینٹری بیت الخلاء میں پتھر ڈھیلے کے استعمال پر پابندی لگانے کا حکم

اس زمانے میں پکے بیت الخلاء، سینٹری لیٹرین اور گٹر سسٹم رائج ہے، ان میں باقاعدہ پانی کا انتظام ہوتا ہے ،ان میں اگر ڈھیلا استعمال کیا جائے تو یہ تکلیف دہ ثابت ہوتا ہے، پانی کا راستہ بند ہو جاتا ہے جس سے تعفّن اور بدبو پھوٹتی ہے جو کہ تکلیف کا باعث ہے نیز صفائی میں دقت پیش آتی ہے ،اس بناء پر عوامی بیوت الخلاء میں پتھر اور ڈھیلے کے استعمال پر پابندی لگائی جاتی ہے۔

شرعاً ان حالات میں ایسی پابندی درست ہے اور اس کی خلاف ورزی ناجائز ہے

احسن الفتاویٰ (۲/۱۰۵) میں ہے.

لہٰذا ایسے مواقع میں ڈھیلے کا استعمال ہرگز نہ کرنا چاہئے،ڈھیلے کا استعمال مستحب ہے اور اپنے نفس کو اور دوسروں کو مصیبت میں ڈالنا حرام ہے، کسی مستحب کی خاطر حرام کا ارتکاب جائز نہیں، البتہ صفائی کی غرض سے جو جاذب کاغذ بازار میں ملتا ہے اس کا استعمال جائز ہے.

گلے کا مسح کرنا بدعت ہے.

بعض لوگ گردن کے مسح کے ساتھ گلے (حلقوم) کا مسح بھی کرتے ہیں، گردن کا مسح درست ہے اور آدابِ وضو میں شامل ہے لیکن گلے کا مسح سلف سے ثابت

نہیں، اور لوگ اسے ضروری اور سنت سمجھ کر کرتے ہیں اسلئے بدعت ہے۔

فی البحر(۱ /۲۸) کتاب الطهارة' والثانی مسح الرقبة' وهو بظهر اليدين وامّامسح الحلقوم فبدعة.

گرم پانی سے وضواور غسل بلاکراہت درست ہے

گرم پانی سے وضواور غسل بلاکراہت درست ہے خواہ پانی آگ سے گرم کیا گیا ہو یا گیزر وغیرہ سے۔

فی نفع المفتی والسائل (ص۱۴)الاستفسار: هل يجوزالتوضی بالماء المسخن وماء زمزم ؟ الاستبشار: نعم كما فی مجمع البركات عن خزانة الروايات.

ٹیوب ویل کا پانی جاری ہے۔

فتاوی محمودیہ(۱۶/۱۹۳) میں ہے۔

سوال: آج کل جنگلوں میں ٹیوب ویل جاری ہیں، دوفٹ چوڑی نالیوں سے پانی گزر کر میلوں کھیتوں میں حکومت کی طرف سے جاری کیا جاتا ہے، تو یہ ماء جاری ہے یا نہیں؟

الجواب: یہ توحقیقۃً ماء جاری ہے. كذافی الدرالمختار.

کیا ٹینکی سے آنے والا پانی ''ماء جاری'' کے حکم میں ہے؟

فتاوی عثمانی (۲/۳۲۷) میں ہے۔

سوال: آج کل پائپ سسٹم میں رواج ہے کہ مکان کی چھت پر پانی کی ایک ٹینکی

ہوتی ہے اور ہینڈ پمپ کے ذریعہ سے اس میں پانی جمع کرلیا جاتا ہے ،اس ٹینکی سے تمام مکان میں پانی پہنچایا جاتا ہے ،تو اگر اوپر سے پانی ٹینکی میں ڈالا جارہا ہو اور نیچے سے پائپ کے ذریعہ پانی نکل رہا ہو تو کیا یہ پانی "ماء جاری" ہوگا یا نہیں؟

اور اگر ایسی ٹینکی میں نجاست اس وقت گرے جبکہ پانی ٹھہرا ہوا ہو، کسی ایک جانب سے یا دونوں جانبوں سے پانی نہ نکل رہا ہو تو کیا جس وقت پانی جاری ہوگا اس وقت وہ ٹینکی پاک ہوجائے گی یا نہیں؟

جواب: قال فی منیة المصلی عن ابی یوسفؒ ماء الحمام بمنزلة الماء الجاری(واختلف المتاخرون فی بیان هذاالقول ، قال بعضهم : مراده حالة مخصوصةوهواذاکان الماء یجری من الانبوب الی حوض الحمام والناس یغترفون منه غرفامتدارکاً)

وقال تحته العلامةالحلبی نقلاًعن فتاوی قاضیخان :وان کان الناس یغترفون من الحوض بقصاعهم ولایدخل من الانبوب ماء اوعلی العکس اختلفوافیه ،واکثرهم علی انه یتنجس ماء الحوض ،وان کان الناس یغترفون بقصاعهم ویدخل الماء من الانبوب اختلفوافیه واکثرهم علی انه لایتنجس (انتهی)فهذاهوالذی ینبغی ان یعتمدعلیه(غنیة المتملی ص۱۰۲ و۱۰۳)طبع سهیل اکیڈمی لاهور.

وقال العلامة طاهرالبخاریؒ :وفی الفتاوی وحوض الماء اذااغترف رجل منه وبیده نجاسة وکان الماء یدخل من انبوبه فی الحوض والناس یغرفون من الحوض غرفامتدارکالایتنجس،(خلاصةالفتاوی ۱/۵)طبع امجداکیڈمی لاهور)ومثله فی الدرالمختارعلی الشامی (۱/۹۰)

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ وہ حوض صغیر جس کے ایک جانب سے پائپ کے ذریعہ پانی آرہا ہو اور دوسری جانب سے اس میں سے پانی بھر رہے ہوں تو وہ "ماء جاری" کے حکم میں ہے،آج کل جو ٹینکیوں کی صورت مروج ہے وہ بھی بظاہر اس میں داخل

ہے۔مگر اس پر یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ علامہ شامیؒ نے اس حکم کو اس صورت میں خاص کیا ہے کہ جس سے پانی اوپر کی طرف سے نکالا جا رہا ہو، اور اگر نیچے سے کسی سوراخ وغیرہ کے ذریعہ سے نکل رہا ہو جیسا کہ مروجہ چھت کی ٹینکیوں سے بذریعہ پائپ نکلتا ہے تو اس صورت میں یہ حکم نہ ہوگا۔

اس کا جواب میرے خیال میں یہ ہے کہ علامہ شامیؒ نے یہ حکم حوض کے بارے میں بیان میں فرمایا ہے (شامی، مطلب لو ادخل الماء من اعلی الحوض وخرج من اسفله فليس بجار ۱/ ۹۰) اور اس کی تلی میں اگر سوراخ ہو تو یقیناً وہ اس حکم میں نہ ہوگا، کیونکہ اس وقت حوض سے پانی کا خروج نہایت سست رفتار سے اور بہت کم ہوگا۔بخلاف اس صورت کے کہ ٹینکی سے پانی پوری قوت وشدت کے ساتھ نیچے بہتا ہو، ان دونوں میں فرق ہوگیا۔

زندہ سانپ کا جامہ پاک ہے۔

سانپ کے جامے سے مراد وہ چھلکا ہے جسے سانپ خود اتار دیتا ہے، اسے بعض بیماریوں کا علاج سمجھا جاتا ہے اور ڈاکٹر حضرات اسے بطور دوائی مریض کیلئے تجویز کرتے ہیں یہاں دو مسائل قابلِ وضاحت ہیں۔

(۱) مریض کا اسے استعمال کرنا

(۲) اس کے ساتھ نماز پڑھنا۔

جہاں تک پہلے مسئلے کا تعلق ہے تو اس کا بیرونی استعمال بلاشبہ درست ہے۔چنانچہ اسے آنکھوں پر ملا جاتا ہے، اس سے نظر بڑھتی ہے اور گلے میں بھی لٹکایا جاتا ہے، اور اندرونی استعمال یعنی اس کا کھانا تداوی بالمحرم کے زمرے میں آتا ہے، اور تداوی بالمحرم چند شرائط کے ساتھ جائز ہے۔

(۱) مسلمان حاذق طبیب اسے تجویز کرے۔

(۲)اس کے علاوہ کوئی حلال دوائی مؤثر ثابت نہ ہو یا دستیاب ہی نہ ہو۔

(۳)بقدرِ ضرورت استعمال کی جائے وغیرہ۔

جہاں تک دوسرے مسئلے کا تعلق ہے تو سانپ کا جامہ پاک اور طاہر ہے اگرچہ حرام ہے لہٰذا اس کے ساتھ نماز درست ہے۔

فی خلاصة الفتاوی(۱/ ۴۴)الفصل السابع ، کتاب الطهارة ،وفی نسخة القاضی الامام وقمیص الحیّة الصحیح انه طاهر.

وفی الهندیة (۱/۲۶۱)کتاب الطهارة ،باب الانجاس، قمیص الحیّة الصحیح انه طاهر کذافی الخلاصة.

غیرملکی کپڑوں میں نماز پڑھنے کا حکم

آج کل عام بازاروں اور لنڈا بازار میں غیر ممالک اور غیر مسلموں کے بنائے ہوئے ،مستعمل کپڑے بکتے ہیں جیسے سویٹر،کوٹ وغیرہ۔نظافت اور ستھرائی کے اعتبار سے تو وہ صاف ہی ہوتے ہیں لیکن شرعاً پاک اور طاہر ہیں یا نہیں؟دھوئے بغیر ان میں نماز جائز ہے یا نہیں؟اس کا جواب یہ ہے کہ اگر بظاہر ان پر نجاست نظر نہ آئے تو وہ طاہر اور پاک تصوّر ہوں گے اور ان میں نماز جائز ہے تاہم انہیں دھولینا بہتر ہے۔

فی الدرالمختار(۱/ ۳۵۰)فصل فی الاستنجاء،ثیاب الفسقة واهل الذمّة طاهرة.

وفی الشامیة(۱/ ۲۰۵)احکام الدباغة ،ومن هناقالوالابأس بلبس ثیاب اهل الذمّة والصلوة فیهاالا الازارفانه تکره الصلوة فیها لقربها من موضع الحدث وتجوزلان الاصل الطهارة،وللتوارث بین المسلمین فی الصلوة بثیاب الغنائم قبل الغسل وتمامه فی الحلیة اه

گٹرلائن کی آمیزش اور بدبو والے پانی کا استعمال

آپ کے مسائل (۴۶/۲) میں ہے۔

سوال: بعض مرتبہ ہم کسی مسجد میں جاتے ہیں اور وضو کیلئے نلکا کھولتے ہیں تو شروع میں بدبودار پانی آتا ہے پانی بظاہر صاف نظر آتا ہے اور کوئی رنگ کی آمیزش نہیں ہوتی لیکن پانی میں بدبو محسوس ہوتی ہے، ایسی صورت میں کیا اس پانی سے وضو کیا جاسکتا ہے یا یہ پانی ناپاک تصور ہوگا اور اس پانی سے وضو نہیں ہوگا؟

الجواب: نلوں کے ذریعے جو بدبودار پانی آتا ہے اور پھر صاف پانی آنے لگتا ہے اس بارے میں جب تک بدبودار پانی کی حقیقت معلوم نہ ہو یا رنگ اور بو سے ناپاکی کا پتہ نہ چلتا ہو، اس وقت تک اس کے ناپاک ہونے کا حکم نہیں دیا جائے گا کیونکہ پانی کا بدبودار ہونا اور چیز ہے اور ناپاک ہونا اور چیز ہے۔ اور اگر تحقیق ہوجائے کہ یہ پانی گٹر کا ہے تو نل کھول دینے کے بعد وہ ''جاری پانی'' کے حکم میں ہوجائے گا اور پاک ہوجائے گا۔ بس بدبودار پانی نکال دیا جائے، بعد میں آنے والے صاف پانی سے وضو اور غسل صحیح ہے۔

پیشاب سے بنائے گئے نمک کا حکم

اس زمانے میں پیشاب کو پکا کر اس کی شوریت ختم کر کے اس سے نمک بنایا جاتا ہے، سوال یہ ہے کہ کیا وہ نمک حلال اور طیب ہے؟ اس کا استعمال جائز ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ شرعاً یہ نمک نجس اور ناپاک ہے اس کا استعمال کسی صورت جائز نہیں۔

نظام الفتاوی[1] (۲۵/۱) میں ہے۔

بعض مقامات پر پیشاب کو پکا کر اس کی شوریت کو نکال کر نمک بنا دیا جاتا ہے، شرعی نقطہ نظر سے اس کا استعمال درست ہے یا نہیں؟

الجواب: پیشاب شوریت وغیر شوریت بجمیع اجزاء نجس بعینہ اور غیر مباح الشرب والاکل ہوتا ہے۔اس لئے شوریت نکال دینے کے بعد بقیہ اجزاء ناپاک اورنجس ہی باقی رہیں گے اوران کا استعمال ناجائز ہی رہے گا۔ہاں اگر پیشاب نمک کی کان میں پڑکرنمک بن جائے اورغیر متمیز ہوجائے تو"الخلط استہلاک" کے مطابق اس پر پیشاب کاحکم باقی نہ رہے گا۔

گندے پانی اور پیشاب سے بنائے گئے نمک کاحکم

ایک گندے قسم کے پانی اور پیشاب کو پکاکر ان کی شوریت ختم کرکے ان سے نمک بنا دیاجاتا ہے،آیا یہ نمک پاک ہے یاناپاک ؟اس کا کھانادرست ہے یانہیں؟ اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگراس عمل سے اس کی حقیقت بدل جاتی ہےتو پھرتو وہ پاک اور حلال ہے لیکن اگر حقیقت نہیں بدلتی تو اس سے وہ حلال اور پاک نہ ہوگا اورمذکورہ عمل سے حقیقت بدلتی ہے یاصرف تجزیہ ہوتا ہے اس کاقطعی فیصلہ ابھی تک نہیں ہوا، فیصلہ اس کے ماہرین ہی کرسکتے ہیں البتہ احسن الفتاوی(۸۲/۲) میں اسے تغیر ماہیت وحقیقت کی بناء پر پاک اورحلال لکھا ہے۔

فی الدر (۱ /۴۶) والظاهران مذهبنالبوت انقلاب الحقائق بدليل ذكروه فی انقلاب عين النجاسة كانقلاب الخمرخلاوالدم مسكا ونحوذلک.

و فی الهندية (۱ /۵۰) كتاب الطهارة، باب النجاسة الخل النجس لوصب فی خمر وصار خلا يكون نجسا لان النجس لم يتغير الخ

پیشاب اور گندے پانی کو جدید آلات سے فلٹر(filter) کر دیا جائے تو کیا وہ پاک ہو جائے گا؟

اس زمانے میں سائنس دانوں نے ایسے آلات تیار کر لئے ہیں جن کے ذریعے پیشاب اور نالوں کے ناپاک اور گندے پانیوں کو فلٹر(filter) کر کے صاف کیا جاتا ہے ،کیا شرعاً وہ پانی طاہر شمار ہوگا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ایسے پانی سے تین امور متعلق ہوتے ہیں۔

(۱)پینا

(۲)اس سے طہارت حاصل کرنا مثلاً وضو غسل کر کے نماز پڑھنا یا کپڑے وغیرہ دھونا

(۳)اس کا صاف شفاف ہونا۔

اس کا حکم یہ ہے کہ فلٹر کرنے کے باوجود اس کا پینا جائز نہیں اور اس سے شرعی طہارت حاصل نہیں ہوتی البتہ ظاہری طور پر وہ صاف اور شفاف ہو جاتا ہے۔اور اس کی وجہ یہ ہے کہ فلٹر کرنے سے اس پیشاب اور گندے پانی کی حقیقت نہیں بدلتی ،صرف تجزیہ ہوتا ہے یعنی صرف بدبودار اور نجس اجزاء نکل جاتے ہیں ،معنوی ناپاکی بدستور باقی رہتی ہے،

آپ کے مسائل (۴۶/۲)میں ہے،

سوال:آج کل سائنس دانوں نے ایسا آلہ ایجاد کیا ہے گندی نالیوں کے پانی کو صاف و شفاف بناتے ہیں ،بظاہر اس میں کوئی خرابی نظر نہیں آتی،اب کیا یہ پانی پلید ہوگا یا نہیں؟

الجواب:صاف ہو جائے گا،پاک نہیں ہوگا۔صاف اور پاک میں بڑا فرق ہے۔

جدید فقہی مسائل (۱۱۴/۱)میں ہے۔

ایک چیز ہے کسی شے کی ماہیت اور حقیقت کو تبدیل کر دینا اور دوسری اس کا تجزیہ کر گزرنا(decompose)اگر کسی چیز کی حقیقت ہی یکسر بدل جائے تو اس کے احکام

بھی بدل جائیں گے۔اوراگر محض اس کے بعض اجزاء کسی طرح الگ کر لئے جائیں تو اس کی وجہ سے اس کے احکام نہیں بدلیں گے مثلاً پاخانہ جلا کر راکھ بنادیا جائے تو اب وہ راکھ ناپاک شمار نہ ہوگی،الفتاوی الھندیۃ (۱؍۴۴)،شراب میں نمک ڈال کر سرکہ بنادیا جائے تو اس کی حرمت وناپاکی ختم ہوجائے گی ،الفتاوی الھندیۃ (۱؍۴۴) لیکن اگر کسی طرح سائنٹفک طریقہ پر اس کے بعض اجزاء نکال دئے جائیں جن سے بوختم ہوجائے تو اس کے باوجود ناپاک رہے گا۔

پیشاب فلٹر (filter) کرنے کی وجہ سے غالبًا اپنی حقیقت نہیں کھوتا بلکہ محض اس کے بدبودار اجزاء نکال لئے جاتے ہیں، اسلئے وہ ناپاک ہی رہیں گے،ان کا پینا یا وضو غسل وغیرہ کیلئے ان کا استعمال درست نہ ہوگا۔اور وہ جسم کے جس حصے کو لگ جائے اس کو ناپاک سمجھا جائے گا۔

الفقہ الاسلامی مکہ مکرمہ کا فیصلہ

یہ مسئلہ رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے زیر نگرانی مجلس الفقہی الاسلامی کے ہاں زیر غور آیا تھا مجلس کے شرکاء نے غور وخوض اور ماہرین کی رائے کے نتیجے میں ایسے پانی کو پاک قرار دیا ہے،اس فیصلے کا یہاں نقل کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا البتہ یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ یہ فیصلہ اتفاقِ رائے سے منظور نہیں ہوا،ایک رکن نے شدید اختلاف کیا ہے،دوسرے یہ کہ یہ فیصلے حضرت قاضی القضاۃ مولانا مجاھد الاسلام قاسمی رحمہ اللہ کے ترجمہ کی صورت میں ”عصر حاضر کے پیچیدہ مسائل کا شرعی حل“ کے نام سے چھپ چکے ہیں،مولانا نے مقدمہ میں لکھا ہے۔

”واضح رہے کہ اختلاف رائے بالخصوص جدید مسائل میں ہمیشہ ممکن رہا ہے۔اس کتاب میں جو فیصلے شامل ہیں ،ان میں سے بعض مسائل میں خود ان کے شرکاء میں بھی اختلاف ہے،بعض فیصلے ایسے بھی ہیں جو ہماری رائے کے خلاف ہیں“

یہ مسئلہ گیارہویں سمنار کے موقعہ پر پیش ہوا تھا اور پانچویں نمبر پر اس کا فیصلہ سنایا گیا، جو یہ ہے۔

پانچواں فیصلہ

نالیوں میں بہنے والے پانی سے اس کے فلٹر کرنے کے بعد پاکی حاصل کرنے کا حکم

المجمع کے اس اجلاس میں اس سوال پر غور کیا گیا کہ جاری پانی کی صفائی کردی جائے تو اس سے وضو اور غسل کیا جاسکتا ہے اور نجاست کا ازالہ اس پانی سے ہوجاتا ہے یا نہیں ؟ کیمیائی طریقے پر پانی کی صفائی کے ماہرین سے رجوع کیا گیا ،انہوں نے واضح کیا کہ اس صفائی میں پانی سے نجاست کو چار مرحلوں میں دور کیا جاتا ہے ،

پہلا مرحلہ ترسیب ہے یعنی پانی کو اس طرح جمع کرنا کہ اس کی کدورتیں نیچے بیٹھ جائیں۔

دوسرا مرحلہ اوپر کے پانی کو چھان کر الگ کرلینا۔

تیسرا مرحلہ بیکٹریاز کو ماردینا۔

اور چوتھا مرحلہ کلورین کے ذریعے بیکٹریاز دوبارہ پیدا ہونے سے روک دینا۔

ان مرحلوں کے بعد پانی کا مزہ ،رنگ اور بو میں نجاست کا کوئی اثر باقی نہیں رہتا ہے۔یہ ماہرین مسلمان ،عادل اور صدق وامانت میں قابلِ اعتماد ہیں ،

لہذا المجمع الفقھی طے کرتا ہے کہ جاری پانی کو اگر مذکورہ بالا یا اسی جیسے عمل کے ذریعے صاف کردیا جائے اور اسکے مزہ ،رنگ اور بو میں نجاست کا کوئی اثر باقی نہ رہے تو پانی پاک ہوجائے گا ،اور اس پانی سے رفع حدث (پاکی کا حکم) اور نجاست کا ازالہ اس فقہی قاعدہ کی بنیاد پر ہوجائیگا کہ زیادہ پانی جس میں نجاست گرگئی ہو اگر نجاست کا ازالہ اس طرح ہوجائے کہ اس کا کوئی اثر باقی نہ رہے تو پانی پاک ہوجاتا ہے۔

دستخط	دستخط
رئیس المجمع الفقھی	نائب رئیس
عبدالعزیز بن عبد اللہ بن باز	ڈاکٹر عمر عبداللہ نصیف

ممبران

دستخط
محمد بن جبیر

دستخط
ڈاکٹر بکر عبداللہ ابوزید

دستخط
عبداللہ عبدالرحمان البسام

دستخط
صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان

دستخط
محمد بن عبداللہ بن السبیل

دستخط
مصطفیٰ احمد الزرقاء

دستخط
محمد الشاذلی النیفر

دستخط
ڈاکٹر یوسف القرضاوی

دستخط
ڈاکٹر محمد رشید راغب قبانی

دستخط
محمد الحبیب بن الخوجہ

دستخط
ابوبکر جومی

دستخط
ڈاکٹر احمد فہمی ابوسنہ

دستخط

کنوینر
محمد محمود الصواف

محمد سالم عدود

ڈاکٹر طلال عمر بافقیہ

نقطہ نظر

نالہ کے صاف کئے گئے پانی کا مباح اور شرعی استعمال

الحمدللہ وبعد!

نالے دراصل اس غرض سے تیار کئے جاتے ہیں کہ لوگوں کیلئے دینی اور جسمانی اعتبار سے ضرر رساں چیزیں وہاں ڈال دی جائیں تاکہ پاکی حاصل رہے اور ماحول آلودگی سے محفوظ رہے۔اب ایسے جدید وسائل پیدا ہو گئے ہیں جن کے ذریعے نالوں کے گندے

پانی کو صاف و شیرین پانی میں تبدیل کر کے اسے مختلف شرعی اور مباح استعمال کے قابل بنادیا جاتا ہے، جیسے اس پانی سے پانی حاصل کرنا، اس کو پینا، اسی سے سینچائی کرنا، اس ترقی کے پیشِ نظر جب نالے کے پانی کی ان علتوں اور اوصاف کی تحقیق کی جائے جن کی وجہ سے اس پانی کے استعمال کی ہر صورت یا بعض صورتیں ممنوع تھیں، تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ نالے کے پانی میں درجہ ذیل علتیں ہوتی ہیں :

اول: مزہ، رنگ اور بو والی نجس فضلات۔

دوم: متعدی امراض کے فضلات اور دواؤں و جراثیم کی کثافت۔

سوم: گندگی اور خباثت جو نالے کے پانی میں اپنی اصل کے اعتبار سے ہوتی ہے اور اس میں پیدا ہوجانے والے کیڑوں اور حشرات کی وجہ سے ہوتی ہے۔ جو طبعاً اور شرعاً گندے ہوتے ہیں۔ ایسے پانی کی صفائی کے بعد یہ دیکھنا ضروری ہے کہ ان اسباب اور علل کا ازالہ کس حد تک ہوجاتا ہے، اسلئے کہ اس پانی کا نجاست سے اس طرح تبدیل ہوجانا کہ اس کا رنگ، مزہ اور بو بدل جائے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس میں تمام علتیں اور نقصان دہ جراثیم بھی ختم ہوجاتے ہیں، زراعتی محکمے برابر یہ آگاہی دیتے رہتے ہیں کہ صاف کیے گئے اس پانی سے ان کھیتوں کو سیراب نہ کیا جائے جن کی سبزیاں بغیر پکائے کھائی جاتی ہیں، تو ایسے پانی کو براہِ راست پینا کیسا ہوسکتا ہے، جسم کی محافظت اسلام کے مقاصد میں سے ہے، اسلئے کسی بیمار کو صحت مند کے ساتھ نہیں رکھا جاتا اور جس طرح دین کے ضرر رساں چیزوں کی ممانعت ہے، جسم کے اصلاح کیلئے بھی مضر چیزوں کی ممانعت واجب ہے، اور اگر یہ علتیں زائل بھی ہوجائیں تو اپنی اصل کے اعتبار سے اس کی خباثت اور گندگی کی علت باقی رہتی ہے کیونکہ یہ پانی پیشاب پاخانہ سے کشید کیا جاتا ہے تاکہ اسے شرعیات اور عادات میں برابر استعمال کیا جائے، یہ معلوم ہے کہ شافعی مذہب میں اور حنابلہ کے معتمد مذہب میں استحالہ کی وجہ سے یہ طہارت کی طرف منتقل نہیں ہوتی۔ ان کا استدلال اس حدیث سے ہے جس میں جلالہ (نجاست کھانے والے) جانور پر سواری کرنے اور اس کا دودھ دوہنے سے منع کیا گیا ہے، یہ حدیث اصحاب

سنن وغیرہ نے روایت کی ہے، نیز دیگر علتیں بھی ان فقہاء کے پیشِ نظر ہیں،

یہ بھی واضح رہے کہ نجاست سے طہارت میں تبدیل ہونے کے مسئلہ پر علماء متقدمین میں جو اختلاف جاری ہے اس کا تعلق چند خاص چیزوں سے ہے، اور بالیقین انہوں نے تبدیلی کے حکم کو ان موجودہ نالوں پر منطبق نہیں کیا ہے جس میں نجاستیں، گندگیاں، ڈسپنسری اور ہوسپٹل کے گندے کوڑوں کا ڈھیر ہوتا ہے۔ اور آج کے مسلمان ابھی اضطرار کی اس حالت کو نہیں پہنچے ہیں کہ پاخانہ کو صاف کرکے اس سے طہارت حاصل کرنے اور اس کو پینے کیلئے دیا جائے۔ کافرملکوں میں اسے دولت سمجھنے کا تصور ہمارے لئے قابلِ قبول نہیں کہ ان کے طبائع کفر کی وجہ سے فاسد ہوچکے ہیں۔ ہمارے یہاں یہ متبادل موجود ہے کہ سمندر کے پانی کو صاف کیا جائے اور اخراجات کے ایک بڑے حصے کو اس طرح پورا کیا جائے کہ پانی کے استعمال کی قیمت اتنی بڑھادی جائے جس میں ضرر نہ ہوتا کہ پانی کے بے جا خرچ کی ممانعت کا قاعدہ شرعی جاری کیا جائے۔

بکر ابو زید

رکن المجمع الفقهی الاسلامی، مکه مکرمه

حیض ونفاس کی حالت میں کریم کا استعمال

یہاں دو مسائل قابلِ تحقیق ہیں۔

(۱) خود کریم کا استعمال درست ہے یا نہیں؟

(۲) حیض ونفاس کی حالت میں درست ہے یا نہیں؟

جہاں تک پہلے مسئلے کا تعلق ہے تو چند شرائط وقیود کے ساتھ کریم پاوڈر وغیرہ کا استعمال درست ہے، سننِ ترمذی میں حضرت ام سلمہؓ کی روایت ہے کہ ہم جھائیاں دور کرنے کیلئے چہرے پر ورس ملا کرتے تھے، ورس ایک قسم کی گھاس ہے، بعض علاقوں میں

خواتین سنترہ اورکینوں سے یہ کام لیتی ہیں ،اس کا مقصد محض یہی ہے کہ نفاس کے زمانے میں عموماً نہانے کا موقعہ نہ ملنے کے باعث چہرے پر جھائیاں پڑ جاتی ہیں اور چہرہ مرجھاسا جاتا ہے ، ورس اور سنترہ ملنے سے چہرے کی کھال درست ہو جاتی ہے،اس زمانے میں ترقی ہوچکی ہے اوراس مقصد کیلئے مختلف قسم کے پاوڈراور کریم کا استعمال کیا جاتا ہے لہذا شرعاً اس کے استعمال میں مضائقہ نہیں البتہ چند شرائط کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

(۱)نامحرم کیلئے نہ ہو(۲)تغیر خلق اللہ نہ ہو یعنی کریم اور پاوڈر اس طرح نہ لگائے کہ اصل حلیہ بگاڑ کر رکھ دے (۳)بے جا اسراف نہ ہو(۴)فخر و مباہات کیلئے نہ ہو(۵)حلال مال سے ہو وغیرہ۔

فی سنن الترمذی (۱۳۱/۱)ابواب الطهارة،باب ماجاء فی کم تمكث النساء .عن ام سلمةؓ قالت كانت النساء تجلس على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم اربعين يوماً وكنانطلي وجوهنابالورس من الكلف.

قال المحشي: الورس هونبت اصفرمن الكلف قال صاحب المجمع :الكلف لون بين سوداء وحمرة وكدورة تعلو الوجه ومنه كنا نطلى وجوهنا بالورس من الكلف الخ

جب عام حالات میں کریم پاوڈر کا استعمال درست ہے تو حیض ونفاس کی حالت میں بھی انکا استعمال درست ہے ،ممانعت کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

مانع حیض ادویہ استعمال کرنے کا حکم

بازار میں ایسی گولیاں اورادویہ دستیاب ہیں جوعورت کی ماہواری کو روک دیتی ہیں یا اسے مؤخر کردیتی ہیں ،خواتین عموماً انہیں روزے ،حج اور شادی کے مواقع پر استعمال کرتی ہیں ،اگر طبی طور پر یہ مضر صحت نہ ہوں تو شرعاً استعمال کرنے میں مضائقہ نہیں ہے ،اس کی اجازت حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے بھی منقول ہے۔(ایقریٰ لقاصدامّ القریٰ

لمحب الدین الطبری ص ۲۶۵)

جدید فقہی مسائل (۲۴۱/۱) میں ہے۔

حج کے ایام میں تمام افعال کو معمول اور اپنے مقرر اوقات پر انجام دینے کیلئے اگر خواتین ایسی ادویہ استعمال کریں جو وقتی طور پر حیض کے خون کو روک دیں تو کوئی قباحت نہیں تا کہ افعالِ حج کو مقررہ اوقات کے اندر ادا کرسکیں اھ۔

احقر نے بعض ڈاکٹرز سے اس کی طبی حیثیت معلوم کی تو سب نے تقریباً یہی جواب دیا کہ ایسی ادویہ مضر صحت نہیں ہیں۔ایک دو حضرات کا یہ بھی کہنا تھا کہ حیض کے ممکنہ دنوں میں استعمال کرنے کے ساتھ بہتر یہ ہے کہ پورے ماہ اس کا استعمال کیا جائے ، یہ زیادہ بے خطر ہے۔اس لحاظ سے یہ طبی مسئلہ ہے۔بعض حضرات اسے مضر صحت گردانتے ہیں۔کچھ اطباء کی بھی یہی رائے ہے۔

چنانچہ فتاویٰ رحیمیہ قدیم (۴۰۴/۶) میں ہے۔

سوال: یہاں برطانیہ میں ماہواری کو روکنے کیلئے گولیاں ملتی ہیں ،بعض عورتیں رمضان المبارک اور ایام حج میں ان کو استعمال کرتی ہیں تا کہ روزہ قضاء نہ ہو اور حج کے تمام ارکان ادا کرسکے تو اس نیت سے ان گولیوں کا استعمال جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب: ماہواری فطری چیز ہے اس کے روکنے سے صحت پر برا اثر پڑنے کا اندیشہ ہے ،اس لئے رمضان میں گولیاں استعمال نہ کرے ،بعد میں روزوں کی قضا کرے،حج میں بھی استعمال نہیں کرنا چاہئے ،طواف زیارت کے سوا تمام افعال ادا کرسکتی ہے ،اور حیض سے پاک ہونے کے بعد طواف زیارت بھی کرسکتی ہے البتہ اگر وقت کم ہو اور طواف زیارت کا وقت نہ مل سکتا ہو اور باوجود کوشش کے حکومت سے مہلت ملنے کا امکان نہ ہو تو استعمال کی گنجائش ہے ،مگر صحت پر برا اثر پڑنے کا اندیشہ ہے اور اس کا مشاہدہ بھی ہے، اس لئے حتی الامکان استعمال نہ کرے الا یہ کہ بالکل مجبور ہو جائے۔

شراب سے گردوں کی مالش کا حکم

بسااوقات گردوں وغیرہ اعضاء انسانی میں تکلیف ہوتی ہے ، بعض ڈاکٹر زاوراطباء شراب کے ذریعے مالش کرنے کا مشورہ دیتے ہیں، شرعاً شراب ناپاک ہے، عام حالات میں شراب سے مالش کروانا جائز نہیں ہے،ہاں اگر مجبوری ہواوردوسری دواء دستیاب نہ ہوتو شراب سے مالش کی گنجائش ہے، پھراگر بدن یا کپڑے پر لگ جائے تو وہ ناپاک ہوجائے گا ، نماز کیلئے اس کا دھونا ضروری ہوگا۔

جانور کے پتے کا استعمال بطور مالش درست ہے یانہیں؟

اس زمانے میں جانوروں کا پتہ دواء میں ڈالا جاتا ہے اوراس دواء سے بدن کی مالش کی جاتی ہے ، کیا یہ درست ہے؟اس کا جواب یہ ہے کہ ہرقسم کے جانور کا پتہ نجس ہے خواہ جانور حلال ہو یا مردار ،اس لئے بلاضرورت اس کا استعمال درست نہیں ،البتہ ضرورت کے وقت اس کے ساتھ مالش درست ہے۔اور یہ بیرونی استعمال کے زمرے میں آتا ہے ،اور جب نماز پڑھنے لگے تو اس جگہ کو،اوراگر کپڑوں کولگا ہوتو کپڑوں کو دھونا ضروری ہے۔

فی الدرالمختار(۱/۳۴۹)فصل فی الاستنجاء، مرارة کل حیوان کبوله.

وفی الشامیة (قوله مرارة کل حیوان کبوله)ای فان کان بوله نجسامغلظااومخففا فهی کذلک خلافاووفاقا، ومن فروعه ماذکروا: لوادخل فی اصبعه مرارة ماکول اللحم یکره عنده لانه لایبیح التداوی ببوله لاعندابی یوسف لانه یبیحه ،وفی الذخیرة والخانیة ان الفقیه ابا اللیث اخذبالثانی للحاجة وفی الخلاصة وعلیه الفتوی قلت: وقیاس قول محمدلایکره مطلقاًلطهارة بوله عنده اه

سوتے شخص کی رال پاک ہے۔

سوتے ہوئے بعض لوگوں کے منہ سے رال جاری ہوتی ہے اور کپڑوں اور بدن پر بھی لگ جاتی ہے۔شریعت کی روسے رال پاک ہے، اس سے بدن اور کپڑا ناپاک نہ ہوگا،اس کے ساتھ نماز بھی درست ہے۔فتاوی رشیدیہ (ص ۲۴۵)

فی الهندية (۱/۴۶) لعاب النائم طاهر،سواء كان من الفم اومنبعثا من الجوف عند ابی حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالىٰ وعليه الفتوىٰ.

قرآن مجید کی غلاف نما جلد کو چھونے کا حکم

قرآن کریم کی ایک جلد تو وہ ہے جو جلد سازی میں قرآن کے اوراق کے ساتھ پیوستہ کردی جاتی ہے، اس کو الگ کرنا اس کے بغیر ممکن نہیں ہوتا کہ ان اوراق کو جس سلائی نے مربوط کررکھا ہے اسے توڑ دیا جائے،ایسی جلد بجائے خود مصحفِ قرآنی کے حکم میں ہے ،ناپاک آدمی کیلئے اس کا چھونا اور پکڑنا درست نہیں ۔اوراگرایسی جلد ہو جو بآسانی اس سے علیحدہ کیجاسکتی ہو جیسا کہ آج کل بیگ نما جلدیں ہیں توان کو چھوا جاسکتا ہے اور یہ غلاف کے حکم میں ہے،جس کے ساتھ فقہاء نے بلاوضو بھی قرآنِ مجید کو چھونے کی اجازت دی ہے۔

ماخوذ از جدید فقہی مسائل (ص ۳۵)

فی الهندية ومنهاحرمة مس المصحف:لايجوزلهما وللجنب والمحدث مس المسحف الابغلاف متجاف عنه كالخريطة والجلد الغيرالمشرز لابماهومتصل به هو الصحيح هكذافی الهداية وعليه الفتوىٰ كذافی الجوهرةالنيّرة.

گٹر کے ڈھکن کے نیچے اخبار لگانا

آپ کے مسائل اوران کا حل (۲۳۶/۹) میں ہے۔

س: کارپوریشن گٹر کے ڈھکن سیمنٹ کے بنوا کر لگاتی ہے جبکہ سیمنٹ کے ڈھکن کے نیچے کی طرف اخبار چپکا ہوتا ہے اوراس کو اکھاڑنا بھی ناممکن ہوتا ہے، ان اخباروں میں اکثر اللہ کا نام اورآیات بھی ہوتی ہیں، کیا یہ آیات کی بے ادبی نہیں ہے؟ ان گٹر کے ڈھکنوں کے اوپر جوتے رکھ کر چلنا جائز ہے؟

ج: ایسے اخبار جن پر خدا اور رسول اللہ ﷺ کا نام ہو گٹر کے ڈھکن کے لئے ان کا استعمال جائز نہیں ہے۔

گاہتے وقت جانور غلہ پر پیشاب کردے تو؟

دیہاتوں میں غلہ گاہنے کا رواج ہے، گندم اور چاول کے پودوں کو میدان میں رکھ کران پر بیل چلائے جاتے ہیں، اس طرح پودے روندے جاتے ہیں اوراناج علیحدہ ہوتا رہتا ہے، اسے دونی اورگاھنا کہتے ہیں گاہنے کے دوران بعض اوقات جانور گندم وغیرہ پر پیشاب کردیتا ہے کیا اس سے غلہ ناپاک ہوجائے گا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر پیشاب دہان پر کیا گیا ہو اور معمولی مقدار میں ہو تب تو چاول تک اس کا اثر نہیں پہنچا اس لئے اس کے پاک ہونے میں کلام نہیں اوراگر گیہوں پر پیشاب کیا یا دہان پر زیادہ پیشاب کردیا اوراس پر زردی نمایاں ہوگئی تو غلہ ناپاک ہوجائے گا، نجاست کا اثر دانوں میں پہنچ جائے گا، یہ ایک ایسی دشواری ہے جس سے بچنا مشکل ہے۔ اس سے بچنے کے لئے یہ طریقے اختیار کئے جاسکتے ہیں۔

(۱) پیشاب زدہ حصہ معلوم نہیں ہوتا اسلئے تھوڑا سا حصہ نکال کر دھولیا جائے پھراسے پورے غلے کے ساتھ ملالیا جائے تو یہ پورا غلہ پاک متصور ہوگا، ضرورت وحاجت

کی وجہ سے اس کی اجازت ہے۔

فی الهندية (۱/۵۰) کتا ب الطهارة ،باب النجاسة ،الحنطة تداس بالحمرتبول وتروث ویصیب بعض الحنطة ویختلط مااصیب منها بغیره قالوا:لوعزل بعضهاوغسل ثم خلط الکل ابیح تناولها.

(۲) دیہاتوں میں دیکھا گیا ہے کہ کھیتی کا مالک یا کوئی اور شخص گاہی کے دوران بیلوں کے ساتھ ساتھ چلتا ہے، جہاں وہ بیلوں کو دوڑاتا اور چلاتا ہے وہاں بیلوں پر نظر رکھتا ہے جونہی کوئی بیل گوبر پیشاب کرتا ہے وہ پیشاب کو تھیلے یا بھوسے میں پکڑ کر محفوظ کرلیتا ہے ،اسے دانوں پر گرنے نہیں دیتا، اگر گر جائے تو بیلوں کا چکر مکمل ہونے سے پہلے پہلے ناپاک دانے اٹھالیتا ہے دانوں میں پھیلنے کا موقعہ ہی نہیں دیتا ،یہ بھی ایک صحیح طریقہ ہے۔

پائنچے سے پیشاب پاخانہ وغیرہ کرنا طہارت کے منافی ہے۔

فتاوی محمودیہ (۱۲/۳۷۵) میں ہے۔

سوال: آدمی یا عورت کلی دار پائجامہ پہنے ہوئے ہے ،اس صورت میں عورت کو پیشاب یا پاخانہ یا شوہر سے وطی کرنا یعنی آدمی کا جانگیا یا ڈھیلا پائجامہ پہن کر بغیر ازار کھولے ہوئے دائیں یا بائیں پیر اٹھا کر پیشاب یا پاخانہ یا عورت سے وطی کرنا کیسا ہے؟

الجواب: پیشاب بھی ہوجائے گا یا پاخانہ بھی ہوجائے گا وطی بھی ہوجائے گی ،شریعت کی طرف سے اس پر پابندی نہیں لیکن اس طرح کرنے سے کپڑا خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔

گوبر کی راکھ منجن میں استعمال کرنا

دانتوں کا منجن تیار کرنے والی بعض کمپنیاں منجن میں گوبر کی راکھ ملاتی ہیں ان کے بقول اس سے منجن کی افادیت بڑھ جاتی ہے،شرعاً گوبر کی راکھ منجن میں ملانا اور ایسی منجن کا استعمال کرنا جائز ہے، کیونکہ گوبرا گرچہ ناپاک ہے لیکن جلانے کے بعد اس کی حقیقت وماہیت بدل جاتی ہے اور اس کی راکھ پاک تصور ہوتی ہے۔

فی الدر المختار(۳۲۶/۱)باب الانجاس، لایکون نجسارماد قذروالالزم نجاسة الخبز فی سائر الامصار الخ

وضو کے بعد اعضاء کو تولیہ سے پونچھنے کا حکم

وضو کے بعد رومال اور تولیہ سے اعضاءِ وضو کو صاف کرنا درست ہے،اس میں مضائقہ نہیں ہے البتہ بہتر یہ ہے کہ اعضاء وضو کو زیادہ نہ رگڑے تا کہ وضو کا اثر باقی رہے۔

فی الدر المختار(۱۳۱/۱)والتمسح بمندیل ، قال فی الشامیة تحته: الاانه ینبغی ان لایبالغ ولایستقصی فیبقی اثرالوضوعلی اعضاءه اه

میونسپلٹی کی طرف سے دی جانے والی دواء کنویں میں ڈالنے کا حکم

کنوؤں میں کیڑوں کے مارنے اور صفائی کیلئے میونسپلٹی کی طرف سے سرخ قسم کی دوائی دی جاتی ہے۔تحقیق کے مطابق وہ پاک ہے اسے کنویں میں ڈالنا اور اس کا پانی استعمال کرنا درست ہے۔یہ حکم طہارت کا ہے ،جہاں تک پینے کا تعلق ہے تو اگر وہ مضر ہو تو پینے سے احتراز ضروری ہے اور اگر مضر نہ ہو تو پی سکتے ہیں ۔

امداد المفتین (۲۷۸/۱)میں ہے۔

سوال:(۱۶۰)میونسپلٹی کی طرف سے جو دوائیں کنویں میں کیڑوں کے مرنے

اورصفائی کیلئے ڈالی جاتی ہے،اس پانی سے وضوکرنا جائز ہے یانہیں؟

الجواب :بعض حضرات سے تحقیق کرنے سے معلوم ہوااس دواء میں کوئی نجاست شامل نہیں ہوتی،اگرواقعہ یہی ہے توپانی پاک ہے.اس کااستعمال جائز ہے البتہ اگر پینا مضرہوتو پینے میں استعمال نہ کیاجائے ،بازہم اس امرکافیصلہ قطعی اس وقت ہوسکتا ہے کہ اس دواء کے اجزاء مفردات مع کیفیات ڈاکٹروں سے تحقیق کرکے لکھے جائیں ۔

اسپرٹ چولہے میں جلانا جائز ہے

امدادالمفتین (ص۹۷۴)میں ہے۔

سوال:(۸۷۳)اسپرٹ شراب ہے یانہیں ،اس کوچولہے میں جلانا جائز ہے یانہیں؟

الجواب:اسپرٹ شراب ہی کے حکم میں ہے اورنجس ہے۔

قال الشامی فی کتاب الطهارة:ومایسقط من ورد خمرمتنجس حرام

لیکن بضرورت چولہے میں فقہاءِ متاخرین نے اجازت دی ہے۔

گندک اگر پیشاب میں پکالی جائے توناپاک ہے۔

فتاوئ دارالعلوم دیوبند(۳۱۰/۱)میں ہے۔

سوال:(۴۰۱)اگرگندک کوپیشاب میں پکایاجائے اوراس کواتناپکائے کہ پیشاب نہ رہے تووہ گندک پاک ہوجائے گی یانہیں ؟

الجواب :وہ گندک کبھی پاک نہ ہوگی۔

فی الشامیة (۱/ ۳۰۹)باب الانجاس ،مطلب فی تطهیرالدهن والعسل :وفی الخانیة اذاصب الطباخ فی القدرمکان الخل خمراغلطا فالکل نجس لایطهرابداالخ

ٹیرلین اور ٹیری کوٹ کا استعمال کیسا ہے؟

فتاوی المحمودیہ (۱۵/۳۵٦) میں ہے۔

سوال: آج کل لوگ عام طریقے سے ٹیرلین اور ٹیری کوٹ (کپڑے) کا کرتا، قمیص اور شیروانی وغیرہ لباس پہنتے ہیں، کیا شرعی اعتبار سے اس کے استعمال میں کوئی قباحت ہے اور اس قسم کے لباس کو پہن کر نماز پڑھنے یا پڑھانے میں کوئی حرج تو نہیں

الجواب: اگر وہ ناپاک نہیں اور اس میں ستر پورا ہے نیز وہ فساق یا کفار کا شعار نہیں تو اس کا استعمال درست ہے۔

خون سے تعویذ لکھنا جائز نہیں

اس زمانے میں تعویذ گنڈوں کا کاروبار عروج پر ہے اور بعض عاملین خون سے تعویذ لکھنے سے بھی گریز نہیں کرتے، شریعت کی رو سے مرغ کبوتر وغیرہ کے خون سے تعویذ لکھنا جائز نہیں حرام ہے، تعویذ میں خواہ آیات قرآنیہ اور ادعیہ لکھی جائیں یا اس کے علاوہ حروف یا نام لکھے جائیں حتی کہ شیطان، فرعون اور ابو جہل کا نام لکھنا بھی جائز نہیں، کیونکہ ان کی ذوات اور اشخاص کا احترام اگرچہ نہیں لیکن لکھے جانے والے حروف کا احترام اور ان کی تعظیم ضروری ہے۔ اور یہ خون نجس اور ناپاک ہے اس سے لکھنا احترام وتعظیم کے منافی ہے۔

فی الھندیة (۹۸/۴) اذا کتب اسم فرعون او کتب ابو جھل علیٰ غرض یکرہ ان یرموہ الیه لان لتلک الحروف الحرمة کذافی السراجیة.

واضح رہے کہ اضطراری حالت میں حرام چیز بھی حلال ہوجاتی ہے، اگر اضطراری حالت ہو اور اس سے شفاء کا یقین ہو تو خون سے لکھنے کی اجازت ہوگی لیکن اضطراری حالت کا تحقق مشکل ہے۔

طہارت ونظافت کیلئے گھر سے مکڑی کا جالے صاف کرنا

یہاں دو مسائل قابلِ تحقیق ہیں (۱) مکڑی کو قتل کرنا (۲) قتل کیئے بغیر اس کے جالے اتارنا۔

جہاں تک پہلے مسئلے کا تعلق ہے تو مکڑی کی مختلف اقسام ہیں:

(۱) ایک قسم وہ ہے جو زمین میں گھر بناتی ہے، شرعا اس کو مارنے کی اجازت ہے اوروجہ اس کی یہ ہے کہ یہ مکڑی طبعاً موذی ہے، اس کا شمار حشرات الارض اور موذی جانوروں میں ہوتا ہے۔

فی روح المعانی (۲۰/۱۶۱) سورۃ العنکبوت: النوع الآخرالذی یحفربیته فی الارض ویخرج فی اللیل کسائر الهوام وهی علی ماذکره غیرواحد من ذوات السموم فیسن قتلها.

(۲) ایک قسم وہ ہے جو گھروں میں جالا تنتی ہے وہ موذی جانور نہیں ہے، اسے قتل کرنا اور مارنا جائز نہیں ہے، اور بلاضرورت اسے کسی قسم کی تکلیف دینا جائز نہیں ہے، جس روایت میں آتا ہے کہ ہجرت کے موقعہ پر غار پر مکڑی نے جالا بنایا تھا اور نبی علیہ السلام اور ابوبکرؓ دشمن کے شر سے محفوظ رہ گئے تھے، اس مکڑی سے یہی قسم مراد ہے۔

فی روح المعانی (۲۰/۱۶۱)سورۃ عنکبوت ، وقیل لایسن قتلهافقداخرج الخطیب عن علی کرم الله وجهه قال قال رسول الله ﷺ دخلت اناوابوبکرالغارفاجتمعت العنکبوت فنسجت بالباب فلم تقتلوهن ذکرهذاالخبرجلال الدین السیوطیؒ فی الدرالمنثور، والله اعلم بصحته وکونه ممایصلح للاحتجاج به.

جہاں تک دوسرے مسئلے کا تعلق ہے تو اگر اس کے جالے سے گھر کی صفائی متاثر ہوتی ہو تو اسے صاف کرنا جائز اور درست ہے، اس میں شرعا کوئی حرج نہیں ہے۔

فی روح المعانی ایضا(۲۰/۱۶۱)وذکرانه یحسن ازالة بیتها فی

البیوت لما اسندالثعلبی وابن عطیة وغیرهماعن علی کرم الله وجهه انه قال طهروا بیوتکم من نسج العنکبوت فان ترکه فی البیوت یورث الفقر وهذاان صح عن الامام کرم الله وجهه فذلک والافحسن الازالة لمافیهامن النظافة ولاشک بندبهااه

سور کے بالوں والے برش کا حکم

سور کے بالون سے بنائے گئے برش کا کیا حکم ہے؟اس بارے یہ تفصیل ہے کہ برش دوقسم کا ہوتا ہے۔(ا)ٹوتھ پیسٹ برش جس سے آدمی دانتوں کی صفائی کرتا ہے ایسا برش اگر خنزیر کے بالوں سے بنا ہوا ہے تو مسلمان کے لئے اس کا استعمال جائز نہیں ایک تو اس کی ضرورت نہیں ہے مسواک کی موجودگی میں برش ہی کی ضرورت نہیں،دوسرے اگرضرورت پڑتی ہے تو خنزیر کے بالوں کے علاوہ اچھے قسم کے برش دستیاب ہیں،تیسرے اس کا استعمال آدمی خوداپنے لئے کرتا ہے حالانکہ اپنے آپ کو صاف پاک رکھنا مقصود مطلوب ہے خلافاالمایائی۔

(۲)دیوار،لکڑ،کھڑکیوں،دروازوں اورلوہے کے جنگلوں وغیرہ کوروغن اوررنگانے کا برش،ایسا برش خنزیر کے بالوں کے علاوہ دیگراشیاء جیسے گائے،بھینس،گھوڑے کی دم کے بالوں اورنیولے کے بالوں سے بھی بنائے جاتے ہیں لیکن وہ کامیاب نہیں ہوتے،بہت جلدٹوٹ جاتے ہیں،اس بناء پرخالص خنزیر کے بالوں سے برش بنائے جاتے ہیں یاان کی ملاوٹ ضرورہوتی ہے۔

یہاں دوامورقابل تحقیق ہیں۔

(ا)اس کا استعمال کیسا ہے؟

(۲)اسکے ساتھ جس چیز کا پینٹ کیا جائے وہ پاک ہوگی یاناپاک؟

پہلے بطورتمہید یہ سمجھناضروری ہے کہ امام ابوحنیفہ اورامام ابویوسف رحمهما الله کے ہاں خنزیرنجس العین ہے،اوراس کے بال بھی ناپاک ہیں،یہی قول مفتی بہ

اورظاہر مذھب ہے اورامام محمدؒ کے ہاں خنزیر کے بال پاک اورطاہر ہیں اور پانی وغیرہ میں گرجائیں توپانی ناپاک نہ ہوگااوران کااستعمال بہرصورت درست ہوگاضرورت ہو یانہ ہو۔شیخین رحمھما اللہ کے نزدیک نجس ہیں لیکن ضرورت وحاجت کے وقت استعمال کی گنجائش ہے۔چنانچہ فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ جوتا سینے کیلئے ان کا استعمال درست ہے کماسیاتی۔

ایسابرش استعمال کرنے کاحکم

برش چونکہ مختلف اشیاء کے بنتے ہیں اس لئے جب تک کسی برش کے بارے یقین یاغالب ظن نہ ہوجائے کہ وہ خنزیر کے بالوں سے بنایاگیاہے اس وقت تک اس کااستعمال درست ہے،کیونکہ اشیاء میں اصل اباحت ہے لیکن اگرکسی برش کے بارے یقین یاغالب ظن ہوجائے کہ خنزیرہی کے بالوں سے بنایاگیاہے یااس میں خنزیر کے بال شامل ہیں تو اس کی دوصورتیں ہیں۔

(الف)اگرمندرجہ ذیل شرائط موجودہوں توضرورت کی وجہ سے ان کااستعمال ہرطرح درست ہے،ان سے پینٹ کرنا جائز ہے مطلقاً،وہ شرائط یہ ہیں ۔

(۱) بقول ماہرین خنزیر کے بالوں کوصاف دھلائی کے ساتھ پاؤڈرکیمیکل کے ذریعہ گرم پانی سے پکایاجاتاہے ،پہلی شرط یہ ہے کہ خنزیر کے بالوں کو مذکورہ طریقہ یاسائنٹیفکٹ طریقہ سے اس طرح صاف اورخشک کردیاگیاہو کہ ان کی رطوبت چکناہٹ اوردسومت رنگ روغن اورمسالوں میں نہ آتی ہو۔

(۲)استعمال کرتے وقت اس کے بال ٹوٹ اورگرکررنگ وروغن میں شامل نہ ہوتے ہوں ۔

(ب)مذکورہ دونوں شرائط یاکوئی ایک شرط مفقودہوتواس کے احکام یہ ہیں ۔

(!)ان کااستعمال مساجداورہرتمام چیزوں میں جائزنہیں جنھیں پاک وصاف رکھنامقصودہوتاہے۔

(!!) دیواروں اور چھتوں کے رنگ وروغن کے لئے بھی ان کا استعمال جائز نہیں اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اس کے استعمال کے جواز کے لئے امام محمد رحمہ اللہ کا قول ضرورت کی وجہ سے اختیار کیا گیا ہے اور دیواروں اور چھتوں پر رنگ وروغن ضرورت میں داخل نہیں ،اوراگر کسی حدتک ضرورت تسلیم کرلی جائے تو یہ ضرورت سفیدی کرنے سے بھی حاصل ہوجاتی ہے۔لہذا اس کے استعمال کی ضرورت نہ رہی۔

(!!!) لکڑی ،دروازوں،کھڑکیوں اورلوہے کے جنگلوں وغیرہ کے رنگنے میں اس کے استعمال کی اجازت ہے،کیونکہ اس کی ضرورت ہے اورضرورت کی وجوہات درج ذیل ہیں۔

(۱) لکڑی کواگر رنگا نہ جائے تو وہ جلدی خراب ہوجاتی ہے اورخنزیر کے بالوں کے سوا کوئی اور برش تسلی بخش نہیں ہوتا وہ جلدی ٹوٹ جاتا ہے اور مالی حرج لازم آتا ہے۔

(۲) عام اشیاء سے بنائے گئے برش سے کام کرنے میں محنت اور مشقت بہت زیادہ ہوتی ہے۔

(۳) عام بالوں کے بنائے گئے برش سے بال ٹوٹ کررنگ میں آجاتے ہیں اورلکڑی پر چپک جاتے ہیں اس سے صفائی متاثر ہوتی ہے اورزیب وزینت میں خلل آتا ہے۔

اس کے ساتھ پینٹ کی گئی چیز پاک ہے یا ناپاک؟

اگراس کے بالوں کومذکورہ طرق سے صاف وخشک کردیا گیا ہواوراس کی رطوبت اور چکناہٹ روغن میں شامل نہ ہوتی ہو اورنہ ہی اس کے بال گرکراس چیز پر چپکے ہوں تو وہ چیز پاک اورطاہر تصور ہوگی اوراگرانہیں مذکورہ طریقہ سے صاف اورخشک نہ کیا گیا ہو،یونہی ان سے برش تیار کرلیا گیا ہوجس کی وجہ سے اس کی رطوبت اوردسومت روغن میں شامل ہوجاتی ہو یا بال گرکر روغن میں شامل ہوکراس چیز پر چپک گئے ہوں تو وہ چیز ناپاک تصور ہوگی،اورصورت (!) اورصورت (!!) میں استعمال کرنے کا گناہ بھی ہوگا اگرچہ صورت

(!!!) میں استعمال کرنے کا گناہ نہ ہوگا۔

پھر اس نجاست سے بچنے کا حل یہ ہے کہ مسجد کو چونکہ پاک وطاہر رکھنا مقصود اور ضروری ہے اس لئے لازم ہوگا کہ اس رنگ کو کھرچ دیا جائے اور عام دیواروں اور چھتوں کو پاک اور طاہر رکھنا ضروری نہیں اس لئے اوپر سے دھولینا کافی ہے ،اس سے ظاہری حصہ پاک ہوجائے گا اگرچہ اندر سے ناپاک ہی رہے گا، ظاہری حصہ کے پاک ہونے کا فائدہ یہ ہوگا کہ اس پر گیلا ہاتھ یا گیلا کپڑا لگنے سے ہاتھ اور کپڑا ناپاک نہ ہوگا۔

فی الهداية(٣ /٥٨)ولايجوز بيع شعر الخنزيرلانه نجس العين فلايجوزبيعه اهانة له ويجوز الانتفاع به للخرزللضرورةفان ذلک العمل لاتأتی بدونه ولووقع فی الماء القليل افسده عندابی يوسف وعند محمد لايفسده الخ

وفی فتح القدير(٥ /٢٠٢)وقدقيل ايضاان الضرورة ليست ثابتة فی الخرزبه بل يمكن ان يقام بغيره وقدكان ابن سيرين لايلبس خفاخرزبشعرالخنزيرفعلی هذالايجوز بيعه ولاالانتفاع به وروی ابويوسف رحمه الله كراهة الانتفاع به لان ذلک العمل يتأتی بدونه.كماذكرنا الاان يقال ذلک فرد تحمل مشقة فی خاصة نفسه فلايجوزان يلزم العموم حرجامثله.

موٹر کار وغیرہ گاڑیوں میں خنزیر کا چمڑا لگانے اور اسے مس کرنے کا حکم

آج کل موٹر کار وغیرہ گاڑیوں میں خنزیر کا چمڑا لگایا جاتا ہے ،جوکہ شرعا جائز نہیں ہے، کیونکہ اس کی ضرورت نہیں ہے ،اس کے بے شمار متبادل موجود ہیں ،تاہم اگر کسی گاڑی میں خنزیر کا چمڑا لگا دیا گیا تو شرعا چونکہ دباغت کے باوجود خنزیر کی کھال پاک نہیں ہوتی اس لئے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر سواری کا جسم اور کپڑا اس سے لگ جائے تو جسم اور کپڑا نجس

ہوگا یا نہیں ؟اس کی تفصیل یہ ہے کہ۔

(۱) اگر وہ کھال خشک ہوچکی ہے اور خشک جسم یا خشک کپڑا اس کے ساتھ لگتا ہے تو جسم یا کپڑا نجس نہ ہوگا۔

(۲) اگر کھال پانی وغیرہ کے لگنے سے تر ہوگئی ہے اور اس کے ساتھ انسانی جسم یا کپڑا مس ہوگیا اور تری جسم اور کپڑے میں آگئی تو جسم اور کپڑا ناپاک ہوجائے گا۔

(۳) وہ کھال خشک ہی ہو لیکن اگر جسم اور کپڑا تر ہے یا جسم پر پسینہ ہے اور وہ کھال سے مس ہوگیا اور کھال کا اثر، رنگ، بو، مزہ وغیرہ جسم اور کپڑے میں آگیا تو وہ نجس ہوجائے گا۔ اسلئے اگر وہاں بیٹھنے یا ٹیک لگانے کی نوبت آئے تو کھال پر کوئی موٹا کپڑا وغیرہ ڈال کر بیٹھنا چاہئے۔

فی الدرالمختار (۱/۳۴۶) قبیل کتا ب الصلوۃ ،لف طاهرفی نجس مبتل بماء ان بحيث لوعصرقطرتنجس والالا ولولف فی مبتل بنحو بول ان ظهر نداوته اواثره تنجس والالا وكذافی (۶ /۷۳۳) من مسائل شتیٰ.

ناپاک کپڑے پہن کر سونا

فتاویٰ محمودیہ (۵/۱۳۵) میں ہے۔

سوال: رات کو ناپاک کپڑے پہن کر سونا درست ہے یا نہیں ؟

الجواب: رات کو ناپاک کپڑے پہن کر سونا درست ہے ،مگر بلاضرورت مناسب نہیں ،اس میں ایک قسم کی کراہت ہے۔

وضاحت: بالغ مرد وعورت رات کو زیر استعمال کپڑے اتار کر میلے کپڑے پہن لیتے ہیں وہ بلاشبہ درست ہے۔ میلا ہونا اور چیز ہے اور ناپاک ہونا اور چیز ہے ،ناپاک پہن کر سونا مناسب نہیں البتہ بوقتِ ضرورت اس کی بھی گنجائش ہے۔

ناپاک چیزوں کی تقطیر

بعض یونانی اور آیورویدک دواؤں کیلئے تقطیر کا عمل کیا جاتا ہے یعنی جس چیز کے قطرات حاصل کرنے ہوں اس کو ابالتے ہوئے اوپر کوئی چیز رکھ دی جاتی ہے جو نکلنے والے بھاپ کو قطرات کی شکل میں محفوظ کرے، اس سلسلہ میں اصول یہ ہے کہ اگر ناپاک چیز پر عمل تقطیر کیا جائے تو اس سے حاصل ہونے والے قطرات بھی ناپاک ہی شمار ہوں گے، فقہاء لکھتے ہیں۔

فلو استقطر النجاسة فمائیتها نجسة لانتفاء الضرورة ، الکبیری (ص ۱۹۱) والشامیة (۱ / ۲۳۸) جدید فقہی مسائل (۱/۱۲۱)

اٹیچڈ باتھ روم میں بیت الخلاء داخل ہونے کی دعا کب پڑھی جائے؟

اٹیچڈ باتھ روم کے دو حصے ہوتے ہیں

(۱) ایک وہ حصہ جس میں قضاء حاجت کی جاتی ہے

(۲) ایک وہ حصہ جس میں غسل کیا جاتا ہے یا وہاں واش بیسن ہوتا ہے،

اٹیچڈ باتھ روم بقعہ واحدہ اور مکان واحد ہے، اس لئے اس میں داخل ہونے سے پہلے بیت الخلاء داخل ہونے کی دعا پڑھنی چاہئے تاہم اگر داخل ہوتے وقت دعا بھول گیا تو قضاء حاجت کی جگہ پہنچنے سے پہلے پڑھنے کی گنجائش ہے۔

مروجہ مصنوعی کھاد شرعاً پاک وطاہر ہے

اس زمانے میں جو مصنوعی کھاد رائج ہے، وہ شرعاً پاک وطاہر ہے، کیونکہ اس کے تمام اجزاء ترکیبیہ پاک ہیں، ان میں کوئی بھی ناپاک عنصر شامل نہیں ہوتا ہے، بالفرض اگر کوئی ناپاک جزء شامل ہو تو اس کی حقیقت وماہیت بدل جاتی ہے، اس لئے وہ پاک ہی

شمار ہوگا۔

فی الکبیری (۱۸۶)فصل فی الآسار، واکثرالمشائخ اختاروالقول محمدرحمه اللّٰہ وعلیه الفتوی،لان الشرع رتب وصف النجاسة علی تلک الحقیقة وقدزالت بالکلیة فان الملح غیرالعظم واللحم فاذاصارت الحقیقة ملحا ترتب علیه حکم الملح وعلی قول محمد رحمه اللّٰہ فرعوا طهارة صابون صنع من دهن نجس وعلیه یتفرع مالووقع انسان وکلب فی قدرالصابون فصار صابون ایکون طاهرالتبدل الحقیقة.

جناح کیپ کا حکم

مروجہ جناح کیپ بھیڑ کا بچہ ذبح کر کے اس کی کھال سے بنائی جاتی ہے،اس میں بہتر کیپ وہ شمار ہوتی ہے جو بھیڑ ذبح کر کے اس کے پیٹ سے بچہ نکال کر اس کی کھال سے بنائی جائے،اس طرح چھوٹا بچہ ذبح کرنا درست ہے یا نہیں ؟ یہ الگ مسئلہ ہے اور ہمارے موضوع سے متعلق نہیں ہے،اس سے قطع نظر، اس کھال کو چونکہ باقاعدہ دباغت دی جاتی ہے ،اس لئے یہ کیپ شرعاً پاک ہے اور اس میں نماز کی ادیگی درست ہے۔

فی جامع الترمذی،ابواب الطهارات ،باب ماجاء فی جلودالمیتة اذادبغت،عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال قال رسول اللّٰہ ﷺ ایمااهاب دبغ فقدطهر.

الباب التاسع فی طرق التطہیر

(جدید اشیاء کی پاکی کے مسائل)

بسکٹ نجاست میں گرجائے تو پاک کرنے کا طریقہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے متعلق کہ ہمارے بسکٹ جو کہ کاغذ میں ملفوف تھے ایک دم اچانک غلیظ پانی میں گر پڑے فوراً ایک آدمی نے نیچے پہنچ کر اٹھائے ،کھول کر دیکھا تو بعض پر چار، چھ دھبے یا ہلکی چھینٹیں تھیں اور بعض پر صرف کاغذ کی تری ہی پہنچی تھی ،اب سوال یہ ہے کہ ان کے پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ کیا بسکٹوں کے تنور میں اس کو سینک کر پاک کر سکتے ہیں؟

الجواب: محض سینکنے سے یہ بسکٹ پاک نہ ہونگے ،سینکنے سے نجاست کے اجزاء لطیفہ تو نکل سکتے ہیں مگر اجزاء ثقیلہ وکثیفہ کا اخراج نہ ہوگا۔اس لئے یہ سوال بیکار ہے ،البتہ یہ طریقہ بہتر ہے کہ جس حصے پر نجس پانی یا نجاست کا اثر (دھبہ وغیرہ)ہو اس کو کھرچ کر نکال دیا جائے اور بقیہ کو استعمال کرلیا جائے۔

فی الطحطاوی علیٰ مراقی الفلاح (ص ۸۹)باب الانجاس وتطھیرھا، ویطھرالمنی الجاف ولومن امرأۃ علی الاصح بفرکه علی الثوب ولوجدیدا مبطناوعن البدن بفرکه فی ظاھرالروایۃاہ نظام الفتاوی(۱ /۲۷)

مٹی کا برتن ناپاک ہوجائے تو پاک کرنے کا طریقہ

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند(۳۰۰/۱)میں ہے۔

سوال:(۳۸۰/۳)اگر مٹی کا یا قارورہ (شیشے) کا برتن ناپاک ہوجائے تو کس طرح پاک ہوسکتا ہے؟

الجواب: تین دفعہ دھونے سے پاک ہوجائے گا،اگراس میں قارورہ بھی ہوتب بھی تین دفعہ دھونے سے پاک ہوجائے گا،بہتر یہ ہے کہ مٹی وغیرہ سے صاف کرکے دھوئے۔

سوتی کپڑا پاک کرنے کا طریقہ

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند(۳۲۶/۱)میں ہے۔

سوال(۴۳۷)روئی کا کپڑا دھونے سے پاک ہوجاتا ہے یانہیں جب کے وہ ناپاک ہوجائے اوراس کے دھونے کا کیا طریقہ ہے؟

الجواب:دھونے سے پاک ہوجاتا ہے اورکوئی نیا طریقہ اس کے دھونے کانہیں ہے لیکن اگرنجاست صرف اوپر کے استر پرہواورروئی تک نہ پہنچی ہوتو صرف اوپر کا استر دھولینا کافی ہے اوراگرروئی تک پہنچ چکی ہوتوروئی وغیرہ بھی دھوناضروری ہے۔

فی الهندية(۱/ ۱۹)باب الانجاس، تطهير النجاسة واجب عن بدن المصلیّ وثوبه الخ ويجوزتطهيرهابالماء الخ

ناپاک پختہ فرش پرپانی بہادیاجائے توپاک ہوجائے گا۔

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند(۳۵۵/۱)میں ہے۔

سوال:(۵۰۰۵)پختہ فرش جہاں سے پانی ڈھل جاتا ہے، اگرناپاک ہوجائے

اور وہاں دو تین دفعہ پانی بہادیا جائے تو پاک ہو جاتا ہے یا نہ؟

الجواب: وہ پاک ہو جاتا ہے۔

فی الدر المختار (۱/۳۰۲) باب الانجاس، وکذا یطھر محل نجاسۃ الخ مرئیۃ بعد جفاف کدم بقلعھا ای بزوال عینھا و اثرھا ولو مرۃ الخ

کارپٹ کو پاک کرنے کا طریقہ

کارپٹ اگر ناپاک ہو جائے تو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس پر ذوجرم یعنی خشک ہونے کے بعد بھی جسم رکھنے والی نجاست لگی ہوگی یا غیر ذوجرم یعنی وہ نجاست لگی ہوگی جو خشک ہونے کے بعد نظر نہ آئے، اگر ذوجرم نجاست ہو جیسے بیٹ، پاخانہ وغیرہ تو کارپٹ کو اس طرح رگڑ دیا جائے کہ نجاست کا اثر جاتا رہے تو وہ پاک ہو جائے گا۔ اور اگر غیر ذی جرم ہو جیسے پیشاب وغیرہ تو اسے دھونا ضروری ہے، تین بار دھو کر چھوڑ دیا جائے حتی کہ قطرے ٹپکنا بند ہو جائیں اور خشک ہو جائے۔

فی الدر المختار (۱/۳۰۹) باب الانجاس، ویطھر خف ونحوہ کنعل تنجس بذی جرم ھو کل مایری بعد الجفاف بدلک یزول بہ الرھا والا جرم لھا کبول فیغسل، وفی الشامیۃ: (قولہ فیغسل) ای الخف، قال فی الذخیرۃ:- والمختار ان یغسل ثلاث مرات ویترک فی کل مرۃ حتی ینقطع التقاطر وتذھب النداوۃ اھ

دری اور ٹاٹ کو پاک کرنے کا طریقہ

دری اور ٹاٹ نچڑ نہیں سکتے، اگر ناپاک ہو جائیں تو انہیں پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ انہیں دھو کر ڈال دیا جائے، جب پانی ٹپکنا بند ہو جائے تو دوبارہ دھو کر اسی طرح رکھا جائے پھر جب قطرے بند ہو جائیں تو تیسری بار دھو کر رکھے جائیں قطرے بند ہو جائیں

تو پاک تصور ہوں گے۔

فی الدرالمختار(۱/۳۴۲)باب الانجاس،وقدربتسلیث جفاف ای انقطاع تقاطره فی غیره ای غیر منعصرممایتشرب النجاسةاه

قالین پاک کرنے کا طریقہ

اگر قالین ناپاک ہوجائے تو اس کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ

(۱) اگر اسے کسی برتن یا چھوٹے حوض میں ڈال کر صاف کرنا ہو تو اس کے لئے دو چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔

(!) اسے تین بار پانی میں ڈالا جائے

(!!) اگر نچوڑنا دشوار نہ ہو تو اسے تین بار نچوڑنا بھی ضروری ہے اور اگر نچوڑنا مشکل ہو تو ہر بار پانی سے نکال کر باہر اتنی دیر رکھا جائے کہ اس سے گرنے والے قطروں کا سلسلہ بند ہا جائے۔

(۲) نہر، بڑے حوض، بارش، ٹونٹی، نل یا کسی بھی جاری پانی سے پاک کرنا ہو تو اس میں نہ قالین کو تین بار ڈبونا ضروری یا اس پر تین بار پانی ڈالنا ضروری ہے اور نہ ہر بار نچوڑنا ضروری ہے، اس صورت میں صرف اتنا کافی ہے کہ اتنا پانی بہادیا جائے جتنا تین بار برتن میں پانی بھر کر دھونے میں خرچ ہوسکتا ہے، دوسرے لفظوں میں یوں بھی تعبیر کرسکتے ہیں کہ اگر برتن میں پانی بھر کر اس میں قالین ڈالا جاتا تو جتنے پانی میں قالین ڈوب جاتا اس سے تین گنا پانی بہادیا جائے تو قالین شرعاً پاک شمار ہوگا۔

فی الدرالمختار(۱/۳۴۳)اما لوغسل فی غدیراوصب علیه ماء کثیرا وجری علیه الماء طهرمطلقابلاشرط عصروتجفیف وتکرارغمس هوالمختار.

وفی الشامیة: لان الجریان بمنزلة التکراروالعصرهوالصحیح

ویکیوم کلینر (vacuum cleaner) کے ذریعہ قالین صاف کرنا

مذکورہ تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ ویکیوم کلینر کے ذریعہ اگر قالین کو صاف کیا جائے تو شرعی طور پر بھی وہ پاک ہو جائے گا بشرطیکہ قالین ایسی جگہ رکھ کر صاف کیا جائے کہ اس میں استعمال ہونے والا پانی وہاں قالین کے نیچے یا ارد گرد جمع نہ ہوتا ہو، تا کہ قالین دوبارہ ناپاک نہ ہو یا اگر جمع ہوتا ہے تو جھاڑو یا وپیر کے ساتھ اسے دور کرنے کا بندوبست کر دیا گیا ہو۔

نجس قالین پر گیلے پاؤں پڑ جائیں تو کیا حکم ہے؟

قالین پر اگر کوئی نجاست لگ جائے اور وہ خشک ہو جائے پھر اگر ایسی قالین پر گیلا پاؤں پڑ جائے تو کیا اس صورت میں پاؤں دھوئے بغیر نماز درست ہے؟

اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر پاؤں اتنا زیادہ گیلا ہے کہ اس سے قالین خوب تر ہو جاتا ہے، قالین کی تری اتنی زیادہ ہے کہ اس پر کوئی چیز رکھی جائے تو اس کو بھی تری لگ جائے تو پاؤں ناپاک شمار ہوگا، ایسے پاؤں کو دھونا ضروری ہے، اگر اس کے ساتھ نماز پڑھی تو نماز نہ ہوگی، اور جانماز پر اتنی تری لگی کہ نظر آتی ہے تو وہ بھی ناپاک ہو جائے گی، اور اگر قالین اتنا زیادہ نہیں بھیگا تو پاؤں بھی ناپاک نہ ہوں گے۔

ماخذہ: احسن الفتاوی (۱۰۱/۱)

تانبے کا برتن ناپاک ہو جائے تو طہارت کا طریقہ

فتاوی دارالعلوم دیوبند (۳۱۳/۱) میں ہے۔

سوال: (۴۰۶) اگر تانبے کا برتن ناپاک ہو جائے تو دھونے سے پاک ہو جائے گا یا قلعی کی ضرورت ہے؟

الجواب: دھونے سے پاک ہوجاتا ہے قلعی ہونے کی ضرورت نہیں۔

فی الهداية(١ /٧٧)باب الانجاس، كتاب الطهارات، و النجاسة ضربان مرئية وغيرمرئية فماكان منهامرئيا فطهارتها بزوال عينها لان النجاسة حلت المحل باعتبارالعين فتزول بزواله الخ وماليس بمرئى فطهارته ان يغسل حتى يغلب على ظن الغاسل انه قدطهر,اه

المونیم کابرتن ناپاک ہوجائے توطہارت کاطریقہ

فتاوی دارالعلوم (١/٣٢٣)میں ہے۔

سوال: المونیم کے برتن اگرناپاک ہوجائیں تومانجھنے اورتین دفعہ دھونے سے پاک ہوسکتے ہیں یاکیا؟

الجواب: وہ ظروف مانجھنے اوردھونے سے پاک ہوجائیں گے۔

فی حاشية الطحطاوی علی الدر(١ /١٦٣)باب الانجاس، الاوانی ثلاثة انواع خذف وخشب وحديدونحوهاوتطهيرها علىٰ اربعة اوجه حرق ونحت ومسح وغسل فان كان الاناء من خزف اوحجروكان جديداودخلت النجاسة فی اجزاءه يحرق وان كان عتيقايغسل وان كان من خشب جديد ينحت ومن قديم يغسل وان من حديداوصفراورصاص اوزجاج وكان صقيلا يمسح وان كان خشنايغسل اه

جبہ ناپاک ہوجائے توپاک کرنے کاطریقہ

اگرجبہ ناپاک ہوجائے تواسے پانی سے دھودیاجائے جب پانی روئی تک پہنچ جائے تواسے رگڑ دیاجائے تواس سے وہ پاک ہوجائے گا۔

فی نفع المفتی والسائل (ص ٣٥)الملحق برسائل اللكنوی رقم الجلد٣

الاستفسار: جبة تنجست كيف يطهر؟

الاستبشار: يغسل بالماء، فاذاوصل الماء الى القطن فدلكهاطهرت، كذافي "الفتاوى الحمادية" عن "الجواهر"

روئی اورفوم (foam) کا گدا پاک کرنے کا طریقہ

آپ کے مسائل (۸۸/۲) میں ہے۔

س: فوم اور روئی کے گدے کو کس طرح پاک کیا جائے؟ اگر بستر کے طور پر اسے استعمال کرنے سے وہ ناپاک ہوجائے، کیونکہ عموماً چھوٹے بچے پیشاب کردیتے ہیں؟

ج: ایسی چیز جس کو نچوڑنا ممکن نہ ہو اس کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو دھوکر رکھ دیا جائے، یہاں تک کہ اس سے قطرے ٹپکنا بند ہوجائیں، اس طرح تین بار دھولیا جائے۔

فی الهندية (۴۷/۱) كتاب الطهارة، الباب السابع، الفصل الاول وما لاينعصر يطهر بالغسل ثلاث مرات والتجفيف فى كل مرة لان للتجفيف اثرا فى استخراج النجاسة الخ

تیل اور گھی کو پاک کرنے کا طریقہ

فتاویٰ عثمانی (۳۱۷/۱) میں ہے۔

سوال: گھی اور تیل اگر نجس ہوجائیں تو تطہیر کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: تیل کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو کسی برتن میں ڈال کر اتنا ہی پانی اس میں ڈال دیا جائے اور ہلا کر چھوڑ دیا جائے جب تک کہ تیل اوپر آجائے، پھر برتن میں سوراخ کرے یا نتھار کر پانی علیحدہ کردیا جائے، تین مرتبہ یہی عمل کرنے سے تیل پاک ہوجائے گا۔

فی الدرالمختار(۱/۳۳۴)ویطھرلبن وعسل ودبس ودھن یغلی ثلاثا.

وفی الشامیة: قال فی الدررلوتنجس العسل فتطھیره ان یصب فیه ماء بقدره فیغلی حتی یعودالی مکانه والدھن یصب علیه الماء فیغلی فیعلوالدھن الماء فیرفع بشیء ھکذاثلاث مرات وھذاعندابی یوسف خلافامحمد وھواوسع، وعلیه الفتوی .وکذافی العالمگیریه (۱/۴۲)الباب السادس فی النجاسة واحکامھا.

پلاسٹک کا برتن پاک کرنے کا طریقہ

پلاسٹک کا برتن جاذب نہیں ہوتا چنانچہ اس پر اگر نجاست اور گندگی لگ جائے تو وہ اس کے اندر نفوذ نہیں کرتی، اوراس کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ تین دفعہ پانی ڈال کر دھودینے سے پاک ہوجائے گا، اور ہر بار دھونے کے بعد اسے خشک کرنا بھی ضروری نہیں۔

فی الھندیة (۱/۴۲)کتاب الطھارة ،الباب السابع، ومالاینعصریطھر بالغسل ثلاث مرات والتجفیف فی کل مرةلان للتجفیف اثرافی استخراج النجاسة وحدالتجفیف ان یخلیه حتیٰ ینقطع التقاطرولایشترط فیه الیبس ھذااذاتشربت النجاسة کثیراًوان لم یتشرب فیه اوتشربت قلیلاً یطھربالغسل ثلاثا ھکذا فی المحیط.

نجس مٹی سے بنائے گئے برتن پاک ہیں

کمہار کو چاہئے کہ مٹی کو پاک پانی سے گوندھ کر برتن بنائے، نجس پانی سے گوندھ کر برتن بنانا غلط طریقہ ہے تاہم اگر اس نے نجس پانی سے مٹی گوندھی اور برتن بنالیا تو شرعا

وہ برتن پاک اور طاہر تصور ہوگا اور اس کا استعمال جائز ہوگا اور وجہ اس کی یہ ہے کہ نجس چیز کے پاک کرنے کے مختلف طریقے ہیں ،ان میں سے ایک طریقہ آگ بھی ہے ۔جب برتن بنا کر آگ پر لگا دیا گیا تو وہ پاک ہو گیا اور اس سے نجاست کا ازالہ ہو گیا۔

فی الھندیۃ(۱/ ۴۹)الباب السابع،الفصل الاول: ومنھاالاحراق الطین النجس اذاجعل منہ الکوزاوالقدرفطبخ یکون طاھراًکذافی المحیط.

پمپنگ سٹ سے کنویں کی صفائی کرنے کا حکم

کنویں میں اگر نجاست، جانور وغیرہ گر جائے تو اس کی مختلف صورتیں ہیں،بعض صورتوں میں کنویں کا سارا پانی نکالنا ضروری ہوتا ہے اور بعض صورتوں میں کچھ مخصوص ڈول نکالے جاتے ہیں،جس کی تفصیل کتب فقہ میں موجود ہے۔لیکن ان تمام صورتوں میں ضروری ہے کہ پہلے نجاست نکال لی جائے اس کے بعد مطلوبہ ڈول پانی نکالا جائے، اس میں اصل مقصود مطلوبہ مقدار میں پانی نکالنا ہے، اس لئے اگر نجاست نکالنے کے بعد اندازہ لگا کر پمپنگ موٹر کے ذریعے مطلوبہ مقدار میں پانی نکال لیا جائے تو اس سے کنواں پاک ہو جائیگا۔ (جدید فقہی مسائل ص۴۴)

ہینڈ پمپ کو پاک کرنے کا شرعی طریقہ

دستی نل یا ہینڈ پمپ میں اگر نجاست گر جائے تو اس کے پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

اس کیلئے چند امور پیش خدمت ہیں۔

(ا) اس کا پاک کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ نلکے کے اوپر سے اتنا پانی ڈالا جائے کہ پائپ بھر کر اوپر سے پانی بہنے لگے، اس صورت میں یہ پانی جاری ہو جانے کی وجہ سے پاک ہو جائیگا۔

(۲) دوسرا طریقہ یہ ہے کہ نل کے اندر جتنا پانی موجود ہے، وہ سارا پانی نکال دیا جائے تو نل پاک ہو جائیگا ،نل کے اندر موجودہ پانی کی حتمی مقدار کسی طرح معلوم ہو جائے تو بہتر ہے، اس سلسلہ میں ماہرین کی رائے معتبر ہے، اگر حتمی مقدار معلوم نہ ہو سکے تو غالب گمان پر عمل کیا جائے۔

(۳) دوسرے طریقے میں نل میں موجود پانی کی مقدار نکالنے کے بعد نل کو دھونا ضروری ہے یا نہیں؟ حضرت تھانویؒ نے امداد الفتاویٰ (۳۰/۱) میں نل کو کنویں پر قیاس کرتے ہوئے لکھا ہے کہ نل کو دھونے کی ضرورت نہیں، اتنی مقدار نکال لینا کافی ہے۔ لیکن مولانا مفتی رشید احمد صاحبؒ نے احسن الفتاویٰ (۵۱/۲) میں لکھا ہے کہ اس کے بعد نل کو بھی دھونا ضروری ہے، جس کی صورت یہ ہے کہ مطلوبہ مقدار میں پانی نکالنے کے بعد مزید اتنا پانی نکالا جائے جس سے پورا پائپ تین بار دھل سکتا ہو اور نل کو کنویں پر قیاس کرنے کے بارے میں فرماتے ہیں: بعض حضرات نے دستی نل کو کنویں کے حکم میں قرار دیکر یہ فرمایا ہے کہ نلکے کے اندر کا پورا پانی نکال دینے سے نلکا پاک ہو جائیگا مگر نلکے کو کنویں پر قیاس کرنے میں یہ اشکال ہے کہ کنویں کا پانی زمین کے مسامات سے نکل کر اپنے طبعی جریان تک محدود رہتا ہے اور نلکے کے پانی کو کھینچ کر سطح زمین سے بھی اوپر لے آتے ہیں، اس لحاظ سے نلکا برتن کے حکم میں معلوم ہوتا ہے ،علاوہ ازیں کنویں کے تلے اور دیواروں کی تطہیر متعذر رہے اور نلکے کی تطہیر متعذر تو کجا متعسر بھی نہیں۔

(۴) بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ دستی نلکے کے ذریعے تھوڑا سا پانی کھینچ دیا جائے تو یہ ماء جاری کے حکم میں ہو جائیگا اور نل پاک ہو جائیگا ،نل کا سارا پانی نکالنا ضروری نہیں۔ لیکن یہ موقف انتہائی کمزور ہے، محض تھوڑے سے پانی نکلنے کو جاری پانی کے حکم میں کرنا درست نہیں، مفتی رشید احمد صاحب فرماتے ہیں: دستی نلکے سے پانی کھینچنے سے یہ پانی ماء جاری کے حکم میں نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ نلکے کی جڑ میں جو پانی آرہا ہے، وہ زمین کی مسامات سے رس کر آرہا ہے اور یہ شرعاً دخول کے حکم میں نہیں، چنانچہ اسی فرق کی بنا پر انجکشن کو مفسدِ صوم نہیں قرار دیا گیا۔ اس میں بھی دوائی مسامات میں رس کر جاتی ہے۔ اسی طرح کنویں میں زمین کے مسامات سے پانی داخل ہوتا رہتا ہے۔اس کے

باوجود کنویں سے چند ڈول نکالنے سے یا مشین کے ذریعہ کچھ پانی کھینچنے سے بالاتفاق کنواں پاک نہیں ہوتا، اسی طرح دستی نلکے کی تطہیر کیلئے تھوڑا سا پانی کھینچ لینا کافی نہیں۔

(۵) امداد الفتاویٰ (۳۰/۱) میں مزید لکھا ہے" اور یہ شبہ نہ کیا جائے کہ نل کے نیچے زمین میں سے پانی کی آمد ہوتی ہے تو کیا وہ ناپاک نہ ہوگا؟ بات یہ ہے کہ وہ پانی ایسا ہے جیسا متعارف کنوؤں میں بھی علاوہ بھرے ہوئے پانی کے ابلنے والا پانی ہوتا ہے مگر چونکہ وہ فی البیر (کنویں میں) نہیں ہے، اس کا اعتبار نہیں۔اسی طرح جو پانی بالفعل اس آہنی کنویں کے اندر نہ ہو، گو بطور آمد کے نیچے سے بذریعہ مسامات ارض کے اس کے اندر آجاتا ہو وہ معتبر نہیں البتہ اگر تجربہ سے یہ ثابت ہو جائے کہ اس نل کی جڑ میں پانی مجتمع رہتا ہے تو اس کو نجس کہیں گے اور تخمینہ سے جب اس قدر نکل جاوے کنواں پاک ہوجائیگا"۔

(٦) امداد الفتاوی میں ہی ہے" اگر اس آہنی کنوے میں ایسی نجس چیز گر جاوے جو نکل نہ سکے تو اس کا نکالنا معاف ہے، پھر اس میں دو صورتیں ہیں یا تو وہ چیز ذی نجاست ہے جیسے ناپاک لکڑی یا ناپاک کپڑا یا عین نجاست ہے جیسے مردار کی بوٹی وغیرہ۔ صورت اولیٰ میں بلا انتظار معاف ہے، صرف پانی نکالنے سے پاک ہوجائیگا اور صورت ثانیہ میں اتنی مدت تک انتظار کریں کہ گمان غالب ہو کہ وہ مٹی ہوگیا ہو پھر پانی نکال دیں"۔

ناپاک شربت کو پاک کرنے کا طریقہ

فتاوی حقانیہ (۵۷۸/۲) میں ہے۔

سوال: اگر کسی برتن میں گنے کا رس پڑا ہو، کتے نے اس برتن میں منہ ڈال کر اس سے کچھ چاٹا، تو کیا باقی ماندہ شربت کو بہادیا جائے یا گڑ بنانے میں استعمال کیا جائے؟ ازروئے شرع اس کی طہارت کا کوئی امکان ہے یا نہیں؟

الجواب: ایسی مائع چیز کتے کے منہ ڈالنے سے ناپاک ہوجاتی ہے، ایسی صورت

میں اس سے گڑ بنانا یا پینا جائز نہیں ،البتہ فقہاء کرامؒ کے کلام سے اس کی طہارت کا ایک طریقہ معلوم ہوتا ہے،وہ یہ کہ شربت کی مقدار سے تین گناہ پانی اس میں ڈالا جائے، اور پھر آگ سے اس کو اتنا جوش دیا جائے یعنی ابالا جائے کہ یہ زائد مقدار پانی آگ کے ذریعہ ختم ہوجائے تو باقی ماندہ حصہ پھر پاک ہوتا ہے۔

فی ردالمحتار(۱ / ۳۳۴)مطلب فی تطهیرالدهن والعسل .(قوله ویطهر دهن وعسل)قال فی الدررولوتنجس العسل فتطهیره ان یصب فیه ماء بقدره فیغلی حتی یعودالی مکانه والدهن یصب علیه الماء فیرفع بشیء هکذاثلاث مرات اه

وفی الکبیری(ص ۱۷۳)فصل فی الاسار،الایری الی مایروی عن ابی یوسفؒ فی تطهیرالدهن النجس انه اذاجعل الدهن فی اناء فصب علیه الماء فیعلوالدهن علی وجه الماء فیرفع بشیء ویراق الماء ثم یفعل هکذاحتی اذافعل ذلک ثلاث مرات یحکم بطهارة الدهن .ومثله فی الهندیة (۱/۴۲)الباب السادس فی النجاسة.

الباب العاشر فی الاوهام والاخطاء

(اغلاط واوہام کے جدید مسائل)

بچے کو دودھ پلانے سے وضونہیں ٹوٹتا

بعض عورتوں میں مشہور ہے کہ بچے کو دودھ پلانے سے عورت کا وضوٹوٹ جاتا ہے، یہ غلط ہے، اس سے وضونہیں ٹوٹتا۔ امداد الفتاویٰ (۲۴/۱) امداد الاحکام (۳۵۷/۱)

فی الشامیة (۱۳۴/۱) ان الطهارة ترتفع بضدها وهی النجاسة القائمة بالخارج اھ.

دورانِ حیض استعمال کئے ہوئے فرنیچر وغیرہ کا حکم

بعض خواتین سمجھتی ہیں کہ دورانِ حیض جوچیزیں استعمال ہوتی ہیں مثلاً فرنیچر، صوفہ سیٹ، چارپائی اور کپڑے وغیرہ وہ ناپاک ہوجاتی ہیں انہیں دھونا ضروری ہے، یہ بات صحیح نہیں ہے دوران حیض محض استعمال سے یہ اشیاء نجس نہیں ہوتیں، پاک ہی رہتی ہیں البتہ اگرکسی چیز پرنجاست اورخون لگا ہوتو الگ بات ہے۔

فی مشکوة المصابیح (۴۹/۱)عن ابی هریرة ؓ قال لقینی رسول الله ﷺ واناجنب فاخذبیدی فمشیت معه حتی قعد فانسللت فاتیت الرحل فاغتسلت ثم جئت وهوقاعدفقال این کنت یااباهریرة فقلت له فقال سبحان الله ان المؤمن لاینجس هذالفظ البخاری ولمسلم معناه قال فی المرقاة :- واتفقوا علی طهارة عرق الجنب و الحائض .

دوران حیض استعمال شدہ کپڑوں میں نماز

بعض خواتین کا خیال ہے کہ مخصوص ایام میں جو بھی لباس استعمال ہوتا ہے وہ ناپاک ہوجاتا ہے مثلاً سوٹ، شلوار قمیص، دوپٹہ، چادر سوئٹر اور شال وغیرہ، انہیں جب تک دھویا نہ جائے ان میں نماز درست نہیں یہ خیال غلط ہے، دوران حیض محض استعمال سے مذکورہ اشیاء ناپاک نہیں ہوتیں، حیض سے پاک ہونے کے بعد ان میں نماز درست ہے، البتہ اگر کسی حصے پر خون یا غلاظت لگی ہو تو اسے پاک کرنا ضروری ہے۔

حائضہ عورت کیلئے مہندی کا استعمال درست ہے۔

بعض خواتین میں مشہور ہے کہ ماہواری کے دوران ہاتھوں اور بالوں پر مہندی لگانا جائز نہیں ہے، یہ بات درست نہیں ہے، اس حالت میں بھی مہندی لگانا صحیح ہے، مہندی کا رنگ طہارت سے مانع نہیں ہے اور نہ خود اس کا جسم ہوتا ہے۔

کتے کا بدن اور اس کی چھینٹیں پاک ہیں

بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ کتے کا بدن اور بال ناپاک ہیں، یہ بات غلط ہے، کتا خنزیر کی طرح نجس العین نہیں، اس کا بدن اور بال اس طرح ناپاک نہیں کہ اگر انسان کے ساتھ یا کپڑے کے ساتھ مس ہوجائے تو انسان اور کپڑا بھی ناپاک ہوجائے، اسی طرح اس کے جسم سے چھینٹیں انسان پر پڑ جائیں تو انسان ناپاک نہیں ہوتا۔

فی الهندية(۵۲/۱) كتاب الطهارة، باب النجاسة واحكامها، الفصل الثانی، اذا نام االكلب علی حصير المسجد ان كان يابسا لا يتنجس وان كان رطبا ولم يظهر الر النجاسة فكذلك.

نفاس کی اکثری مدت اور عورتوں کا غلط رواج

اکثر و بیشتر ہوتا یوں ہے کہ جس عورت کے ہاں بچہ ہوجائے وہ چالیس دن تک غسل نہیں کرتی، نہ نماز پڑھتی ہے اور نہ روزہ رکھتی ہے،یہ رواج بالکل غلط ہے، کیونکہ چالیس دن نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت ہے۔یعنی اس سے زیادہ نفاس کا خون نہیں ہوتا لیکن کم کی حد مقرر نہیں،اگر تین دن میں بھی خون ختم ہوگیا تو غسل کرکے نماز اور روزہ کی ادائیگی ضروری ہے۔

فی الھندیة، کتاب الطھارة،الباب السادس (۱/ ۴۲) اقل النفاس مایوجد ولو ساعة وعلیه الفتوی واکثره اربعو ن کذافی السراجیة.

کیا قربانی کے ذبیحہ کا خون پاک ہوتا ہے؟

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ قربانی کے جانور کا خون پاک ہوتا ہے۔ یہ خیال غلط ہے،قربانی کے جانوراوردوسرے جانوروں کا خون نجس ہونے میں برابر ہے ،اگر بدن یالباس پر لگ جائے تو اسے دھونا ضروری ہے اس کے ساتھ نماز جائز نہیں ہے۔

کیا قبرستان کی مٹی ناپاک ہے؟

بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ مردے دفن ہونے کی وجہ سے قبرستان کی مٹی نجس اورناپاک ہوتی ہے، یہ بات غلط ہے ،عام مٹی کیطرح قبرستان کی مٹی بھی پاک اورطاہر ہے۔

فتاویٰ محمودیہ (۱۲/۳۸۹) میں ہے۔

سوال: قبرستان کی مٹی یاقبرستان کی جگہ پاک ہے یا نجاست غلیظہ ہے؟

الجواب :اگرکوئی نجاست نہیں ہے تو محض قبروں کے اندرمیت ہونے کی وجہ

سے اوپر کی مٹی کو نجس نہیں کہا جائے گا۔

اتوار اور منگل کے دن غسل کرنا اور ناخن تراشنا کیسا ہے؟

لوگوں میں مشہور ہے کہ اتوار اور منگل کے دن غسل کرنا اور ناخن تراشنا صحیح نہیں ہے۔ناخن تراشنے سے صحت پر اثر پڑتا ہے اور غسل کرنے سے عمر کم ہوتی ہے، یہ خیال غلط ہے اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

فتاوی رحیمیہ (۳۰۵/۶) میں ہے۔

سوال: دلائل الخیرات کے حاشیہ میں لکھا ہے (۱) منگل کے دن جو ناخن ترشواتا ہے صحت اس سے بھاگ نکلتی ہے اور بیماری اس میں داخل ہو جاتی ہے اور جو کوئی منگل کے دن غسل کرتا ہے عمر اس کی کم ہو جاتی ہے (عقول عشرہ) (۲) اصحاب تاریخ کہتے ہیں روز یک شنبہ کو جو کوئی ناخن تراشے اس سے غناء نکل جاتی ہے اور فقیری داخل ہو جاتی ہے اور جو کوئی یک شنبہ کو غسل کرے کوئی بیماری اس کو لاحق ہو (عقول عشرہ) برائے مہربانی ان دو عبارتوں کے متعلق وضاحت فرمائیں اور منگل اور اتوار کے دن ناخن تراشنا اور غسل کرنا کیسا ہے؟ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: (۲،۱) جنہوں نے یہ لکھا ہے ان کے تجربہ کی بناء پر لکھا ہوگا اس کا اعتقاد رکھنا اور شرعی حکم سمجھنا درست نہیں ہے اور نہ اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔

امداد الفتاویٰ میں اسی طرح کا سوال وجواب ہے وہ ملاحظہ ہو۔

سوال: پند نامہ میں جو شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے۔

شب در آئینہ نظر کردن خطا است

یہ ممانعت شرعیٔ ہے یا کسی مصلحت سے، اور اگر مصلحت ہے تو کیا مصلحت ہے؟ اسی طرح رات کو جھاڑو دینا خواری کا باعث ہے اور دیواروں کو کپڑے سے صاف کرنا خواری لاتا ہے یہ کس طرح سے ہے اور کس وجہ سے؟

الجواب: ان امور کی شرع میں کوئی اصل نہیں، جو محض عوام میں مشہور ہیں ان کی

اصل ڈھونڈ ھنے کی ضرورت نہیں ،البتہ جو بزرگوں کے کلام میں پایا جاتا ہے تو از قبیل حکمت وطب ہے ورنہ یہ کہا جائے گا کہ بعض بزرگوں پر حسن ظن غالب تھا اسلئے بعض روایات کو سن کر تنقید راوی نہ کی، اس کو صحیح سمجھ کر لکھدیا، پس وہ معذور ہیں اور قابل عمل نہیں ۔

امداد الفتاویٰ (۳۲۴/۴ مسائل شتیٰ)

کیا بچے کی پیدائش سے کمرہ ناپاک ہوجاتا ہے؟

بعض خواتین میں مشہور ہے کہ جس کمرے یا گھر میں بچہ پیدا ہوتا ہے وہ کمرہ ناپاک ہوجاتا ہے جب تک اسے صاف ستھرا نہ کیا جائے اور خوب نہ دھویا جائے اور اس میں رنگ وروغن نہ کیا جائے وہ پاک نہیں ہوتا۔یہ بات غلط ہے ،اور توہم پرستی پرمبنی ہے ،ولادت سے پورا کمرہ یا گھر نجس نہیں ہوتا۔

پاجامہ ٹخنوں سے نیچے رکھنے سے وضو کا ٹوٹنا

لوگوں میں مشہور ہے کہ پاجامہ ٹخنوں سے نیچے ہوجائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے یہ خیال صحیح نہیں ہے پاجامے کا ٹخنے سے نیچے رکھنا اگرچہ حرام اور گناہ کبیرہ ہے لیکن اس کا وضو پر اثر نہیں پڑتا۔

فی سنن ابی داؤد(۲/ ۲۱۰)عن ابی ھریرۃ ؓ قال بینما رجل یصلی مسبلاً ازارہ فقال رسول اللہ ﷺ اذھب فتوضأ ثم جاء فقال اذھب فتوضأ فقال لہ رجل یارسول اللہ مالک امرتہ ان یتوضأ ثم سکت عنہ قال انہ کان یصلی وھو مسبل ازارہ وان اللہ لایقبل صلوۃ رجل مسبل .

یقول المرتب عفااللہ عنہ :فقداجاب المحدثون عن ھذا الحدیث بوجھین الاوّل: قال ابوسلیمان الخطابی فی معالم السنن (۱/ ۵۱)فی اسنادہ ابوجعفر رجل من اھل المدینۃ لایعرف اسمہ.

الثانی: قال السهارنفوری فی بذل المجهود (۵/۵۴)یحتمل واللّٰه اعلم انّہٗ امر باعادة الوضوء دون الصلوة لان الوضوء مکفر للذنوب کما ورد فی الاحادیث الکثیرة:

اقول: هناجواب ثالث وهو انه محمول علی الاستحباب لان الوضوء مستحب عندارتکاب کل خطیئة ومعصیة.واسبال الازار کبیرة من الکبائر.

ران پر نظر پڑنے سے وضو نہیں ٹوٹتا

لوگوں میں مشہور ہے کہ اپنی یا دوسرے کی ران پر نظر پڑنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یہ بات صحیح نہیں ہے ،اس سے وضو نہیں ٹوٹتا البتہ ناف کے نیچے سے لیکر ران تک کا انسانی بدن شرعاً ستر میں داخل ہے اس کو دیکھنا جائز نہیں ہے اور نہ اسے کھلا چھوڑنا جائز ہے

فحش بات اور گالی دینے سے وضو نہیں ٹوٹتا

مشہور ہے کہ فحش بات اور کسی کو گالی دینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یہ خیال صحیح نہیں ہے کسی کو گالی دینا بڑا گناہ ہے اور اس کا مرتکب فاسق وفاجر ہے لیکن اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

اوراق منطق وفلسفہ سے استنجاء کرنے کا حکم

علماء وطلباء کے طبقہ میں مشہور ہے کہ منطق اور فلسفہ لکھے ہوئے اوراق کی کوئی حرمت نہیں، ان سے استنجاء جائز ہے اور بعض حضرات نے یہ لکھا بھی ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے، منطق وفلسفہ کی واہیات اپنی جگہ پر لیکن ورق پر جو حروف اور کلمات لکھے جاتے ہیں وہ قابل احترام ہیں ،ان کی توہین جائز نہیں ہے۔

فی الدر المختار(۳۳۹/۱)فصل فی الاستنجاء ،وکرہ تحریمابعظم وشئی محترم الخ

وفی الشامیة،وکذاورق الکتابة لصلاقته وتقوّمه ونقل القهستانی الجوازبکتب الحکمیات عن الاسنوی من الشافعیة واقره ، قلت:لکن نقلوا عندنا ان للحروف حرمة ولومقطعة وذکربعض القراء ان حروف الهجاء قرآن انزلت علی هود علیه السلام ومفاده الحرمة بالمکتوب مطلقاً.

کسی کا ستر دیکھنے سے وضونہیں ٹوٹتا

بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ وضوکی حالت میں یاوضوکرتے وقت کسی کے ستر پرنظر پڑجائے تووضوٹوٹ جاتاہے ،یہ درست نہیں ہے، ستر پرنظرپڑنے سے وضونہیں ٹوٹتاخواہ اپناستر دیکھے یادوسرے کااوردوسرامحرم ہویاغیرمحرم اورخواہ مردہویاعورت اورخواہ بالغ ہویانابالغ۔

ڈاکٹرکابیمار کے سترکودیکھنایاہاتھ لگاناناقض وضونہیں

فتاوی رحیمیہ(۲۶۸/۴)میں ہے۔

سوال(۱۱۲۷)مسلمان ڈاکٹراگر بیمار کے بدن کے سترکاحصہ دیکھے اوراس کوہاتھ لگاوے اوروہ پہلے سے باوضوہوتواسی وضوسے نماز پڑھ سکتاہے یانہیں؟

الجواب:صورت مسئولہ میں ستروالاحصہ دیکھنے اوراسے ہاتھ لگانے سے پیشاب کی راہ سے اگرمنی ،مذی،ودی وغیرہ کوئی ناپاک چیزخارج ہوتووضوٹوٹ جائے گا،محض شرمگاہ وغیرہ کودیکھنے اورہاتھ لگانے سے وضونہیں ٹوٹتا،ہاں دوبارہ وضوکرلینابہترہے۔

فی الدر(۱۴۲/۱)لاینقضه (مس ذکر)لکن یغسل یده ندبا(وامرأة) وامرد ولکن یندب للخروج من الخلاف لاسیماللامام.

مرد کی اگر عورت کے سر کے بالوں پر نظر پڑ جائے تو وضو نہیں ٹوٹتا

بعض خواتین میں مشہور ہے کہ اگر عورت کے سر کے بالوں پر کسی مرد کی نظر پڑ جائے تو عورت اگر باوضو ہو تو اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے، یہ بات صحیح نہیں ہے، عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ اپنے بال کھلے چھوڑے اور مرد کی اس پر نظر پڑے لیکن اس سے وضو نہیں ٹوٹتا، نہ مرد کا اور نہ عورت کا، خواہ مرد و عورت آپس میں محرم ہوں یا غیر محرم ہوں۔

کھانے کے بعد اسی برتن میں ہاتھ دھو کر پینے کا حکم

بعض دیہاتی علاقوں میں دیکھا گیا ہے کہ لوگ کھانا کھانے کے بعد اسی برتن میں ہاتھ دھو کر برتن کو صاف کر کے پانی پی لیتے ہیں، وہ اسے سنت طریقہ تصور کرتے ہیں، یہاں چند امور قابل تحقیق ہیں۔

(۱) برتن کا صاف کرنا، اس کی احادیث میں بڑی ترغیب آئی ہے، بعض احادیث میں یہ بھی آیا ہے کہ صاف کیا ہوا برتن مغفرت کی دعا کرتا ہے۔

فی مشکوۃ المصابیح (۳٦٦/۲) کتاب الاطعمة، عن نبیشةؓ عن رسول اللہ ﷺ قال من اکل فی قصعة فلحسها استغفرت له القصعة رواہ احمد والترمذی وابن ماجة والدارمی وقال الترمذی هذا حدیث غریب۔

(۲) اسی برتن میں ہاتھ دھونا۔

(۳) اس کا پانی پینا۔

یہ دونوں باتیں غلط مشہور ہوئی ہیں، انہیں سنت سمجھ کر کرنا صحیح نہیں ہے بدعت ہے، ان کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

جوتے پہننے سے دوبارہ وضولازم نہیں

آپ کے مسائل (۲/۴۰)میں ہے۔

سوال: اکثر نمازی جب نماز پڑھنے کے بعد فارغ ہوتے ہیں تو جوتے پہن کر گھر چلے جاتے ہیں ،ابھی ان کا وضو برقرار رہتا ہے کہ دوسری نماز کے لئے آجاتے ہیں،اور بغیر وضو کے نماز پڑھتے ہیں،مسئلہ یہ ہے کہ جب وہ اپنے پاؤں جوتے میں ڈالتے ہیں تو جوتے پلید اور غلیظ جگہوں پر پڑتے ہیں کیا یہ ضروری نہیں ہوتا کہ پھر نماز کے لئے وضو کیا کریں؟

جواب: جوتوں کے اندر نجاست نہیں ہوتی ،اس لئے وضو کے بعد جوتے پہننے سے دوبارہ وضولازم نہیں ہوتا۔

ناخن کٹوانے سے وضونہیں ٹوٹتا

بعض لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ اگر باوضو شخص ناخن اتارے تو اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے یہ بات بھی غلط ہے ،اس سے وضونہیں ٹوٹتا۔

بال کٹوانے سے وضونہیں ٹوٹتا

بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ بال بنوانے یا داڑھی کا خط بنوانے سے وضوٹوٹ جاتا ہے، یہ شہرت صحیح نہیں ہے،اس سے وضو پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

آب دست سے غسل واجب نہیں

بعض حضرات کا خیال ہے کہ آبدست سے غسل واجب ہوجاتا ہے یہ صحیح نہیں ہے،اس سے غسل واجب نہیں ہوتا۔

فتاوی محمودیہ (۳۹۰/۱۲) میں ہے۔

سوال: حاجت ضروریہ سے فراغت کے بعد اسی مقام پر آب دست کرنے سے کیا غسل واجب ہوتا ہے؟

الجواب: حاجت ضروریہ سے فراغت کے بعد آب دست لینے سے غسل واجب نہیں ہوتا فقط۔

کیا زنا کے بعد چالیس مرتبہ غسل ضروری ہے؟

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر کوئی زنا کرے تو اس کیلئے چالیس بار غسل ضروری ہے ،اس سے کم سے جنابت ختم نہیں ہوتی،شرعا یہ بات صحیح نہیں ہے،زنا گناہ کبیرہ ہے لیکن اس کے بعد بھی ایک بار غسل کرنے سے طہارت حاصل ہوجاتی ہے۔

فتاوی محمودیہ (۴۰۶/۱۲) میں اس طرح کے سوال کے جواب میں ہے۔

''ایک مرتبہ غسل کرنے سے ہر قسم کی جنابت ختم ہوکر طہارت حاصل ہوجاتی ہے،خواہ احتلام سے جنابت ہوئی ہو خواہ وطی حلال سے خواہ وطی حرام سے یا کسی اور طرح سے،یہ غلط ہے کہ زنا کے بعد چالیس مرتبہ غسل کرنے سے قبل طہارت حاصل نہیں ہوتی اور جنابت زائل نہیں ہوتی،اگرچہ زناہ کا گناہ گناہ کبیرہ ہے اور اس کا تقاضہ یہ ہے کہ جب تک صدق دل سے توبہ کرکے گناہ معاف نہ کرالے اس کو طہارت ہی حاصل نہ ہو لیکن ظاہراً شریعت نے اس کی پابندی نہیں کی بلکہ ایک مرتبہ غسل کرنے سے طہارت کا حکم دیدیا ،کماھو فی کتب الفقہ۔''

حائضہ اور نفساء کا جائے نماز پر بیٹھنے کا حکم

سوال: کیا عورت حالت حیض یا نفاس میں مصلے، جائے نماز یا گھر میں نماز کے لئے مختص کی گئی جگہ پر بیٹھ سکتی ہے یا نہیں؟ کیا اس کا حکم بھی مسجد والا ہے؟

سائل امجد وحید، مومن پورہ راولپنڈی

الجواب حامداومصلیا

صورت مسئولہ میں شرعاً مصلے، جائے نماز اور نماز کے لئے مختص کی گئی جگہ کا حکم شرعی مسجد والا نہیں ہے، اس لئے اس پر مسجد کے احکام جاری نہ ہوں گے اور حائضہ اور نفساء اور جنبی کا اس پر بیٹھنا جائز ہے، البتہ اس جگہ کا اپنا تقدس بہرحال ضرور ہے، اس لئے بلاضرورت اس پر بیٹھنا مکروہ اور خلاف ادب واحترام ہے۔ فقط واللہ اعلم

ریاض محمد

دارالافتاء تعلیم القرآن راولپنڈی

۱۴۲۶/۵/۲۴ھ

حائضہ اور نفساء کا پسینہ اور لعاب پاک ہے

خواتین میں مشہور ہے کہ حائضہ اور نفساء کا پسینہ اور لعاب ناپاک ہوتا ہے، یہ بات غلط ہے، ان کا پسینہ اور لعاب پاک ہے، ان کے ناپاک ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

غسل میں غرغرہ ضروری نہیں ہے

عوام الناس میں مشہور ہے کہ غسل کرتے وقت کلی میں غرغرہ ضروری ہے اگر غرغرہ نہ کیا تو غسل نہ ہوگا، چنانچہ اسی خیال کی بناء پر بہت سے حضرات سے سنا ہے وہ کہتے ہیں کہ رمضان میں دن کو غسل فرض ہوجائے تو باقی غسل تو کرلیا جائے لیکن غرغرہ نہ

کیا جائے ،کیونکہ روزہ ٹوٹنے کا خطرہ ہوتا ہے، افطاری کے بعد غرغرہ کرلے ،لیکن یہ بات غلط ہے، یہ خیال اس مفروضے پرمبنی ہے کہ غسل کے لئے غرغرہ ضروری ہے حالانکہ غرغرہ ضروری نہیں ،منہ بھر کر کلی کر لینا کافی ہے،اور روزے کی حالت میں غرغرہ کرنا منع ہے۔

فی نفع المفتی والسائل(ص۷)الغرغرة حالة المضمضة مستحبة وعدها فی التحفة من السنن الافی حالة الصوم فتکره،کذافی حاشیة یوسف چلپی علی "شرح الوقایة.

کیا جنبی کا پسینہ ناپاک ہے؟

بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ جنبی شخص کا پسینہ ناپاک ہوتا ہے،اگر وہ کپڑے یا بدن کو لگ جائے تو وہ ناپاک ہوجائے گا،لیکن یہ بات ٹھیک نہیں ہے،جنبی انسان کا پسینہ بھی پاک ہوتا ہے۔

فی الدرالمختار(۱ /۱۶۳)فسؤر آدمی مطلقاًولو جنباًاو کافراًوحکم عرق کسؤر

کیا حقہ کا پانی ناپاک ہوتا ہے؟

مشہور ہے کہ حقہ میں استعمال ہونے والا پانی ناپاک ہوجاتا ہے،لہذا اگر وہ جسم یا کپڑے کو لگ جائے تو جسم اور کپڑے ناپاک ہوجائیں گے،یہ خیال درست نہیں ہے،ایسے پانی کے ناپاک ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

نجس اشیاء کے دھوئیں کا حکم

مشہور ہے کہ نجس اور ناپاک چیزوں کا دھواں ناپاک ہوتا ہے،یہ بات درست

نہیں ہے۔

فتاوی حقانیہ (۲/۶۰۷) میں ہے۔

سوال: بسااوقات کوڑا کرکٹ کی جگہ سے دھواں سا اٹھتا ہے، اگر وہ انسان کے کپڑوں پر یا اس کے بدن پر لگ جائے تو کیا اس سے بدن اور کپڑے ناپاک ہوجائیں گے یا نہیں؟

جواب: نجاست سے اٹھنے والا بھاپ نما دھواں اگر کپڑے یا بدن پر لگ جائے تو اس سے کپڑے اور بدن نجس اور ناپاک نہیں ہوتے، اگرچہ بعض اقوال ناپاک ہونے کے بھی مروی

ہیں مگر راجح قول یہ ہے کہ اس سے کپڑے اور بدن ناپاک نہیں ہوتے۔

فی الهندية (۱/۴۷) الفصل الثالث فی الاعيان النجسة، دخان النجاسة اذااصاب الثوب اوالبدن الصحيح انه لاينجسه.

وفی المراقی (ص ۱۳۲) قبل الفصل يطهرجلدالميتة، وبخار الكنيف والاصطبل والحمام اذاقطر لايكون نجسااستحساناً.

کیا کپڑے کی تطہیر کرتے وقت کلمہ طیبہ پڑھنا ضروری ہے؟

بعض خواتین میں مشہور ہے کہ ناپاک کپڑے کی تطہیر کے وقت کلمہ طیبہ کا ورد ضروری ہے، ورنہ کپڑا پاک نہ ہوگا، یہ بات درست نہیں ہے، کلمہ کے ورد کے بغیر بھی کپڑا پاک ہوجاتا ہے۔ مأخذہ: فتاویٰ عثمانی (۱/۳۲۲)

کھیل میں مشغول ہونے سے وضو نہیں ٹوٹتا

عزیز الفتاویٰ (ص ۱۶۲) میں ہے۔

سوال (۱۴۷) کسی شخص کا وضو ہے وہ کھیلنے گیا، بعد کھیل کے اچھی طرح معلوم

نہیں ہے اور خیال نہیں ہے کہ میرا وضو ہے، کیا اس کو دوسرا وضو کرنا چاہیے ؟

الجواب: اگر اچھی طرح یاد ہے کہ وضو ہے تو نماز پڑھ لے ، وضو جدید کی ضرورت نہیں ، اور اگر کر لے دے تو اچھا ہے اور ثواب زیادہ ہے۔

عورت کو بچہ پیدا ہونے پر غسل فرض نہیں

آپ کے مسائل (۶۰/۲) میں ہے۔

سوال: عورت کے جب بچہ پیدا ہوتا ہے، کیا اسی وقت غسل کرنا واجب ہے؟ چونکہ ہم نے سنا ہے کہ اگر عورت غسل نہ کرے گی تو اس کا کھانا پینا سب حرام اور گناہ ہے، جبکہ کراچی کے ہسپتالوں میں کوئی نہیں نہاتا؟

جواب: حیض ونفاس والی عورت کے ہاتھ کا کھانا جائز ہے ، جب تک کہ وہ پاک نہ ہو جائے اس پر غسل فرض نہیں ، اور یہ خیال بالکل غلط ہے کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد اسی وقت غسل کرنا واجب ہے، بلکہ جب خون بند ہو جائے تو اس کے بعد غسل واجب ہوگا۔

وضو کے بعد آئینہ دیکھنا

بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ وضو کے بعد آئینہ دیکھنا منع ہے ، اس سے وضو جاتا رہتا ہے ، یہ بات صحیح نہیں ہے ، شرعا وضو کے بعد آئینہ دیکھنا بلا کراہت جائز ہے اور اس کا وضو پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ھذا آخر ما اردت ایرادہ فی ھذہ الرسالۃ.

ریاض محمد بلگرامی

فاضل جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد

متخصص جامعہ دار العلوم کراچی ۱۴

مفتی و مدرس دار العلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی

۱۴۲۷/۶/۲۴ھ

ضمیمہ

چند تحقیقی مقالات

خیر الکلام فی حوض الحمام

پانی کی جدید ٹنکیاں اور اُن کی طہارت ونجاست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال: آجکل عام شہروں میں گھروں کے اندر غسل خانوں وغیرہ میں پانی پہنچانے کے لئے پائپ سسٹم کا رواج ہے، جس کا طریقہ عمل یہ ہے، کہ سرکاری پانی کا پائپ ہر مکان میں پہنچادیا جاتا ہے، مکان والا اس پانی کو جمع کرنے کیلئے ایک حوض زمین دوز بناتا ہے، جو گھر میں پانی کا خزانہ ہوتا ہے، پھر ہینڈ پمپ وغیرہ کے ذریعہ سے اس کا پانی عمارت کی سب سے اونچی سطح پر رکھی ہوئی ٹنکی پر پہنچادیا جاتا ہے، پھر اس ٹنکی سے پائپ کے ذریعہ یہ پانی مکان کے مختلف حصوں اور غسل خانوں میں پہنچایا جاتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ اگر ایسے حوض یا ٹنکی میں جو عموماً دہ در دہ سے بہت کم ہوتی ہے کوئی ناپاکی گرجائے تو اس کا پانی ناپاک ہو جائے گا یا نہیں؟ اور اگر ناپاک ہو جائے تو اس کو پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ کیا ان کو عام برتنوں کی طرح ایک مرتبہ یا تین مرتبہ پانی ڈال کر دھویا جائے؟ یا کوئی دوسری آسان صورت بھی اس کے پاک کرنے کی ہے؟ **بینوا توجروا**۔

الجواب: اگر نیچے کی حوض یا اوپر کی ٹنکی میں نجاست ایسی حالت میں گری ہے کہ اس کا پانی دونوں طرف سے جاری ہے، مثلاً سرکاری پانی حوض میں آرہا ہے، اور حوض کا پانی بذریعہ پائپ اوپر چڑھا جارہا ہے، اور دوسری طرف پائپ کے ذریعہ غسل خانہ وغیرہ میں پانی نکالا جارہا ہے، تو اکثر فقہائے کرام کے نزدیک یہ حوض یا ٹنکی اُس وقت بحکم آب جاری جاری ہونے کی وجہ سے ناپاک نہ ہوگی۔ (**کماسیاتی فی الروایة الاولیٰ من شرح المنیة**)

(لیکن ناپاک نہ ہونے کا حکم اس وقت ہے جبکہ پانی میں نجاست کا رنگ، بو یاذائقہ ظاہر نہ ہو، اگر ان میں سے کوئی چیز پانی میں ظاہر ہوگئی تو جتنے پانی میں یہ ظاہر ہوگی اتنا پانی ناپاک ہوجائے گا، اس طرح اگر یہ نجاست پانی جاری ہونے کی حالت میں گری ہے، اور پانی کسی ایک طرف سے بند ہونے کے بعد بھی پانی میں پڑی رہی تو پھر بھی پانی ناپاک ہو جائے گا)

اور اگر حوض یا ٹنکی کا پانی دونوں طرف سے جاری نہ ہو، دونوں طرف یا کسی ایک طرف سے بند ہوتو اکثر فقہاء کے نزدیک یہ حوض اور ٹنکی ناپاک ہوجائے گی، پھر ناپاک ہونے کے بعد اس کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جو نجاست گری ہے اگر وہ کوئی ذی جرم ہے یعنی محسوس جسامت رکھتی ہے تو پہلے اس نجاست کو ٹنکی سے نکال دیا جائے پھر اس کو دونوں طرف سے جاری کر دیا جائے یعنی جس حوض یا ٹنکی میں نجاست گری ہے اس کے ایک طرف سے پانی داخل کیا جائے اور دوسری طرف سے نکالا جائے، تو دوسری طرف سے پانی نکلتے ہی یہ حوض اور ٹنکی اور ان کے پائپ سب پاک ہو جائیں گے، یہ ضروری نہیں کہ کوئی خاص مقدار پانی کی نکل جانے کے بعد پاک قرار دیا جائے، البتہ بعض فقہاء کے نزدیک تین مرتبہ اور بعض کے ہاں ایک مرتبہ حوض یا ٹنکی کا پانی بھر کر نکال دینا ضروری ہے، (کما سیاتی فی الروایة الثانیةمن شرح المنیة)

اس لئے احتیاط اس میں ہے کہ ایک طرف سے پاک پانی داخل کر کے دوسری طرف سے اتنا پانی نکال دیا جائے جتنا کہ وقوعِ نجاست کے وقت اس حوض یا ٹنکی میں موجود ہے، اُس کے بعد حوض یا ٹنکی اور اس کے پائپ کو پاک سمجھا جائے، اور اگر تھوڑا سا پانی نکل جانے کے بعد بھی استعمال کرلیا جائے تو قولِ مختار کے موافق گنجائش ہے۔

عباراتِ فقہاء مسائلِ مذکورہ کے متعلق حسبِ ذیل ہیں

(۱)فی شرح المنیة عن فتاوی قاضی خان ،فان ادخل یده فی الحوض وعلیها نجاسة ان کان الماء ساکنا لا یدخل فیه شئی من الانبوبه ولا

يغترف انسان بالقصعة يتنجس ماء الحوض وان كان الناس يغترفون من الحوض بقصاعهم ولايدخل من الانبوب ماء اوعلى العكس اختلفوا فيه واكثرهم علىٰ انه يتنجس ماء الحوض وان كان الناس يغترفون بقصاعهم ويد خل فيه من الانبوب اختلفوا فيه واكثرهم علىٰ انه يتنجس ،انتهىٰ ،فهذا هوالذى ينبغى ان يعتمد عليه (شرح منيه: ۹۹)

(۴) قال فى شرح المنية فان دخل الماء من جانب حوض صغيركان قد تنجس ماء ه فخرج من جانب قال ابوبكرسعد الاعمش لايطهرمالم يخرج مثل ماكان فيه ثلٰث مرات فيكون ذلک غسلا له كالقصعةحيث تغسل اذا تنجست ثلاث مرات وقال غيره لايطهرمالم يخرج مثل ماكان فيه مرة واحدة ،وقال ابوجعفر الهندوانى يطهربمجردالدخول من جانب والخروج من جانب وان لم يخرج مثل ماكان فيه وهو اى قول الهند وانى صدرالشهيدحسام الدين لانه حينئذ يصيرجاريًاوالجارى لاينجس مالم يتغيربالنجاسة والكلام فى غيرمتغيرانتهىٰ (شرح المنيه ص ۹۹)

تنبیہ: اس جگہ علامہ شامیؒ کی بعض روایات سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ چھوٹی حوض یا ٹنکی کو پاک کرنے کا جوطریقہ بتلایا گیا ہے کہ اس کے پانی کو دوسری طرف سے جاری کر دیا جائے،اس میں جاری کرنے کی معتبرصورت یہ ہے کہ حوض یا ٹنکی کوبھر کراُس کے کناروں سے پانی بہا دیا جائے ،اور اگرتلی میں سوراخ کر کے پائپ لگا کر نکالا جائے تو وہ جاری پانی کے حکم میں نہیں ہوگا۔

حيث قال ثم ان كلا مهم ظاهره ان الخروج من اعلاه فلو كان يخرج من ثقب فى اسفل الحوض لا يعدّجاريًالان العبرة لوجه الماء بدليل اعتبارهم فى الحوض لا العمق (الىٰ قوله) ولم ارالمسئلة صريحانعم رايت فى شرح سيدى عبدالغنى فى مسئلة خزانة الحمام اخبر ابويوسف برؤيت فارة فيها،قال فيه اشارة الىٰ ان ماء الخزانة اذاكان يدخل من اعلاها ويخرج من الانبوب فى اسفلها فليس بجارانتهىٰ،

وفی شرح المنیة یطهر الحوض بمجردمایدخل الماء من الانبوب ویفیض من الحوض هوالمختارلعدم تیقن بقاء النجاسة فیه وصیرورته جاریًا اه وظاهرالتعلیل الاکتفاء بالخروج من الاسفل لکنه خلاف قوله یفیض فقال وراجع التهیٰ (ردالمحتار، ص ۱۳۸ ج ۱)

لیکن اوّل تو خود علامہ شامیؒ نے اس مسئلہ کو شک و تردّد کے ساتھ لکھا، اور پھر شرح منیہ کی عبارت سے اس پر استدلال بھی کیا کہ اوپر سے بہنے اور نیچے سے نکلنے کا حکم ایک ہی ہونا چاہئے، اگرچہ اس استدلال پر ایک شبہ بھی ظاہر کردیا، تاہم اتنا تو معلوم ہوا کہ یہ مسئلہ ائمہ کی طرف سے منصوص نہیں، متاخرین کا استنباط ہے اور اس میں بھی دو رائیں ہوسکتی ہیں۔

سو غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل بنیاد اس مسئلہ کی اس پر ہے کہ حوضوں کے بڑے چھوٹے ہونے میں اُن کے طول وعرض کا اعتبار ہے، عمق کا اعتبار نہیں جیسا کہ درمختار وغیرہ میں تصریح ہے، کہ اگر کوئی حوض اوپر سے بڑا یعنی دہ دردہ ہو اور عمق میں اس کا رقبہ اس سے کم ہو تو اس کو حوض ہی سمجھا جائے گا، جو بحکمِ آب جاری ہوتا ہے۔

ولفظ الدرالمختار: ولواعلاہ عشرواسفله اقل جازحتیٰ یبلغ الاقل ولوبعکس فوقع فیه نجس لم یجزحتیٰ یبلغ العشرولوجمدماء ہ فثقب ان الماء منفصلاًعن الجمدجاز لانه کالمستقف وان متصلاًلا (شامی ص ۱۷۹ ج ۱)

اور علت اس مسئلہ کی وہ ہے جو علامہ شامیؒ نے اسی عبارت سے کچھ پہلے لکھی ہے۔

لان الاستعمال من السطح لامن العمق، یعنی استعمال کرنے والا پانی کو حوض کے سطحِ اعلیٰ سے لے کر استعمال کرتا ہے، جب وہ دہ دردہ سے کم ہو اور اس میں نجاست گر جائے تو پانی کو ناپاک سمجھا جائے گا، اگرچہ یہ حوض عمق کی جانب سے وسیع ہو، اور وہ دہ دردہ سے بھی زائد ہو، اور اسی پر اس مسئلہ کی تفریع ہے کہ بڑی حوض کی سطح پر برف جما ہوا اُس کو توڑ کر کچھ حصہ پانی کا کھول لیا جائے، اگر یہ برف پانی سے متصل ہے اور

اِس پانی میں نجاست گر جائے تو چونکہ پانی لینے کی جگہ آب قلیل ہے، اِس لئے اس کو ناپاک کہا جائے گا، یہی وجہ ہے کہ جو کنویں سطح کے اعتبار سے دہ در دہ سے کم ہیں ان کو وقوعِ نجاست سے نجس کہا جاتا ہے، حالانکہ گہرائی کا اعتبار کیا جائے تو بہت سے کنووں کا پانی اِتنا گہرا ہوتا ہے کہ اگر اِس کو معمولی حوض کی طرح پھیلا دیا جائے تو دہ در دہ سے بھی زیادہ ہوجائے۔

جن حضرات نے پانی کے جریان کا حوض کی تلی کی جانب سے اعتبار نہیں کیا، معلوم ہوتا ہے کہ اِس کی بنیاد اسی مسئلہ پر ہے، کہ ماءِ کثیر میں اعتبار اوپر کے طول وعرض کا ہے عمق کا نہیں، تو عمق کی طرف سے جاری ہونے کا اعتبار نہ ہونا چاہئے، لیکن جبکہ علامہ شامی ؒ وغیرہ کے بیان سے یہ بات واضح ہوگئی کہ عمق کا اعتبار نہ کرنا اس وجہ سے ہے کہ پانی کا استعمال عمق کے طرف سے نہیں ہوتا تو اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ ان حضرات کے زمانہ کے حوض حمام پر آجکل کی گھریلو حوضوں اور ٹنکیوں کو قیاس کرنا صحیح نہیں ہے، کیونکہ ان میں پانی کا استعمال حوض یا ٹنکی کے کناروں سے یا اوپر کی سطح سے مروّج ہی نہیں، بلکہ عرفی طور پر اُن کا پانی تلی میں لگے ہوئے پائپ ہی کے ذریعہ استعمال ہوتا ہے، اس لئے ان حوضوں اور ٹنکیوں میں اگر تلی کی جانب پانی بذریعہ پائپ جاری کردیا جائے تو وہ بحکم آبِ جاری ہوجائے گا۔ ھٰذا ماسنح لی واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

بندہ: محمد شفیع عفااللہ عنہ

خادم دارالافتاء دارالعلوم کراچی

۲۳۔ا۔۱۳۸۰ھ

(مأخوذ از آلات جدیدہ کے شرعی احکام)

لیکوریا (leucorrhoea) اوراس سے متعلق اہم مسائل

جس طرح مردوں کو مرض جریان ہوتا ہے اوراس کی وجہ سے ودی خارج ہوتی ہے، اسی طرح عورتوں کوبھی اس طرح کی بیماری کاسامنا کرناپڑتا ہے اورفرج سے ایک رطوبت نکلتی ہے جسے رطوبۃ الفرج(humours) سیلان الرحم(flow of womb) اورجدیدطب اورمیڈیکل کی اصطلاح میں لیکوریا(leucorrhoea) کہاجاتا ہے،یہ بیماری بہت عام ہے اوراکثرعورتیں اس میں مبتلاہوتی ہیں،اوراس کاخروج بھی کثرت سے ہوتاہے جس کی وجہ سے پاک، نیک اورنمازی خواتین سخت پریشان رہتی ہیں ،اس لئے اس مسئلہ کی قدرے تفصیل ضروری ہے۔

لیکوریا (leucorrhoea) کے اسباب

اطباء نے اس کے کئی اسباب بیان فرمائے ہیں،مثلاًعام جسمانی کمزوری،ناقص غذاکااستعمال،ذہنی پریشانی،دائمی قبض ،بدہضمی ،خیالاتِ فاسدہ ،اس کے علاوہ چھوٹی عمرمیں حمل قرارپانا،حمل کے امراض ،قلت الدم اورخون میں کیلشیم کی کمی اس کاسبب بنتے ہیں۔

لیکوریا(leucorrhoea) کی علامات

اندام نہانی سے سفیدزردی مائل رطوبت خارج ہوتی ہے،کمراورپیڑو میں دردہوتاہے،طبیعت سست،جسمانی کمزوری اورپیشاب کی باربارحاجت ہوتی ہے،آنکھوں کے گردسیاہ حلقے پڑجاتے ہیں ،چہرہ بے رونق نظرآتاہے ،ماہواری دردواورتکلیف سے آتی ہے،تکلیف پرانی ہوجائے توپنڈلیوں میں درد،مزاج میں چڑچڑاپن،اوراندام نہانی سے

سفید چھاچھ کی طرح یا زردی مائل رطوبت خارج ہوتی ہے، بعض اوقات اندام نہانی میں خارش محسوس ہوتی ہے۔ کتاب الصحت (ص ۲۴۴)

رطوبت کی اقسام

شریعت کی رو سے اس طرح کی تری اور رطوبت کی تین اقسام ہیں۔

(۱) فرج خارج کی رطوبت، یہ رطوبت بالاتفاق پاک وطاہر ہے، اور وجہ اس کی یہ ہے کہ یہ حقیقت میں پسینہ ہوتا ہے جس میں عام حالات میں کسی نجاست کی آمیزش بھی نہیں ہوتی۔

(۲) فرج داخل کی رطوبت، اس کے حکم میں اختلاف نقل کیا جاتا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے ہاں یہ پاک ہے اور صاحبینؒ کے ہاں ناپاک اور نجس ہے۔

(۳) فرج داخل کے باطن کی رطوبت یعنی فرج داخل سے بھی اگلے حصہ سے آنے والی رطوبت، اور فرج داخل سے اگلا حصہ رحم ہوتا ہے تو گویا کہ رحم سے آنے والی رطوبت، یہ بالاتفاق نا پاک اور نجس ہے، کیونکہ یہ رطوبت مذی ہے یا مثل مذی کے ہے، نیز اصول یہ ہے کہ "کل الخارج من الباطن نجس" یعنی باطن سے نکلنے والی ہر چیز نجس ہے، مثلاً وہ پانی جو ولادت سے کچھ پہلے نکلتا ہے یا بچہ کے ساتھ نکلتا ہے۔

فرج داخل اور فرج خارج کیا ہے؟

اس بارے احسن الفتاوی (۲/۳۷) میں ہے۔

"عورت کی شرم گاہ کے دو حصے ہیں، ایک بیرونی حصہ جو مستطیل (لمبائی والا) شکل کا ہوتا ہے، اس کے بعد کچھ گہرائی میں جا کر گول سوراخ ہے، اس گولائی سے اوپر کے (بیرونی) حصے کو فرج خارج اور اندرونی حصے کو فرج داخل کہا جاتا ہے"

فرج داخل کی رطوبت کے بارے تفصیل و تحقیق

امام صاحبؒ کے ہاں فرج داخل کی رطوبت پاک ہے اورصاحبینؒ کے ہاں ناپاک ہے،امام صاحبؒ کے ہاں اس کے پاک ہونے کی دوشرطیں ہیں۔

(۱)اس کے ساتھ خون نہ ہو۔

(۲)اس کے ساتھ مردوعورت کی مذی یامنی کی آمیزش نہ ہو۔

لہذااگراس کے ساتھ خون آگیایامذی کی آمیزش ہوگی تو یہ رطوبت بالاتفاق ناپاک شمارہوگی۔

اس پر متفرع مسائل

اس منقول اختلاف پردیگرکئی مسائل متفرع ہوتے ہیں۔

(۱)طهارة الولدعندالولادۃیعنی جس وقت بچہ پیداہوتاہے اس پرجورطوبت ہوتی ہے وہ امام صاحبؒ کے ہاں پاک ہےاورصاحبینؒ کے ہاں ناپاک ہے۔

(۲)رطوبة السخلۃیعنی بکری کے بچے کی رطوبت،اس کی پیدائش کے وقت اس پرجورطوبت ہوتی ہے وہ امام صاحبؒ کے ہاں پاک اورصاحبینؒ کے ہاں ناپاک ہے۔

(۳)رطوبة البیضة ،یعنی انڈے کے بیرونی حصہ پرجوتری ہوتی ہے، وہ امام صاحبؒ کے ہاں پاک اورصاحبینؒ کے ہاں ناپاک ہے ،اگروہ کپڑے پرلگ جائے یاپانی میں گرپڑے توامام صاحبؒ کے ہاں کپڑااورپانی پاک ہیں البتہ اس میں چونکہ اختلاف ہے،اس لئے ایسے پانی سے وضوکرناکراہت سے خالی نہیں۔

(۴)طهارة الانفحة،انفحہ امام صاحبؒ کے ہاں پاک ہے اورصاحبینؒ کے ہاں ناپاک ہے،انفحہ سے مراد وہ مادہ ہے جوبکری کے ایسے بچے کے پیٹ سے نکالا جاتا ہے جوابھی تک دودھ پیتاہو،اسے نکال کرکپڑے میں لت پت کرلیتے ہیں پھروہ

پنیر کی مانند گاڑھا ہو جاتا ہے، عوام اس کو مجبنہ کہتے ہیں، (مصباح اللغات والمنجد)

راجح قول

آگے فرج داخل کی رطوبت کے بارے تفصیلی بحث آرہی ہے کہ یہ بالاتفاق نجس ہے اوراس بارے امام صاحبؒ کا اختلاف موجودنہیں ہے، یہ اختلاف سب سے پہلے صاحب جوہرہ نے نقل کیا ہے اوراس کا مأخذ بیان نہیں کیا، دوسرے حضرات نے جوہرہ کو مأخذ بنایا ہے، لہٰذا اس رطوبت کی نجاست متفق علیہ ہے، تاہم فرج داخل کی رطوبت کے بارے اختلاف نقل کیا گیا ہے تو اس میں راجح قول کیا ہے؟ کتب فقہ کی مراجعت سے معلوم ہوتا ہے کہ ترجیح وتصحیح میں بھی اختلاف ہے، چنانچہ علامہ شامی رحمہ اللہ نے ردالمحتار (۳۱۳/۱) میں پہلے یہ لکھا ہے کہ امام صاحب کا قول ''معتمد'' ہے، پھر (۳۴۹/۱) میں لکھا ہے کہ صاحبین کا قول اختیار کرنے میں احتیاط ہے،، اسی طرح ہمارے اکابر کے اقوال بھی مختلف ہیں، حضرت تھانویؒ نے امدادالفتاوی (۶۵/۱) میں صاحبین کے قول کو ترجیح دی ہے، لکھتے ہیں:

''اس لئے اس کی نجاست میں اختلاف ہے اوراحتیاط اس کو نجس کہنے میں ہے، اورامدادالفتاوی (۶۷/۱) میں امام صاحبؒ کے قول کو ترجیح دی ہے، لکھتے ہیں:

''اس سے معلوم ہوا کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے لیکن امام صاحبؒ کا مذہب ہونے کے سبب بھی اوراس زمانے میں ضرورت ہونے کے سبب بھی ترجیح اسی کو ہے کہ وہ پاک ہے اوراس سے وضو بھی نہیں ٹوٹتا''

حضرت مولانا مفتی رشید احمد رحمہ اللہ احسن الفتاوی (۸۵/۲) میں لکھتے ہیں:

''فرج داخل کی رطوبت عندالامام طاہر اور عندالصاحبین نجس ہے، کسی قول کی ترجیح کی صراحت نہیں ملی، قہستانی، نظم اور مجتبی میں قول نجاست اختیار کیا ہے اور در مختار کی تعبیر سے طہارت کو اور تاتارخانیہ کی تحریر سے نجاست کو ترجیح معلوم ہوتی ہے''

تاہم صحیح یہی ہے کہ فرج داخل کی رطوبت بھی نجس ہے، ایک تو اس لئے کہ اس بارے اختلاف ہی نہیں، اور اگر اختلاف ہے تو بھی مشکوک درجہ میں ہے، اور دوسرے اس لئے بھی کہ طہارت ونجاست میں اختلاف ہو تو نجاست کا قول اختیار کرنا احوط ہے، مزید مرجحات آگے آرہے ہیں۔

فی الدرالمختار(۱/ ۱۶۶)وسیجیء ان رطوبة الفرج طاهرة عنده فتنبه.

قال فی الشامية:مطلب فی رطوبة الفرج (قوله الفرج)ای الداخل ، اماالخارج فرطوبته طاهرة باتفاق بدليل جعلهم غسله سنة فی الوضوء، ولوكانت نجسة عندهماالفرض غسله اه ح اقول :قديقال ان النجاسة مادامت فی محلهالاعبرة لها،ولذاكان الاستنجاء سنة للرجال والنساء فی غيرالغسل مع ان الخارج نجس بالاتفاق ،فلاتدل سنية الغسل علی الطهارة فتدبر،نعم يدل علی الاتفاق كونُه له حكم خارج البدن،فرطوبته كرطوبة الفم والانف والعرق الخارج من البدن ،(قوله فتنبه)اشاربه الی ان مافی النظم مبنی علی قولهما،فلاتغفل وتظن من جزمه به انه متفق عليه.

فی الدرالمختارايضاً(۱/ ۳۱۲)وفی المجتبی: اولج فنزع فانزل لم يطهرالابغسله لتلوثه بالنجس انتهی،ای برطوبة الفرج ، فيكون مفرعاًعلی قولهمابنجاستها،اماعنده فطاهرة كسائررطوبات البدن جوهرة.

وفی الشامية: (قوله برطوبة الفرج)ای الداخل بدليل قوله اولج وامارطوبة الفرج الداخل فطاهرة اتفاقاًاه ح وفی منهاج الامام النووی رطوبة الفرج ليست بنجسة فی الاصح ،قال ابن حجرفی شرحه :وهی ماء ابيض مترددبين المذی والعرق يخرج من باطن الفرج الذی لايجب غسله ، بخلاف مايخرج ممايجب غسله فانه طاهرقطعاً،ومن وراء باطن الفرج فانه نجس قطعاًككل خارج من الباطن كالماء الخارج مع الولداوقبله اه وسنذكرفی آخرباب الاستنجاء ان رطوبة الولدطاهرة وكذاالسخلة والبيضة (قوله اماعنده)ای عندالامام،وظاهر كلامه فی آخرالفصل الآتی انه المعتمد.

وفی الدرالمختار(۱/۳۴۹)آخرباب الاستنجاء ،رطوبة الفرج طاهرة خلافالهما،ولذانقل فی التتارخانية ان رطوبة الولدعندالولادة طاهرة وکذا السخلة اذاخرجت من امها،وکذاالبیضة فلایتنجس بهاالثوب ولاالماء اذا وقعت فیه ، لکن یکره التوضی به للاختلاف وکذاالانفحة هوالمختار، وعندهما یتنجس ، وهوالاحتیاط اه ، قلت: وهذااذالم یکن معه دم ولم یخالط رطوبة الفرج مذی اومنی من الرجل والمرءة.

خلاصہ :اس بحث کاخلاصہ یہ ہے کہ فرج خارج کی رطوبت بالاتفاق طاہر ہے اوررحم سے خارج ہونے والی رطوبت بالاتفاق نجس ہے اورفرج داخل کی رطوبت صحیح اورراجح قول کے مطابق نجس ہے۔

لیکوریا(leucorrhoea)کے پانی کاحکم

لیکوریا(leucorrhoea)فرج داخل کی رطوبت ہے یارحم سے آنے والی رطوبت ہے ؟اس بارے ایک تحقیق یہ ہے کہ لیکوریافرج داخل کی رطوبت ہے اورفرج داخل کی رطوبت کی نجاست وطہارت میں اختلاف رہاہے ،اس لئے لیکوریا کی نجاست وطہارت میں بھی اختلاف ہوا،بعض نے ضرورت اورعموم بلوی کی وجہ سے امام صاحب کے قول کوترجیح دی ہے اوربعض نے احتیاط کی وجہ سے صاحبین کے قول کوترجیح دی ہے،امدادالفتاوی (۱/۶۵تا۷۴)میں اس بارے مکمل تفصیل موجود ہے،اورحضرت تھانوی رحمہ اللہ اورحضرت مولاناحبیب احمد کیرانوی رحمہ اللہ نے اپنایہ موقف لکھاہے کہ لیکوریافرج داخل کی رطوبت ہے،لیکن صحیح یہ ہے کہ لیکوریارحم سے آنے والی رطوبت ہے اوربالاتفاق نجس ہے۔

حضرت شیخ الاسلام مولانامفتی محمدتقی عثمانی صاحب مدظلہ فتاوی عثمانی (۱/۳۴۳) میں لکھتے ہیں:

"لیکوریا کی بیماری میں جوپانی خارج ہوتاہے وہ چونکہ رحم سے خارج ہوتاہے،اس لئے

وہ مذی کی طرح نجاست غلیظہ ہے،ولیس ھوفی حکم رطوبۃ الفرج الداخل کماھو فی امدادالفتاوی(۱/۶۵و۷۴).

چونکہ اس مسئلہ کاتعلق علم الطب اورعلم الابدان سے ہے ،اسلئے فقہاء کرام کا اختلاف رونماہوناکوئی بعیدبات نہیں ہے،یہی وجہ ہے کہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ اپنی تحقیق پرمصرنہیں ہیں جیساکہ ان کامزاج ہی یہی ہے،چنانچہ امدادالفتاوی (۶۹/۱) میں ہے:

’’چونکہ عدم مہارت طب کانقص اب بھی مجھ میں باقی ہے،دوسرے علماء سے بھی جواب پرنظرکرالی جائے جوصحیح جواب معلوم ہواس پرعمل کیاجائے‘‘

خلاصۂ حکم :

لیکوریا(leucorrhoea) کاپانی بہرصورت نجس اورناپاک ہے،اوریہ رطوبت کی تیسری قسم میں داخل ہے،اوراگربعض حضرات کی تحقیق کے مطابق اسے دوسری قسم میں شامل کردیاجائے یعنی فرج داخل کی رطوبت تسلیم کرلیاجائے توبھی نجس ہے،کیونکہ فرج داخل کی رطوبت بالاتفاق نجس ہے،اس بارے امام صاحب کااختلاف منقول نہیں ہے،اوراگراختلاف ہوبھی تب بھی نجاست والے قول کوترجیح حاصل ہے۔

اس پرمتفرع احکام

جب لیکوریاکاپانی نجس ہےتواس پریہ شرعی احکام متفرع ہوں گے۔

(۱)یہ مذی کی طرح نجاست غلیظہ ہے۔

(۲)اس کے نکلنے سے وضوٹوٹ جاتاہے۔

(۳)اگربدن یاکپڑے کولگ جائے تووہ ناپاک ہوجائیں گے۔

(۴)اگردوران نمازپانی خارج ہوتونمازفاسدہوجائے گی۔

مشکل اور اس کا حل

مذکورہ تفصیل کی روشنی میں لیکوریا کا پانی چونکہ نجس اور ناپاک ہے، اس لئے یہ خلجان پیدا ہوتا ہے کہ جو خواتین اس مرض میں مبتلا ہوتی ہیں انہیں سخت پریشانی اور تکلیف کا سامنا ہوتا ہے، اس کا کیا حل ہونا چاہئے؟ اس سلسلے میں چند امور ایسے ہیں کہ ان کو مدنظر رکھا جائے تو اس مشقت سے بچا جاسکتا ہے۔

(۱) اگر یہ پانی تسلسل سے جاری ہو اور خاتون شرعی معذور بن جائے تو اس پر شرعی معذور کے احکام لاگو ہونگے جو شریعت مقدسہ کی طرف سے بڑی سہولت ہے، شرعی معذور کی تعریف اور اس کے احکام و مسائل آگے آرہے ہیں وہاں ملاحظہ کرلئے جائیں۔

(۲) لیکوریا کا پانی ''نجاست غلیظہ رقیقہ'' میں داخل ہے اور شریعت کی رو سے'' نجاست غلیظہ رقیقہ'' کی مقدار اگر ایک درہم یعنی ہاتھ کی ہتھیلی (مساحت کف) کے برابر ہو یا اس سے کم ہو تو معاف ہے۔

احسن الفتاوی (۲/۸۹) میں ہے۔

''حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالی نے ہتھیلی کے گہراؤ کی وسعت معلوم کرنے کیلئے یہ طریقہ لکھا ہے کہ چلو میں پانی بھر کر ہتھیلی کو پھیلایا جائے، جتنی جگہ میں پانی ٹھہرا رہے اتنی وسعت مراد ہے، اکابرؒ نے اس کی مقدار ایک روپے کے برابر تحریر فرمائی ہے، مگر آج کل دھات کا روپیہ بالکل غائب ہوچکا ہے اور ہتھیلی کی پیائش آسان نہیں، اس لئے اس کی پیائش کو ضبط کرنے کی ضرورت محسوس کرکے بندے نے بطریق مذکور متعدد بار احتیاط سے پیائش کی تو قطر //ا، ا انچ //۵۷،۲ سینٹی میٹر ہوا، اس کے بعد اتفاق سے ایک روپیہ دھات کا مل گیا تو اس کا قطر بھی اس کے مطابق پایا، لہذا اس کی کل پیائش مربع ۲/ا قطر × پائی //۹۵،۱۰ انچ //۹۴،۵ سینٹی میٹر ہوئی''

لہذا اگر مذکورہ مقدار میں لیکوریا کا پانی کپڑے یا بدن پر لگ جائے تو وہ معاف ہے، یعنی اس کے ساتھ اگر نماز پڑھ لی تو نماز ادا ہوجائے گی۔

معافی کا مطلب

فقہاء کرامؒ نے اتنی مقدار کی معافی کا مطلب یہ لکھا ہے کہ اسے معلوم نہ تھا اور اس کے ساتھ نماز پڑھ لی، بعد میں قلیل نجاست کا علم ہوا تو نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں یا وہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے اور نماز کے دوران اس نجاست کا علم ہوا اور نماز توڑنے میں جماعت فوت ہونے کا خوف ہو تو نماز نہ توڑے، اور اگر جماعت فوت ہونے کا خوف نہ ہو یا تنہا نماز پڑھ رہا ہو اور قضاء ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو افضل یہ ہے کہ نماز توڑدے اور نجاست زائل کرکے نماز پڑھے، قضاء ہونے کا اندیشہ ہو تو نماز نہ توڑے، معافی کا یہ مطلب نہیں کہ دھونے کو ضروری نہ سمجھے، بلکہ اولین فرصت میں دھولینا چاہئے۔

فی الطحطاوی (ص ۸۴) (قوله وعفی قدرالدرهم) ای عفاالشارع عن ذلک والمرادعفاعن الفسادبه والافکراهة التحريم باقية اجماعاًان بلغت الدرهم وتنزيهاان لم تبلغ وفرعواعلى ذلک مالوعلم قليل نجاسة عليه وهوفى الصلوة ففى الدرهم يجب قطع الصلوة وغلسهاولوخاف فوت الجماعة وفى الثانى يكون ذلک افضل مالم يخف فوت الجماعة بان يدرک جماعة اخرى والامضى على صلوته لان الجماعة اقوى كمايمضى فى المسئلتين اذاخاف فوت الوقت لان التفويت حرام ولامهرب من الكراهة الى الحرام افاده الحلبى۔

لیکن ظاہر ہے کہ معافی کا مذکورہ مطلب عام تندرست آدمی کے لئے ہے، مریض کے لئے گنجائش زیادہ ہے، لہذا لیکوریا کی مریض پہلے تو یہ کوشش کرے کہ اتنی مقدار بھی دھولیا کرے تاہم اگر تکلیف ہو تو اس کے ساتھ بھی پڑھنے کی گنجائش ہے۔

(۳) مشکل کا ایک حل یہ ہے کہ ایسی مریضہ شرمگاہ میں اسفنج، روئی اور کرسف وغیرہ رکھ لیا کرے، یہ پانی کو جذب کرتا رہے گا اور جب تک اسفنج کے اس حصے تک رطوبت نہیں پہنچتی جو فرج خارج میں ہے تو اس وقت تک وضو نہیں ٹوٹے گا، اس طرح

کپڑا اور بدن بھی نجس ہونے سے محفوظ رہے گا۔

(۴) لیکوریا کی مریض کو اگر نماز کے دوران رطوبت آئے تو نماز اور وضو ٹوٹ جائیں گے لیکن اس کے لئے "بناء علی الصلوۃ" کی سہولت بھی موجود ہے، یعنی بعض شرائط کے ساتھ ادھوری رہ جانے والی نماز کو پوری کر سکتی ہے، پوری نماز کا اعادہ واجب نہیں۔

چند متفرق مسائل

جسے رطوبت خارج ہونے کا پتہ نہ چلے

جسے رطوبت خارج ہونے کا پتہ نہ چلتا ہو، جب نماز شروع کی تو رطوبت بند تھی، جب نماز پڑھ کر دیکھا تو گدی تر تھی تو جب تک نماز میں وضو ٹوٹنے کا یقین نہ ہو نماز ہو جائے گی۔ احسن الفتاوی (۸۰/۲)

جسے رطوبت وقفہ وقفہ سے آئے

جسے رطوبت وقفہ وقفہ سے آئے تو جس وقت رطوبت خارج ہوتی ہے اس وقت نماز نہ پڑھے، جب پاک ہو جائے اس وقت پڑھ لیا کرے اور اگر نماز پاکی میں شروع کی پھر نماز کے دوران رطوبت خارج ہوگئی تو وضو ٹوٹ جائے گا اور نماز پھر سے پڑھنی پڑے گی۔

اگر رنگ مختلف ہو تو؟

لیکویا (leucorrhoea) کے بارے مذکورہ تفصیل اس وقت ہے جب کہ

رطوبت سفید پانی کی طرح ہو لیکن اگر حیض کے رنگوں میں سے کوئی رنگ مدت حیض میں نظر آئے تو اسے حیض ہی شمار کیا جائے گا، حیض کے رنگ یہ ہیں: (۱) سرخ (۲) سیاہ (۳) سبز (۴) زرد (۵) گدلا (۶) مٹیالہ۔

فرج کی رطوبت اور لیکوریا بالاتفاق نجس ہے۔

(مولانا مفتی ڈاکٹر عبدالواحد صاحب کی تحقیق)

بسم الله حامدا و مصليا

عام طور سے فرج داخل (vagina) کی رطوبت اور لیکوریا کی پاکی وناپاکی کے بارے میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور صاحبین یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے درمیان اختلاف ذکر کیا جاتا ہے، امام صاحب کے نزدیک اس کو پاک بتایا جاتا ہے جب کہ صاحبین کے نزدیک اس کو نجس کہا جاتا ہے، پھر فتوی دینے والے کبھی تو احتیاط کے پیش نظر صاحبین کے قول کو لیتے ہیں اور کبھی خواتین کی پریشانی اور تنگی کو دیکھ کر امام صاحب کے قول کو ترجیح دیتے ہیں مثلاً امداد الفتاوی (۱/۶۷) میں ہے:

"اس سے معلوم ہوا کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے لیکن امام صاحبؒ کا مذہب ہونے کے سبب بھی اور اس زمانے میں ضرورت ہونے کے سبب بھی ترجیح اسی کو ہے کہ وہ پاک ہے اور اس سے وضو بھی نہیں ٹوٹتا"

اس مسئلہ میں مذکورہ اختلاف کے ثبوت کے لئے یہ حوالے موجود ہیں۔

رطوبة الفرج (ای الداخل)طاهرة عنده اماالخارج فرطوبته طاهرة بالاتفاق بدليل بجعلهم غسله سنة في الوضوء ، ولوكانت نجسة عندهماالفرض غسله درمختاروردالمحتار ۱/۲۲۳)

اولج فنزع فانزل لم يطهرالابغسله لتلوثه بالنجس اى برطوبة الفرج (الداخل بدليل قوله اولج .امارطوبة الفرج الخارج فطاهرة اتفاقا)فيكون مفرعا على قولهمابنجاستها، اماعنده (اى عندالامام)فهى طاهرة

کسائررطوبات البدن درمختارورد المحتار(۱/ ۲۲۹)

رطوبۃ الفرج طاھرۃ (ولذانقل فی التتارخانیۃ ان رطوبۃ الولد عند الولادۃ طاھرۃوکذاالسخلۃ اذاخرجت من امھاوکذاالبیضۃ فلایتنجس بھا الثوب ولاالماء اذاوقعت فیہ لکن یکرہ التوضی بہ للاختلاف (درمختارورد المحتار ۱/ ۲۵۷).

ہم کہتے ہیں کہ اول توفرج داخل کی رطوبت کے نجس ہونے کوترجیح حاصل ہے، پھراصل بات یہ ہے کہ اس بارے مین جس اختلاف کادعوی کیا گیاہے وہ بھی درست نہیں، ان دوباتوں کوہم ترتیب سے ذکرکرتے ہیں۔

مسئلہ(۱)

فرج داخل کی رطوبت کی نجاست کے مرجحات

۱۔یہ بات مسلم ہے کہ فرج داخل سے متجاوزرحم ہوتاہے جس کی رطوبت بالاتفاق نجس ہے۔ومن وراء باطن الفرج فانہ نجس بالاتفاق.

اورجدید سائنس اورتحقیقات سے یہ ثابت ہے کہ فرج داخل کی رطوبت میں رحم کی گردن (عنق رحم (cervix of the uterus) کی رطوبت بھی شامل ہوتی ہے۔

ڈاکٹرارشدچوہان لکھتے ہیں:

there are no glands in the vagina and it iskept moist with mucus secretions of the cervix and exudate from the lining epithelium.

(p.5 fundamentals of 'gynecology)

پھرایک موقع پرلکھتے ہیں

under normal circumastances vagina is comfortably moist by secretions from upper and lower genital tract but there is no out pouring of

discharge.normal vaginal discharge when produced in excessive amount is called leucorrhoea.(p.172 fundamentals of gynecology)

ایک اور کتاب میں ہے

Even though the vagina has no true:
glands,there is a secretion present.it consists of servical mucus,desquamated epithelium and with sexual stimulation,a direct transudate.

(p.49 current obstetrics a gynecology)

حاصل یہ ہے کہ جب فرج داخل کی رطوبت میں عنق رحم کی رطوبت بھی شامل ہوتی ہے جو بالاتفاق نجس ہے تو خالص فرج داخل کی رطوبت اگر بالفرض پاک بھی تھی تو آمیزش کے بعد پاک نہ رہی۔

۲۔مندرجہ ذیل حوالے اس بات پر صریح دلیل ہیں کہ فرج داخل کی رطوبت کا نکلنا ناقض وضو ہے اور جو رطوبت ناقض وضو ہو وہ نجس ہوتی ہے۔

(الف)۔لاخلاف ان الاقطارفی الفرج الداخل یفسدالصوم وخروجه ینقض الوضوء (حلبی کبیرص۱۲۶)

(ب)لوحشت المرء ة فرجهابقطنة فان وضعتهافی الفرج الخارج فابتل الجانب الداخل من القطنة کان حدثاًوان لم ینفذالی الجانب الخارج لان الفرج الخارج بمنزلة الالیتین من الدبرفوجدالخروج،وان وضعتهافی الفرج الداخل فابتل الجانب الداخل من القطنة لم یکن حدثاًلعدم الخروج وان نعدت البلة الی الجانب الخارج فان کانت القطنة عالیة اومحاذیة لجانب الفرج کان حدثاًلوجود الخروج وان کانت متسفلة لم یکن حدثاًلعدم الخروج ،وهذاکله اذالم تسقط القطنة فان سقطت القطنة فهوحدث

وحیض.(بدائع الصنائع ۲۶/۱)

بدائع کے اس حوالہ کے آخرمیں جو یہ ہے کہ فھوحدث وحیض تواس کا مطلب یہ ہے کہ اگررطوبت دم حیض کے علاوہ ہوخواہ دم استحاضہ ہویالیکوریاتووہ حدث ہے اوراگردم حیض ہوتو حیض ہے۔

(ج)کماینقض لواحشی احلیله بقطنة وابتل الطرف الظاهر هذا لوالقطنة عالية اومحاذية لرأس الاحليل وان متسفلة عنه لاینقض وکذاالحکم فی الدبروالفرج الداخل وان ابتل الطرف الداخل لاینقض ولوسقطت فان رطبة انتقض والالا(درمختار ۱۱۰/۱)

(د)وکذاکل شیء یدخله وطرفه خارج غیرالذکر(ردالمحتار ۱۱۰/۱)

۳۔یہ ضابطہ ہے کہ سوائے مستثنیات کے، سبیلین اورقبل سے جوکچھ نکلے وہ ناقض وضو ہوتا ہے،اورمستثنیات میں مردوعورت کے قبل سے نکلنے والی ریح کوتوذکرکیاہے ،فرج داخل کی رطوبت کاکسی نے بھی ذکرنہیں کیا،حالانکہ یہ اس کے ذکرکامقام بھی ہے اورخوداس مسئلہ کاوقوع بھی کثیرہے۔

۱.وناقضه ماخرج من السبیلین سواء کان معتاداوغیرمعتادکالدودة والریح الخارجة من القبل والذکروفی رحمة الأمة فی اختلاف الائمة: الخارج المعتادمن السبیلین کالبول والغائط (شرح الوقایة)ینقض الوضوء بالاجماع واماالنادرکالدودة والحصاة والریح من القبل وسلس البول والاستحاضة والمذی فینقض الوضوء ایضاًالاعندمالک (سعایة ۱۹۷/۱)

۲.سواء کان الخارج من السبیلین معتاداًکالبول والغائط والمنی والمذی والودی ودم الحیض والنفاس وغیرمعتادکدم الاستحاضة (بدائع الصنائع ۲۴/۱)

۳.المعانی الناقضة للوضوء کل ماخرج من السبیلین وا ن خرج من قبل الرجل والمرأة ریح منتنة الصحیح انه لاینتقض (منیة المصلی)

۴.المعانی الناقضة للوضوء کل مایخرج من السبیلین لقوله تعالی اوجاء احدکم من الغائط الآیة وقیل لرسول الله ﷺ وماالحدث قال مایخرج من السبیلین و کلمة ماعامة فتتناول المعتادوغیره.(الھدایة)

مسئلہ(۲)

فرج داخل کی رطوبت کی نجاست میں امام صاحب اورصاحبین کا حقیقت میں کوئی اختلاف نہیں ہے ۔اس کی دلیل یہ ہے کہ اس اختلاف کوسب سے پہلے قدوری کی شرح" الجوھرة النیرة" میں ذکر کیا گیاہے لیکن خودصاحب الجوھرہ نے اس کاکوئی ماخذذکرنہی کیا۔

امارطوبة الفرج فطاھرة عندابی حنیفة کسائررطوبات البدن وعندھما نجسة لانھامتولدة فی محل النجاسة (الجوھرة ۱/۴۲)اورجوھرہ سے پہلے کسی فقیہ نے یہ اختلاف اپنی کسی کتاب میں ذکرنہیں کیا ،نہ حلبیؒ نے شرح منیۃ میں، نہ کاسائیؒ نے بدائع میں اورنہ ابن نجیمؒ نے بحررائق میں وغیرہ۔

جوہرہ کے اس مزعومہ اختلاف کومجتبی کے واسطے سے صاحب درمختارنے لیاہے۔

وفی المجتبی اولج فنزع فانزل لم یطھرالابغسله لتلوثه بالنجس انتھی ای برطوبة الفرج فیکون مفرعاًعلی قولھمابنجاستھا،اماعنده فھی طاھرة کسائررطوبات البدن درمختار(۱/۲۲۹)

علامہ شامی رحمہ اللہ نے بھی ردالمحتارمیں اس بات کومن وعن اختیارکرلیااوراس مسئلہ کی اصل تحقیق نہیں کی ۔

ہم کہتے ہیں کہ مزعومہ اختلاف کے بارے میں صاحب جوہرہ کووہم ہواہے ، اصل بات یہ ہے کہ امام صاحب اورصاحبین کا انڈے کے اوپراورنومولودبکری کے بچے کے اوپرلگی رطوبت کے بارے میں اختلاف تھاجیسا کہ مندرجہ ذیل حوالوں سے واضح ہے

۱.السخلة اذاخرجت من امھافتلک الرطوبات طاھرة لایتنجس بھاالثوب

والماء وكذاالبيضة وفي الحجة ويكره التوضي بالماء الذي وقع فيه لمكان الاختلاف وفي الخانية وكذاالانفحة اذاخرجت من الشاة بعدموتهاوفي العتابية هوالمختاروعندهماينتجس وهوالاحتياط وفي شرح الطحاوي وان يبست البيضة اوالسخلة ثم وقعت في الماء اوفي المرقة تفسدهما.

(لتارخانية ١/١ ٣٠)

٢.البيضة الرطبة اوالسخلة الرطبة اذاوقعت في ثوب لاتفسده في قياس قول ابي حنيفة رحمه الله (قاضي خان علي هامش العالمكيرية ١/٠ ٣)

ان مسائل میں امام صاحب اور صاحبینؒ کا جو اختلاف ہے، صاحب جوہرہ نے یہ سمجھا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ فرج داخل کی رطوبت امام صاحبؒ کے ہاں پاک ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک نجس ہے، لیکن یہ صاحب جوہرہ کی خطا ہے، کیونکہ خود صاحب جوہرہ سے کہیں پہلے علامہ حلبی رحمہ اللہ نے اپنی شرح منیہ میں ان مسائل کے اختلاف کی وجہ یہ بتائی ہے ۔البيضة اذاوقعت من الدجاجة في الماء ا وفي المرقة لاتفسده وكذاالسخلة اذاوقعت من امهارطبة في الماء لاتفسده كذافي كتب الفتاوى، وهذالان الرطبة التي عليهاليست بنجسة لكونهافي محلها(شرح المنية ص ١٥٠) اورصاحب متانہ یوں لکھتے ہیں:في الخلاصة طاهرة عندابي حنيفة رحمه الله وهوالمختارلانهاخرجت من معدنهاوعندهمالاحتى يغسل (متانة ص ٦٤). مطلب یہ ہے کہ امام صاحبؒ کے نزدیک بکرے کے بچے اور انڈے پر جو رطوبت لگی ہوئی ہے وہ تو پیٹ کے اندر بھی اس کے گرد ہوتی ہے، اور اس رطوبت کا محل ہی انڈے اور بچے کے گرد ہے، وہ رطوبت بچے اور انڈے کے ساتھ نکلی ہے تو اب بھی وہ اپنے محل میں ہے، اس لئے نجس نہیں، صاحبینؒ کے نزدیک اس کو نجس کہنے کہ وجہ یہ ہے کہ بچہ یا انڈہ جب فرج داخل میں سے ہوکر باہر آئے گا تو فرج داخل کی کچھ نہ کچھ رطوبت بھی اس کے ساتھ لگ کر آئے گی جو اس کو نجس بنادے گی۔

فقہی مضامین باب ١٤(ص ٢٠٤ تا ٢٠٩)

شرعی معذور اور اس کے احکام ومسائل

معذور، العذر سے اسم مفعول کا صیغہ ہے العذر بضم فسکون ، باب نصر وضرب کا مصدر ہے اور بطور اسم بھی استعمال ہوتا ہے، عذر کی جمع اعذار آتی ہے ،لغوی معنی ہیں: الحجة التی یقدمها المخالف لرفع اللوم عنه یعنی عذر اس حجت اور دلیل کو کہا جاتا ہے جو مخالف اپنے سے الزام کو دور کرنے کے لئے پیش کرتا ہے اور اصطلاح شریعت میں عذر کے معنی ہیں :السبب المبیح للرخصة یعنی وہ سبب جو شرعی رخصت کا جواز فراہم کردے

معذور کی عرفی تعریف

عرف عوام میں معذور اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کے اعضاء بدن میں کوئی کمی وکوتاہی ہو، جیسے کسی کی ٹانگ نہیں ہے یا نابینا ہے وغیرہ۔

شرعی اصطلاحی تعریف

طہارت کے باب میں معذور سے مراد وہ شخص ہوتا ہے کہ جسے کسی بیماری کی وجہ سے ،نواقض وضو میں سے کوئی ناقض، غیر اختیاری طور پر اس قدر شدید پیش آئے کہ وہ اس کے روکنے پر قادر نہ ہو اور کم از کم ایک بار اس قدر زیادہ پیش آئے کہ کسی بھی ایک فرض نماز کے پورے وقت میں سے اسے اتنا وقت بھی نہ مل سکے کہ وہ مختصر ترین وضو کر کے طہارت کے ساتھ اکیلے میں مختصر ترین نماز پڑھ سکے۔

جب کسی کو مذکورہ طریقہ سے ایک مرتبہ کوئی ناقض وضو پیش آجائے تو وہ معذور بن گیا، آئندہ اس پر معذور کے مخصوص احکام جاری ہوں گے۔

فوائد قیود

معذور کی مذکورہ تعریف میں کئی قیود لگائی گئی ہیں، ان کی مزید وضاحت کی جاتی ہے۔

(۱) شخص: یہ عام ہے مرد وعورت اور خنثی سب کو شامل ہے، طحطاوی علی الدر (۱۵۵/۱)

(۲) بیماری کی وجہ سے: اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر انسان سے پانی خارج ہو تو اس کیلئے بیماری ضروری ہے لیکن اگر پانی کے علاوہ کوئی چیز خارج ہو تو اس کے لئے بیماری ضروری نہیں، الشامیۃ (۳۰۵/۱)

(۳) نواقض وضوالخ اگر ایسی چیز کا عارضہ لاحق ہو جو ناقض وضو نہ ہو تو ایسا شخص معذور شمار نہ ہوگا جیسے رینٹھ اور آنکھ کا پانی، زکام وغیرہ۔

(۴) غیر اختیاری طور پر الخ اگر کوئی عذر اختیاری طور پر پیدا ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور ایسا شخص معذور شمار نہ ہوگا۔

(۵) اس قدر شدید الخ اگر ناقض وضو شدید نہ ہو بلکہ کم ہو اور اس کے روکنے پر قادر ہو اسے روکنا ضروری ہے، ایسا شخص معذور نہیں بن سکتا، اس کی مزید تفصیل آگے آرہی ہے۔

(۶) اس قدر زیادہ الخ اگر ناقض وضو عام معمول کے مطابق پیش آتا ہے تو ایسا شخص معذور شمار نہ ہوگا۔

(۷) فرض نماز کا وقت الخ اگر فرض نماز کے وقت کے علاوہ میں مذکورہ طریقہ سے کوئی ناقض پیش آیا تو وہ معذور شمار نہ ہوگا، فرض نماز کے وقت کی قید سے وقتِ مہمل اور غیر فرض نماز کے اوقات کو نکالنا مقصود ہے، جیسے طلوع آفتاب اور زوال کا درمیانہ وقت ہے، کہ یہ چاشت اور عیدین کی نماز کا وقت ہے، لہذا اگر کسی کو اس وقت میں مذکورہ طریقہ کے مطابق ناقض پیش آیا اور پورا وقت گھیر لیا تو وہ معذور نہ ہوگا۔

(۸) پورا وقت الخ یہ تب ہوسکتا ہے کہ اس نماز کے وقت سے پہلے ناقض لاحق ہوا ہو اور ابھی تک جاری ہو، اگر اس نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد ناقض لاحق ہو تو اس کی وجہ سے فی الحال معذور شمار نہ ہوگا اگرچہ بعد کے پورے وقت کا استیعاب کر جائے۔

(۹) اتنا موقعہ نہ مل سکے الخ یعنی نماز کے پورے وقت میں ناقض موجود ہو، اسے استیعاب کہا جاتا ہے، استیعاب کی دو قسمیں ہیں

(۱) استیعاب حقیقی، جس کا مطلب یہ ہے کہ نماز کے پورے وقت میں تسلسل سے ناقض موجود ہو تھوڑے وقت کے لئے بھی زائل نہ ہو مثلاً اگر ظہر کا پورا وقت دو گھنٹے ہے ایک بجے سے تین بجے تک، اور ایک زخمی سے ایک بجے سے تین بجے تک مسلسل خون بہتا رہا ہے تو وہ معذور شمار ہوگا۔

(۲) استیعاب حکمی، جس کا مطلب یہ ہے کہ نماز کے پورے وقت میں تو تسلسل سے ناقض نہیں پایا گیا بلکہ درمیان میں وقفہ بھی آ گیا لیکن اتنا وقفہ نہیں ملا کہ وہ وضو کر کے طہارت کے ساتھ مختصر ترین نماز پڑھ سکے، مثلاً اس نے نماز ظہر کے لئے وضو کیا لیکن نماز کی ادئیگی سے پہلے ناقض پیش آ گیا، پھر وضو کیا نماز شروع کی لیکن نماز پوری نہیں کی تھی کہ دوبارہ پیش آ گیا، اس طرح بار بار ہوتا رہا حتی کہ ظہر کا وقت نکل گیا، یہ استیعاب حکمی ہے، اس سے بھی معذور بن جاتا ہے۔

(۱۰) اکیلے میں نماز الخ جسے کوئی ناقض وضو عذر کثرت سے پیش آتا ہے تو وہ انفراداً نماز پڑھ سکتا ہے، یعنی اگر باجماعت نماز پڑھے تو ناقض پیش آتا ہے اور نماز پوری نہیں کر سکتا تو ایسی صورت میں کامل وضو کے ساتھ اکیلے نماز پڑھ سکتا ہے، اس کے لئے یہ درست نہیں کہ باجماعت نماز ادا کرے اور شرعی معذور بن جائے۔

(۱۱) مختصر ترین وضو۔

(۱۲) مختصر ترین نماز، ان دونوں کی تفصیل آگے آیا چاہتی ہے۔

خلاصۂ تعریف

معذور شرعی وہ شخص کہلاتا ہے کہ اسے قطرے ریح وغیرہ کا عارضہ اس قدر زیادہ لاحق ہو کہ کسی بھی دن پانچ نمازوں میں سے کسی نماز کا پورا وقت اس طرح گزر جائے کہ اسے پورے وقت میں مختصر وضو کے ساتھ مختصر ترین فرض نماز پڑھنے کا موقعہ بھی نہ مل

سکا، یا تو وہ ناقض وضو تسلسل سے جاری رہا یا تھوڑے وقت کے لئے منقطع ہوا لیکن انقطاع کا وقت اتنا کم تھا کہ وہ اس میں باوضو ہو کر فرض نماز ادا نہ کر سکا۔

بقاء کا مدار

مذکورہ تعریف ابتداء میں شرعی معذور بننے کی ہے، بقاء کے لئے ہر نماز کے پورے وقت میں ایک مرتبہ اس عذر کا پایا جانا کافی ہے۔

زوال کا مدار

زوال عذر کا مدار اس پر ہے کہ نماز کا پورا وقت عذر سے خالی نکل جائے اور انقطاع وقت کا استیعاب کر جائے یعنی شرعی معذور بننے کے بعد اس کا شرعی معذور ہونا تب ختم ہوگا جب اس پر کسی نماز کا پورا وقت اس طرح گزر جائے کہ اس دوران وہ عذر اسے بالکل پیش نہ آئے۔

مثلاً بکر کو قطرے آنے کا عذر لاحق ہے اور فرض کیا کہ نماز مغرب کا پورا وقت چھ سے سات بجے تک صرف ایک گھنٹہ ہے، قطرہ اتنی کثرت سے آتا رہا کہ بکر کو چھ سے سات بجے تک مسلسل آتا رہا تو یہ استیعاب حقیقی ہے اور بکر شرعی معذور بن گیا، یا اگر اس ایک گھنٹہ کے دوران وقفہ وقفہ سے قطرہ بند ہوتا رہا لیکن وقفہ اتنا کم تھا کہ بکر وضو کر کے طہارت کے ساتھ نماز مغرب ادا نہ کر سکتا تھا تو یہ استیعاب حکمی ہے اور زید شرعی معذور بن گیا، اب اس کے بعد عشاء، فجر، ظہر، عصر، آئندہ مغرب ...... کی نمازوں میں سے ہر نماز کے پورے وقت میں ایک مرتبہ بھی قطرہ آئے گا تو بکر معذور شمار ہوگا، خواہ اس پر سالوں سال بیت جائیں لیکن اگر کسی دن کسی نماز کا پورا وقت قطرہ آئے بغیر گزر گیا تو بکر شرعی معذور نہیں رہے گا، مثلاً تیسرے دن ظہر کی نماز کا پورا وقت اس طرح گزر گیا کہ اس پورے وقت میں قطرہ نہیں آیا تو بکر شرعی معذور نہیں رہے گا، آئندہ اس پر تندرست آدمی والے احکام لاگو ہوں گے الا یہ کہ وہ مذکورہ تفصیل و شرائط کے مطابق دوبارہ شرعی معذور بن جائے۔

حکم اور سہولت

شرعی معذور کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ فرائض خمسہ میں سے ہرایک نماز کے وقت میں وضوکرے گااور جب تک نماز کاوقت باقی ہے شریعت کی رو سے اس کاوضوبھی برقرار رہے گااگرچہ عذر بار بار پیش آئے،وقت کے اندروہ اس وضوسے فرض ،واجب وقتی ،قضاء،سنن اورنوافل پڑھ سکتاہے اورتلاوت کرسکتاہے مثلاً اگر ظہر کی نماز کاوقت دو گھنٹے ہے ایک سے تین بجے تک ،توجب اس نے ایک بجے وضوکیاتوتین بجے تک وضوبرقرار رہے گا،اس دوران نمازظہر کے فرائض وسنن کے علاوہ قضاء پڑھ سکتاہے ،نوافل اداکرسکتاہے ،تلاوت کرسکتاہے۔

شرائط بقاء

جب تک نماز کاوقت باقی ہے معذورکاوضوبھی حکماًباقی ہے لیکن وضوکے باقی رہنے کی دوشرطیں ہیں۔

(ا)اس نے اسی عذر کیلئے وضوکیاہوجس کی وجہ سے وہ معذوربناہے مثلاًاسے ریح کی بیماری ہے اوراس نے ریح خارج ہونے کی وجہ سے ظہر کی نماز کے لئے وضوکیاتوجب تک نمازظہر کاوقت موجودہے اس کاوضوبھی برقرار رہے گالیکن اگراس عذر کے علاوہ کسی عذر کے پیش آنے کی وجہ سے وضوکیامثلاًاسے ریح کی بیماری ہے لیکن اس کوپیشاب کرناپڑاتھااس لئے وضوکیا،اوروضوکے وقت تک ریح خارج نہ ہوئی تھی بلکہ انقطاع ہی رہاتھاپھرجب اس نے وضوکرلیاتوریح خارج ہوگئی تواس کاوضوٹوٹ جائے گا،اگرچہ وقت باقی ہے ،اس صورت میں وضوکیوں باقی نہیں رہتا؟بدائع الصنائع میں اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ یہاں وضوعذر کے لئے نہیں کیاگیالہذاعذر کے حق میں یہ وضوکالعدم ہے ،الشامیۃ (۳۰۷/۱)مذکورہ حکم اس وقت ہے کہ اس نے عذر کے علاوہ حدث ہی کی وجہ سے وضوکیاہو،اگرعذراورحدث دونوں کے لئے وضوکیاہوتووضوباقی رہے گا،مثلاًاسے ریح کی

بیماری ہے اور اس کو بول کا حدث بھی پیش آگیا ہے ،وضو کرتے وقت ریح کی بیماری بھی موجود ہے انقطاع نہیں ہوا ہے تو یہ وضو چونکہ عذر اور حدث دونوں کے لئے کیا ہے لہذا جب تک نماز کا وقت باقی ہے اس کا وضو بھی برقرار رہے گا اور خروج ریح سے ٹوٹے گا نہیں۔خلاصہ یہ کہ یہاں تین صورتیں ہیں(۱) اسی عذر کی وجہ سے وضو کیا ہو(۲) اس عذر اور دوسرے حدث دونوں کے لئے وضو کیا ہو،ان دونوں صورتوں میں بقاء وقت تک وضو باقی رہے گا(۳) صرف دوسرے حدث کے لئے وضو کیا ہو،اس صورت میں بقاء وقت تک وضو کا باقی رہنا ضروری نہیں ہے ،اگر اس سے پہلے عذر پیش آگیا تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

(۲) بقاء وضو کی دوسری شرط یہ ہے کہ نماز کے اس وقت کے دوران کوئی دوسرا عذر پیش نہ آئے ،اگر دوسرا حدث پیش آگیا تو اسی وقت وضو ٹوٹ جائے گا،مثلاً قطرے کے مریض نے وضو کیا لیکن نماز کا وقت ختم ہونے سے پہلے اس کی نکسیر پھوٹ گئی تو اسی وقت وضو ٹوٹ جائے گا،یا مثلاً وہ اس لئے معذور شرعی بنا تھا کہ اس کی ناک کے دائیں سوراخ سے مسلسل خون آرہا تھا،اب اس نے وضو کیا اور نماز کا وقت باقی تھا لیکن اچانک ناک کے دائیں سوراخ سے خون آنا شروع ہو گیا تو شروع ہوتے ہی وضو ٹوٹ جائے گا،اگرچہ نماز کا وقت باقی ہو،اس صورت میں وضو کیوں ٹوٹتا ہے؟بدائع میں اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ یہ حدث جدید ہے ،وضو کرتے وقت موجود نہ تھا،لہذا یہ حدث اور بول وبراز برابر ہیں۔(الشامیہ)

☆اگر کسی کو چیچک یا پھوڑے ہوں اور ایک پھوڑے کی وجہ سے معذور بنا تھا اور وضو کے بعد دوسرے چیچک یا پھوڑے سے خون بہہ پڑا تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

المحیط البرہانی (۱/۱۹۲)

☆اگر کسی کو دو زخم ہوں اور دونوں جاری ہوں پھر ایک تھم گیا اور دوسرا جاری ہے تو وضو برقرار ہے پھر اگر تھمنے والا جاری ہو گیا اور دوسرا تھم گیا تو بھی وضو برقرار ہے کیونکہ یہ دونوں زخم بمنزلہ ایک زخم کے ہیں (ایضاً)

مسئلہ :اگر شرعی عذر فی نفسہ برقرار ہے لیکن اس کی مقدار میں کمی آئی ہے تو اس سے وضو پر کوئی اثر نہیں پڑتا،جب تک نماز کا وقت موجود ہے وضو بھی باقی رہے گا، مثلاً وضو

کرتے وقت اس کے کئی زخموں سے خون جاری تھااوراب ایک دوسے جاری ہے یاپہلے ایک زخم سے بہت زیادہ جاری تھااوراب مقدار میں کمی آگئی ہے یاپہلے مثلاً ناک کے دونوں سوراخوں سے جاری تھااوراب صرف ایک سے جاری ہے تووضوبرقرار ہے ،اس سے وضوپرکوئی اثرنہیں پڑتا۔(الشامیۃ)

معذور کے حق میں ناقض وضو

معذورشرعی نے جب کسی نماز کے وقت میں وضوکرلیاتواس کے حق میں ناقض وضواشیاء دوہیں۔

(۱)عذر کے علاوہ کسی دوسرے حدث کاپیش آجانا۔

(۲)وقت نماز کاخروج ،یعنی جب نماز کاوقت نکل جائے تووضوٹوٹ جائے گا،لیکن اس کی ایک شرط ہے کہ یہ وضواس وقت ٹوٹے گاجب کہ معذورنے عذرجاری ہونے کی حالت میں وضوکیاہویاعذر کے منقطع ہونے کی حالت میں وضوکیالیکن اس کے بعدخروج وقت تک کم ازکم ایک مرتبہ وہ عذرپیش آیاہومثلاً خالدکوقطرے کی بیماری ہے،اس نے خروج قطرات کی حالت میں وضوکیاتونماز کاوقت نکلتے ہی اس کاوضوٹوٹ جائے گاخواہ وضوکے بعدسے اب تک کوئی قطرہ نہ آیاہو،یاوضوکرتے وقت توقطرات کاخروج منقطع تھالیکن اس کے بعدکم ازکم ایک مرتبہ قطرہ آیاہے تونماز کاوقت نکلتے ہی وضوٹوٹ جائے گا۔

اگرمذکورہ شرط کے دواجزاء میں سے کوئی جزء موجودنہ ہویعنی نہ وضوکرتے وقت عذرجاری تھااورنہ اس کے بعدخروج وقت تک ایک بارپیش آیابلکہ تسلسل کے ساتھ منقطع رہاتونماز کاوقت نکلنے سے وضونہیں ٹوٹے گابلکہ وضوبرقراررہے گایہاں تک کہ دوامور میں سے کوئی ایک پایاجائے ۔

(۱)کوئی دوسراحدث لاحق ہوجائے ۔

(۲)وہی عذرپیش آجائے ،گویاکہ اس صورت میں معذورپرصحیح کے احکام لاگوہوں گے۔

وجہ اور علت

خروج وقت کو ناقض وضو قرر دیا ہے لیکن اس کی شرط یہ بیان کی ہے کہ وضو کرنے کے بعد خروج وقت تک کم ازکم ایک مرتبہ عذر پیش آیا ہو، اس کی وجہ یہ ہے کہ دراصل خروج وقت خود ناقض وضو نہیں بلکہ خروج وقت سے پہلے تک جو عذر پیش آیا تھا وہ ناقض وضو ہے البتہ اس کا ناقض وضو ہونا مشروط تھا خروج وقت کے ساتھ ،لہذا جب شرط پائی جائے گی یعنی وقت نکلے گا تو مشروط بھی پایا جائے گا یعنی وہ عذر سابق ناقض وضو ہو جائے گا،اور اس کا اثر اب ظاہر ہوگا۔

خلاصہ یہ کہ اگر عذر جاری ہونے کی حالت میں وضو کیا یا وضو کرتے وقت عذر تو منقطع تھا لیکن نماز کا وقت نکلنے تک ایک بار عذر پیش آچکا ہے تو خروج کے ساتھ ہی معذور کا وضو ٹوٹ جائیگا اور اگر وقت خروج تک نہ عذر پیش آیا اور نہ ہی وضو کے وقت وہ جاری تھا تو خروج وقت کے باوجود وضو برقرار ہے اور یہ ایسے ہے جیسا کہ معذور کا مسح کرنے کی آئندہ آنے والی چار صورتوں میں سے پہلی صورت۔

معذور کے لئے موزوں پر مسح کرنے کا حکم

معذور کب تک موزوں پر مسح کرسکتا ہے؟اس کا حکم جاننے سے پہلے ایک اصول سمجھ لینا ضروری ہے کہ موزوں پر مسح جائز ہونے کی شرط یہ ہے کہ یا تو طہارت کاملہ پر موزے پہنے ہوں یا اگر موزے پہنتے وقت طہارت کاملہ نہ تھی تو کم ازکم حدث لاحق ہونے تک اس نے طہارت کاملہ حاصل کرلی ہو،اگر حدث لاحق ہونے تک بھی طہارت کاملہ حاصل نہ کی گئی ہوتو ایسے موزوں پر مسح کرنا جائز نہیں ہے ،انہیں اتارنا ضروری ہے،مثلاً خالد نے اپنے خیال کے مطابق مکمل وضو کرکے موزے پہن لئے لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ اس کے اعضاء وضو میں سے کوئی عضو خشک رہ گیا تھا اور وضو مکمل نہیں ہوسکا تھا،اس صورت میں اگر خالد کو حدث لاحق ہوجائے تو چونکہ حدث لاحق ہوتے وقت

اس کا وضو تام اور مکمل نہیں تھا، لہذا وہ موزوں پر مسح نہیں کرسکتا بلکہ ان کو اتار کر نئی طہارت کے ساتھ پہننا ضروری ہے۔

معذور کے حق میں مسح کرنے کی چار صورتیں ہیں۔

(۱) اس نے حالت انقطاع عذر میں وضو کیا اور موزے پہنے یعنی جب وضو کر رہا تھا اس وقت بھی عذر موجود نہ تھا اور جب موزے پہن رہا تھا اس وقت بھی عذر موجود نہ تھا، اس صورت میں معذور کا حکم صحیح شخص والا ہے، یعنی وہ معذور وقت نماز میں بھی موزوں پر مسح کرسکتا ہے اور اس کے بعد بھی مدت مسح گزرنے تک مسح کرسکتا ہے، لہذا اگر مقیم ہے تو ایک دن اور ایک رات تک مسح کرسکتا ہے اور اگر مسافر ہے تو تین دن اور تین رات تک مسح کرسکتا ہے، اگر اسے عذر کے علاوہ کوئی حدث لاحق ہو تو اس سے بھی مدت مسح میں مسح باطل نہ ہوگا، البتہ اس سے پہلے والے مسئلے میں دوسرا حدث لاحق ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یعنی اگر حالت انقطاع میں وضو کیا اور نماز کا وقت نکلنے تک عذر منقطع رہا تو خروج وقت کے بعد بھی وضو برقرار ہے البتہ اگر کوئی دوسرا حدث لاحق ہوگیا تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا اور مذکورہ صورت میں مسح باطل نہیں ہوتا لہذا دونوں مسئلوں میں فرق ہوا۔

اس صورت میں معذور صحیح شخص کی طرح اس لئے ہے کہ اس نے طہارت کاملہ پر موزے پہنے ہیں، لہذا وہ قدمین تک سرایت حدث سے مانع ہیں، گویا موزوں پر مسح کے جواز کی شرط پائی گئی ہے۔

(۲) وضو کرتے وقت بھی عذر موجود تھا اور موزے پہنتے وقت بھی۔

(۳) وضو کرتے وقت عذر منقطع تھا لیکن موزے پہنتے وقت جاری تھا۔

(۴) تیسری صورت کے برعکس، وضو کرتے وقت عذر جاری تھا اور موزے پہنتے وقت منقطع تھا۔

ان تینوں صورتوں میں معذور صحیح کے حکم میں نہیں ہے لہذا جب تک نماز کا وقت موجود ہے وہ موزوں پر مسح کرسکتا ہے، اگر وقت نکل گیا تو موزوں پر مسح نہیں کرسکتا بلکہ

موزے اتار کر پاؤں دھونا ضروری ہے۔صاحب درمختار اور علامہ زیلعی وغیرہ حضرات کے ہاں اس کی وجہ یہ ہے کہ حدث لاحق ہوتے وقت اس کی طہارت کاملہ نہ تھی کیونکہ اسے عذر لاحق ہوتا رہا ہے ،دوسری صورت میں وضو اور لبس (موزے پہننا) دونوں کے وقت عذر موجود تھا جبکہ تیسری صورت میں صرف لبس کے وقت اور چوتھی صورت میں صرف وضو کے وقت ،لہذا مسح کی شرط نہیں پائی گئی۔

صاحب نہر اور دوسرے حضرات کے نزدیک اس کی وجہ معذور کی طہارت کا ناقص ہونا نہیں ہے ،وہ فرماتے ہیں کہ جب تک نماز کا وقت باقی ہوتا ہے تو معذور کی طہارت بھی باقی ہوتی ہے اور کامل طور پر ہی باقی ہوتی ہے،لہذا یہ وجہ نہیں ہے بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ وقت نماز گزرتے ہی سابقہ حدث کا ظہور ہو جاتا ہے اور وہ حدث قدمین تک حلول کر جاتا ہے جسے مسح زائل نہیں کر سکتا کیونکہ شرعی اصول ہے کہ" المسح انمایزیل ماحل بالممسوح لابالقدم" یعنی مسح اس حدث کو زائل کرتا ہے جو ممسوح یعنی موزوں میں حلول کر جائے اور جو حدث قدمین میں حلول کر لیتا ہے مسح اس کا ازالہ نہیں کر سکتا،یہی وجہ ہے کہ پہلی صورت میں اگر کوئی دوسرا حدث لاحق ہو اور معذور وقت کے اندر وضو کرنا چاہے تو مسح کر سکتا ہے،کیونکہ یہاں حدث سابق موجود نہیں کہ قدمین میں حلول کر سکے۔

معذور کے لئے کپڑے کی طہارت کا حکم

اس بارے یہ تفصیل ہے کہ:

(۱) اگر معذور کے کپڑے کو اس عذر کے علاوہ کوئی نجاست لگی ہے جس میں وہ مبتلا ہے تو اس کا بہر صورت دھونا ضروری ہے،اگر مقدار عفو سے زائد ہو یا برابر ہو تو وجہ ظاہر ہے کیونکہ اس کا دھونا فرض یا واجب ہے اور اگر کم ہو تو بھی دھونے کا حکم ہے، اس کے ساتھ نماز مکروہ ہے ،اگر چہ نماز ہو جاتی ہے۔مقدار عفو کے بارے یہ تفصیل ہے کہ نجاست غلیظہ رقیقہ (پتلی اور بہنے والی جیسے پیشاب خون قطرہ لیکوریا) اگر ایک روپیہ کے سکے سے کم ہو تو اس کا دھونا سنت ہے ،اگر اس کے برابر ہو تو دھونا واجب ہے ،اور اگر زیادہ ہو تو دھونا فرض

ہے،اور نجاست غلیظہ کثیفہ (گاڑھی پاخانہ، مرغی کی بیٹ وغیرہ) اگر ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشے کے وزن سے کم ہو تو معاف ہے یعنی اس کا دھونا سنت ہے اور اگر اس کے برابر ہو تو اس کا دھونا واجب ہے،اور زیادہ ہو تو دھونا فرض ہے۔

(۲) اگر وہی عذر پیش آئے جس میں مبتلا ہے اور کپڑے پر مقدار عفو سے کم نجاست لگ جائے تو معاف ہے اسے دھونا ضروری نہیں ہے،صحیح شخص کے لئے اس مقدار کا دھونا سنت ہے لیکن معذور کے لئے چھوڑنے کی رخصت ہے۔

(۳) اگر عذر کی مقدار،مقدار عفو کے برابر یا زیادہ ہو تو معذور کے لئے کپڑا دھونے میں کئی اقوال ہیں۔

(۱) صحیح اور مفتی بہ قول یہ ہے کہ وہ اندازہ لگائے ،اگر غالب ظن یہ ہو کہ اگر کپڑا دھولیا جائے تو بھی نماز سے فارغ ہونے سے پہلے عذر پیش آجائے گا اور کپڑا ناپاک ہو جائے گا تو ایسی صورت میں کپڑا دھونا ضروری نہیں کیونکہ اس کا کوئی فائدہ نہیں ،اور اگر گمان یہ ہو کہ اگر دھولیا جائے تو نماز سے فارغ ہونے تک عذر پیش نہیں آئے گا اور کپڑا نجس نہیں ہوگا تو ایسی صورت میں دھونا ضروری ہے کیونکہ دھونے کا فائدہ موجود ہے،لہٰذا اگر دھوئے بغیر نماز پڑھ لی تو نماز نہ ہوگی۔

(۲) دوسرا قول یہ ہے کہ معذور اندازہ لگائے ،اگر کپڑا دوبارہ نجس ہوسکتا ہے تو دھونا ضروری نہیں اور اگر دوبارہ نجس نہیں ہوتا تو دھونا ضروری ہے،اس قول کے قائلین نے یہ تصریح نہیں کی کہ کب تک دوبارہ نجس ہونا یا نہ ہونا مراد ہے ،نماز سے فراغت تک یا نماز کا وقت نکلنے تک ؟اس لئے اس میں دونوں احتمال ہیں،اگر نماز سے فراغت تک مراد ہو تو یہ پہلے قول پر محمول ہوگیا،دونوں میں کوئی فرق نہ ہوا اور اسی کو علامہ شامی اور علامہ رافعی رحمہما اللہ نے اشارۃً راجح قرار دیا ہے ،اور اگر وقت نماز نکلنے تک نجس ہونا مراد ہو تو علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس میں معذورین کے لئے وسعت زیادہ ہے کیونکہ وقت بڑھ جانے کی وجہ سے عذر پیش آنے کا احتمال زیادہ ہوگا اور اسی قدر کپڑا دھونے کے مواقع کم ہوجائیں گے،تاہم صحیح احتمال پہلا یعنی تطبیق کا ہے اور پہلے اور دوسرے قول میں کوئی فرق نہیں ہے۔

(۳) تیسرا قول یہ ہے کہ کپڑا دھونا کسی صورت میں ضروری نہیں ،خواہ نماز سے فراغت اور خروج وقت تک اس کے نجس ہونے کا احتمال ہو یا نہ ہو، یہ قول ضعیف ہے۔

بچھونے کا حکم

مذکورہ حکم بعینہ بچھونے کا بھی ہے،یعنی اگر کوئی مریض ہے اور اس کے نیچے نجس بچھونا یا کپڑے ہیں تو اس کے تبدیل کرنے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر نماز سے پہلے دوبارہ نجس ہوجائیگا اور نجاست کی مقدار بھی قدر عفو سے زائد یا برابر ہوگی تو اسے بدلنا ضروری نہیں ہے اور اگر نجس نہیں ہوگا یا نجس ہوگا لیکن مقدار عفو سے کم نجس ہوگا تو اسے بدلنا ضروری ہے ،الدر المختار۔

مکان اور بدن کا حکم

مذکورہ حکم معذور کے بدن اور مکان کا بھی ہے ،الطحطاوی علی الدر (۱/۵۵)

استنجاء کا حکم

معذور شرعی کیلئے استنجاء کرنا ضروری نہیں ہے (ایضاً) تاہم اس کو استنجاء کر لینا چاہئے۔

ردعذر اور تقلیل عذر کا اصول

معذور بن کر حالت عذر میں نماز پڑھنا کوئی اچھا عمل نہیں ہے کیونکہ اس میں نماز کی اس کے منافی کے ساتھ ادئیگی کی جاتی ہے ،اس بناء پر شرعی اصول یہ ہے کہ "یجب ردالعذر اوتقلیله بقدر القدرة "یعنی اپنی وسعت وقدرت کے بقدر پہلے تو عذر کو بالکلیہ

ختم کرنے کی کی کوشش کرے ،یعنی حتی الامکان معذور بننے کی نوبت نہ آنے دے لیکن اگر بالکلیہ اس کارِ ممکن نہ ہوتو اسے کم کرنے کی کوشش کرے،خواہ اس کے لئے نماز کا اہون فرض ورکن چھوڑنا پڑجائے ،شرعاً ردعذر اور تقلیل عذر کے لئے کئی صورتیں اختیار کی جاسکتی ہیں۔(**قلت" یجب" فی هذاالاصل فی معنی" ینبغی ویندب" کماستقف علیه ان شاء الله.**

(ا)ارکان میں تخفیف :۔ایک شخص کو کوئی عارضہ مثلاً قطرے کی بیماری لاحق ہے اوراس کی نوعیت اس قسم کی ہے کہ اگر وہ سجدہ کرتا ہے تو قطرہ آتا ہے لیکن اگر وہ اشارہ سے نماز پڑھے تو قطرہ نہیں آتا،اس صورت میں وہ سجدہ نہ کرے ،اشارہ سے کھڑے ہوکر یا بیٹھ کر نماز پڑھے ،کیونکہ ترکِ سجدہ حالتِ حدث میں نماز پڑھنے سے اہون یعنی ہلکا اور آسان ہے۔

☆اگر وہ کھڑے ہوکر نماز پڑھتا ہے تو قطرے آتے ہیں لیکن بیٹھ کر پڑھتے وقت قطرے نہیں آتے تو بیٹھ کر پڑھے ،قیام چھوڑدے کیونکہ ترکِ قیام حالتِ حدث میں نماز پڑھنے سے اہون ہے،فتح القدیر میں ترک قیام اور ترک سجدہ کے اہون ہونے کی وجہ یہ لکھی ہے کہ حدث کی حالت میں تو بلاضرورت شدیدہ نماز جائز نہیں لیکن بیٹھ کر یا اشارہ سے کبھی اختیاری طور پر بھی نماز درست ہے جیسے نفل نماز عام حالات میں بیٹھ کر پڑھنا درست ہے اورسواری پر نفل نماز پڑھتے ہوئے سجدہ معاف ہے ،اشارہ سے ادائیگی ہوجاتی ہے۔

☆اگر وہ کھڑے ہوکر یا بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے تو قطرہ آتا ہے لیکن اگر لیٹ کر پڑھتا ہے تو قطرہ نہیں آتا تو اس صورت میں کھڑے ہوکر یا بیٹھ کر پڑھنا ضروری ہے ،لیٹ کر پڑھنا جائز نہیں ہے (الشامیۃ ۱/۳۰۸)علامہ رافعی رحمہ اللہ اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ حدث کی حالت میں نماز پڑھنا اور لیٹ کر نماز پڑھنا دونوں صرف ضرورت کے وقت درست ہیں لہذا اس حوالے سے دونوں برابر ہیں پھر کھڑے ہوکر پڑھنے میں ارکان کی ادائیگی ہوتی ہے اور لیٹ کر پڑھنے میں ارکان نماز کی ادئیگی نہیں ہوتی، اس لئے کھڑے ہوکر پڑھنے کو ترجیح دی جائے گی۔ (التحریر المختار ۱/۳۹)

(۲) مقام عذر میں کرسف روئی کپڑا وغیرہ رکھنا

ردعذر یا تقلیل عذر کے لئے دوسری صورت یہ اختیار کی جاسکتی ہے کہ مقام عذر شرم گاہ وغیرہ میں کرسف روئی کپڑا وغیرہ رکھ کر عذر کو رد کر دیا جائے، اگر کرسف کی وجہ سے عذر خارج نہ ہو تو اس سے عذر متحقق نہ ہوگا۔

☆ کسی کو مثلاً قطرے کی بیماری ہے اور اس نے ذکر کے سوراخ میں روئی رکھ دی اور قطرہ کا خارج ہونا بند ہوگیا تو درست ہے اور وہ معذور نہ ہوگا اور جب تک روئی پر پیشاب ظاہر نہ ہو اس کا وضو برقرار رہے گا، اگر روئی کا اندرونی حصہ تر ہوگیا اور قطرہ باہر ظاہر نہیں ہوا یا ظاہر ہوگیا لیکن روئی سوراخ ذکر کے سر سے نیچے اندورن کی طرف رکھی ہے تو اسے خروج نہیں کہا جائے گا اور وضو نہیں ٹوٹے گا، اور اگر روئی سوراخ کے سرے بھی باہر ہو یا سر کے برابر ہو اور وہاں تک تری پہنچ جائے تو یہ خروج کہلائے گا اور اس سے وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر روئی گرجائے تو وضو ٹوٹنے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر روئی تر ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر روئی خشک ہو تو وضو برقرار ہے، المحیط البرہانی (۱/۱۹۲و۱۹۳)

☆ یہی حکم بعینہ عورت کے کرسف رکھنے کا ہے (ایضاً)

(۳) مختصر وضو اور مختصر ترین نماز

ردعذر یا تقلیل عذر کی تیسری صورت مختصر طریقہ سے وضو کرنا اور نماز پڑھنا ہے یعنی اگر وہ مختصر وضو کر کے مختصر ترین نماز پڑھے تو معذور بننے سے بچ سکتا ہے تو اسے مختصر وضو کر کے اس کے ساتھ مختصر نماز پڑھ لینا چاہئے اور معذور نہ بننا چاہئے۔

(۴) ترکِ جماعت

اگر وہ باجماعت نماز پڑھتا ہے تو قطرہ آتا ہے لیکن اگر اکیلے میں پڑھے تو قطرہ نہیں آتا، ایسا شخص اکیلے نماز پڑھے، اس کے لئے جماعت کی نماز ترک کرنے کی اجازت ہے۔

مسئلہ:۔ مذکورہ چار طرق اختیار کر کے معذور بننے سے بچنا واجب ہے؟ صاحب درمختار نے واجب لکھا ہے اور علامہ شامی رحمہ اللہ کی رائے بھی یہی معلوم ہوتی ہے

لہذا اگر اس کے لئے مذکورہ طرق میں سے کسی طریقہ سے ردعذر ممکن تھا لیکن اس نے ردنہ کیا اور معذور بن کر نماز پڑھی تو نماز نہ ہوگی لیکن علامہ رافعی رحمہ اللہ نے اس بارے کچھ جزئیات نقل فرمائے ہیں جن سے ان کا رجحان اس طرف معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ طرق سے ردعذر واجب نہیں لہذا اگر کسی نے یہ طرق اختیار نہ کئے اور معذور بن کر نماز پڑھی تو درست ہے اور یہی قول صحیح ہے۔

مختصر وضو کی تفصیل

مختصر وضو سے مراد یہ ہے کہ وضو کے صرف چار فرائض پورے کرے یعنی چہرہ دھوڈالے، ہاتھ کہنیوں تک دھولے اور ایک چوتھائی سر پر مسح کرلے اور پاؤں دھولے، وضو کے آداب و مستحبات اور سنن کو چھوڑ دے۔احسن الفتاوی۔

مختصر ترین نماز کی تفصیل

مختصر ترین نماز سے مراد یہ ہے کہ سنن مؤکدہ کو چھوڑ دے، صرف فرض اور واجب نماز ادا کرے اور فرض وواجب نماز ادا کرتے ہوئے بھی نماز کے صرف فرائض وواجبات ادا کرے، نماز کے سنن آداب و مستحبات کو چھوڑ دے، جس کی تفصیل یہ ہے کہ شروع میں ثنا، اعوذ باللہ اور بسم اللہ چھوڑ دے، سورہ فاتحہ کے بعد آمین نہ کہے، پھر کہیں سے بھی اتنا قرآن کریم پڑھ لے کہ کل تیس حروف ہوجائیں، رکوع اور سجدہ میں صرف ایک تسبیح کہے، قومہ میں ربنا لک الحمد چھوڑ دے، فرض کی آخری دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ نہ پڑھے بلکہ ایک بار سبحان ربی الاعلی کہنے کی مقدار قیام کرکے رکوع کرے، آخر میں صرف تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے، درود شریف اور دعا نہ پڑھے اور اگر عشاء کی نماز ہے تو وتر میں دعاء قنوت کی بجائے کوئی مختصر دعاء مثلاً ربنا آتنا الخ یارب اغفرلی وغیرہ پڑھ لے۔(ایضاً)

نماز کا انتخاب

کسی شخص کا معذور شرعی بنا ضروری ہو جائے اور وہ شرعی معذور بننا چاہے تو تمام نمازوں میں مغرب کی نماز کا وقت کم اور مختصر ہے، اس لئے اس کا انتخاب کر کے سابقہ تفصیل کے مطابق اپنا معذور شرعی میں داخل ہونا معلوم کرے، عشاء کا وقت زیادہ وسیع ہونے کی وجہ سے اس کے تجربہ میں اگرچہ مشقت زیادہ ہے مگر اس لحاظ سے اس میں فائدہ ہے کہ عشاء کی نماز سب نمازوں سے طویل ہے، اس لئے کہ اس میں وتر بھی شامل ہے، چار فرائض اور تین وتر، پورے وقت عشاء میں سات رکعات پڑھنے تک اگر وضو نہ ٹھہرا تو آدمی معذور بن جاتا ہے۔ ماخذہ: احسن الفتاوی (۲/۷۶ و ۷۷)

دخول وقت کے بعد لحوق عذر کا حکم

اگر کسی نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد کوئی ناقض پیش آیا ہے اور اس میں تسلسل ہے تو اس بارے یہ حکم ہے کہ نماز کے آخری وقت کا انتظار کرے، اگر ناقض منقطع ہو گیا تو وضو کر کے نماز پڑھ لے اور اگر آخر تک ناقض کا انقطاع نہ ہوا تو وضو کر کے نماز پڑھ لے خواہ عذر ناقض جاری ہو، پھر اگر دوسری نماز کے بھی پورے وقت میں ناقض جاری رہا تو پہلی نماز کا اعادہ نہیں ہے اور اگر دوسری نماز کا وقت ختم ہونے سے قبل عذر ناقض ختم ہو گیا یا کچھ دیر کے لئے رک گیا تو پہلی نماز کا اعادہ واجب ہے البتہ اگر دوسری نماز کا وقت ختم ہونے سے قبل زوال عذر کا غالب گمان ہو تو پہلی نماز آخری وقت میں پڑھنا فرض نہیں، معہذا بہتر یہ ہے کہ پڑھ لے اور بعد میں قضاء کر لے، کما قالوا فی العاجز عن القیام ویغلب علی ظنہ القدرة بعدہ۔ (ایضاً ۲/۷۹)

چاشت اور اشراق کے وضوسے ظہر پڑھنا

شرعی معذور چاشت اور اشراق کے وضو سے ظہر کی نماز پڑھ سکتا ہے، کیونکہ وقت مہمل کے خروج نیز فرض نماز کے وقت کے داخل ہونے سے معذور کا وضو نہیں ٹوٹتا۔

معذور کی امامت کے مسائل

معذور شخص صحیح لوگوں کا امام بن سکتا ہے؟ اس میں شرعاً یہ تفصیل ہے کہ اگر اس نے حالت عذر میں وضو کیا تھا یا وضو کے وقت عذر منقطع تھا لیکن اس کے بعد عذر پیش آچکا ہے تو وہ صحیح لوگوں کا امام نہیں بن سکتا، اگر صحیح نے اس کی اقتداء کی تو اس کی نماز نہ ہوگی، کتب فقہ میں جو اصول لکھا ہے: ولا طاہر بمعذور اس سے یہی صورت مراد ہے اور اگر انقطاع عذر کی حالت میں وضو کیا اور اب تک انقطاع ہی رہا ہے تو یہ مسئلہ پہلے آچکا ہے کہ ایسا شخص صحیح کے حکم میں ہے لہذا وہ صحیح کی امامت کر سکتا ہے اور یہ ایسے ہے کہ جیسے ایک شخص پچھنے لگوائے لیکن اس سے خون نہیں نکل رہا تو وہ صحیح شخص کی امامت کر سکتا ہے، اور جیسے ایک عورت دسری عورت کی امام بن سکتی ہے (تشبیہ نفس جواز میں ہے) اور جیسے ایک بچہ دوسرے بچے کا امام بن سکتا ہے۔

☆ معذور معذور کا امام بن سکتا ہے یا نہیں؟ اس بارے یہ تفصیل ہے کہ اگر دونوں کا عذر ایک جیسا ہو مثلاً دونوں کو قطرے کی بیماری ہے یعنی عذر متحد ہے تو ایک معذور دوسرے کا امام بن سکتا ہے اور اگر دونوں کا عذر ایک جیسا نہ ہو بلکہ مختلف ہو تو معذور دوسرے معذور کا امام نہیں بن سکتا، مثلاً زید کو قطرے کی بیماری ہے اور خالد کو ریح کی بیماری ہے تو زید بالاتفاق خالد کا امام نہیں بن سکتا کیونکہ دونوں کا عذر مختلف ہے نیز زید ایسا معذور ہے کہ اس کا عذر حدث بھی ہے اور نجس بھی، کیونکہ پیشاب سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور کپڑا اور بدن بھی ناپاک ہوجاتے ہیں، اس لئے امام دو اعتبار سے معذور ہے جبکہ مقتدی میں صرف ایک عذر

ہے یعنی حدث کیونکہ ریح حدث تو ہے لیکن نجس نہیں، کیا اس کے برعکس خالد زید کا امام بن سکتا ہے؟ اس میں اختلاف ہے، لیکن صحیح یہ ہے کہ خالد بھی زید کا امام نہیں بن سکتا، کیونکہ دونوں کا عذر مختلف ہے۔

خلاصہ یہ کہ اختلاف عذر کی صورت میں ایک معذور دوسرے معذور کا امام نہیں بن سکتا، خواہ امام دو اعتبار سے معذور ہو اور مقتدی ایک اعتبار سے معذور ہو یا اس کے برعکس ہو یعنی امام ایک ہی اعتبار سے معذور ہو اور مقتدی دو اعتبار سے جیسے مقتدی قطرے کا معذور ہے اور امام ریح کا مریض ہے۔

الشامیۃ (۳۰۸/۱ و ۵۷۸/۱)

هذا آخر ما اردت ایراده فی هذه الرسالة

رياض محمد بلگرامی

فاضل جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد

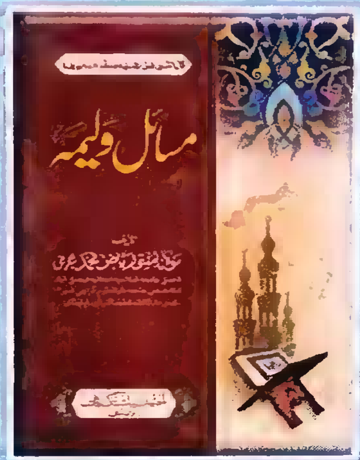
متخصص جامعہ دار العلوم کراچی ۱۴

مفتی و مدرس دار العلوم تعلیم القرآن راولپنڈی

















Waseem Graphics,0333-4165728

